THE HIGHEST HON

...ت بیمثال

من تصنیف

مس ایل-مارسٹن صاحبہ

...سیچن لٹ پچیوسو سائٹی فار انڈیا کیطرف سے شایع ہوئے

...ن پریس لودیانہ-ایم-وائلی منیجر

سنہ ۱۹۱۵ع

قیمت ۳ رو ۵ فی ۱۰۰ | جلد ۲۰۰۰

C. L. S. LUDHIANA.

THE HIGHEST HONOUR.

عزّت بیمثال

من تصنیف

مس ایل۔ مارسٹن صاحبہ

کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا کیطرف سی شائع ہوئے

مشن پریس لودیانہ۔ ایم۔ وایلی مینیجر
۱۹۰۵ء

دفعہ اول
جلد ۲۰۰۰
قیمت ۳ر و ۵ر و ۸ر

Paper 3 as. Boards 5 as. Cloth ...
C. L. S. LUDHIANA

فہرست مضامین عزت بیمثال

عزّتِ بمپال

بابِ اوّل

دو بھائیوں کی حکایت

دن بھر کی سخت محنت کے بعد آفتاب آرام لینے کے لئے حجرۂ مغرب میں داخل ہو گیا تھا اور مہتاب اُس کا قائم مقام ہو کر دنیا کو نور بخشنے کے لئے کشورِ شب کا تخت نشین تھا۔ جس طرح دن کے وقت سورج کی روشنی جھلسانے والی تھی اُسی طرح اب رات کے وقت چاند کی روشنی سے خنکی اور سلامتی کے آثار نمایاں تھے۔ خاموشئ شب سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام جہان خوابِ راحت میں محوِ آرام ہو رہا ہے لیکن دفعتہً ایک طرف سے کچھ آوازیں کان میں پڑیں جن سے معلوم ہوا کہ بعض ابتک بیدار ہیں۔ ایک مکان کے برآمدہ میں دو آدمی بیٹھے ہوئے اِس نیم شب کے وقت

کچھ دلچسپ گفتگو اور حقہ نوشی میں مشغول تھے +

یہہ دونوں آدمی ہماری لعل اور پٹن لعل حقیقی بھائی تھے۔ اُن کی عمروں
کے لحاظ سے دیکھنے والے کو یہی گمان ہوتا تھا کہ یہہ باپ بیٹا ہیں۔ اِس کے
علاوہ اُن کے حالات زندگی بھی بالکل متفاوت تھے۔ بڑا بھائی ایک گاؤں
میں رہتا تھا جہاں اُن کے باپ نے زندگی بسر کی اور وفات پائی تھی چھوٹا
بھائی بالکل اور طرح کا آدمی تھا۔ اُس نے جب ہوش سنبھالا تو تعلیم حاصل
کرنے کی از حد خواہش ظاہر کی چنانچہ ایک سکول میں داخل ہو کر انٹرنس پاس
کیا اور پھر آخرکار جب بی۔ اے میں ناکامیاب رہا تو جس سکول سے انٹرنس
پاس کیا تھا اُسی میں اُستاد بنکر پڑھانے لگا۔ اگرچہ اُنکے حالات کئی طرح سے
مختلف اور متفاوت تھے لیکن اُن میں باہمی برادرانہ اتحاد ایسا تھا کہ ہفتہ
دو ہفتہ کے عرصہ میں ضرور یا بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی ملاقات کے لئے
شہر میں آیا کرتا تھا یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی ملاقات کی خاطر گاؤں
میں جایا کرتا تھا۔ اِس رات پٹن لال اچانک ہی آ پہنچا چنانچہ اُس نے بیان
کیا کہ سکول میں دو روز کی تعطیل تھی اس واسطے مینے موقعہ کو غنیمت جانا
اور خیال کیا کہ بھائی سے ملاقات کر آؤں۔ پس ایسے موقعہ پر اگر وہ دونوں

بھائی چاندنی میں بیٹھ کر حقہ پینے اور گفتگو کرنے میں مشغول رہے اور خواب
استراحت یاران کے عالمگیر آرام میں شامل نہ ہوئے۔ تو کچھ تعجب کی بات
نہیں تھی +

جب بہت سی باتوں کا ذکر اذکار ہو چکا تو پٹن لال نے ذرا تامل کر کے
کہا کہ میں آپ سے ایک بات بیان کیا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہی کہ آپ
اُسے ناپسند نہیں کرینگے جب سے میرا کمسن بیٹا مرگیا ہی میری بیوی اکثر روتی
رہتی ہی اور بعض اوقات کھانا بھی نہیں کھاتی اور بہت لاغر ہو گئی ہی۔ ایک
روز کا ذکر ہی کہ میں سکول جانے کے لئے ابھی گھر سے نکلا ہی تھا کہ ایک مس
صاحبہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ ٹھہر گئیں اور مجھ سے مخاطب ہو کر ایک گھر کا
پتہ پوچھنے لگیں مینے اُن کو بتلایا اور دروازہ دکھلا کر مینے پھر سکول کی راہ لی۔
دفعتہً میرے دل میں خیال آیا کہ میری بیوی کیوں نہ لکھنا پڑھنا سیکھے۔
کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہہ مس صاحبہ اسی غرض سے میرے ہمسایہ میں لوگوں
کے گھروں میں آتی ہیں۔ جب اور معزز ہندو اپنی بیویوں کو مس صاحبہ سے
پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں تو کیا وجہ ہی کہ میں اپنی بیوی کو اجازت نہ دوں ممکن
ہی کہ اسی سے اُس کی طبیعت بہل جاوے اور وہ اپنے غم و رنج کو فراموش کردے

پھر مجھے آپکا خیال آیا کہ خدا جانے آپ اس انتظام کو پسند کرینگے یا نہیں چنانچہ
میں نے ارادہ کیا کہ خط لکھ کر آپ سے دریافت کروں لیکن چونکہ مجھے کچھ معلوم
نہ تھا کہ آیا میری بیوی بھی منظور کریگی یا نہیں اس لئے میں نے مناسب جانا کہ
پہلے اُسی سے اس معاملہ پر گفتگو کروں"۔

اس موقعہ پر بڑے بھائی نے حقّہ کا خوب لمبا دم کھینچا لیکن اپنے بھائی
کی تقریر کے سلسلہ میں ہاں و نہ کچھ بھی نہ کہا۔ چنانچہ پٹن لال نے اپنے بیان کو
جاری رکھا کہ "اُسی روز شام کے وقت مینے اپنی بیوی سے اس امر کا ذکر کیا
اور اُسے سمجھایا کہ لکھنے پڑھنے سے عاجز ہونا اور ایسی جاہل و نادان ہونا جیسی کہ
تو ہی نہایت ہی افسوس کی بات ہی۔ اُس نے ٹھیک جواب دیا اور کہا کہ میرا تو اس
میں کچھ قصور نہیں۔ اگر کوئی مجھے پڑھاتا تو میں ضرور پڑھتی۔ پھر مینے اُس مس
صاحبہ کا ذکر کیا جس سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ پھر مینے کہا کہ کیا میں مس
صاحبہ سے درخواست کروں کہ وہ آکر تم کو پڑھایا کریں؟ وہ مس صاحبہ سے
ملاقات کرنے سے کچھ خائف معلوم ہوئی لیکن میں نے اُسے بتلایا کہ اُس کا خوف
بیجا ہی کیونکہ تمام انگریز عورتیں بڑی مہربان اور رحیم ہوتی ہیں۔ اگر سبق نہ بھی
یاد کیا ہو تو بھی خفا نہیں ہونگی۔ اِس سے میری بیوی کا خوف دور ہو گیا اور دوسرے

ہفتہ میں اُس مس صاحبہ کی تشریف آوری کا منتظر رہا اور جب وہ ہمارے
محلہ میں تشریف لائیں تو میں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ ازراہِ عنایت میری
بیوی کو بھی پڑھا جایا کریں"۔

اس پر بڑے بھائی نے کہا "بھائی تم نے تو یہ ایک بڑی عجیب بات
کی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ غیروں کو اپنے زنانہ مکان میں لانا یا عورتوں
کو لکھانا پڑھانا ہماری رسومات کے بالکل خلاف ہی۔ مناسب تھا کہ تم ایسے
کرنے سے پیشتر مجھ سے صلاح لیتے"۔

پٹن لال نے کہا "بھائی صاحب کیا آپ کو ابتک خبر نہیں کہ ہماری رسومات
کسقدر بدلتی جا رہی ہیں؟ آپ گاؤں میں رہتے ہیں جہاں ابتک تمام
چیزیں اُسی طرز پر ہیں جس پر ہمارے باپ کے وقت میں تھیں لیکن میں تو
شہر میں رہتا ہوں جہاں کہ ہر روز کچھ نہ کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہی اور زمانہ کا رنگ
ڈھنگ متواتر بدلتا چلا جاتا ہی۔ دُنیا میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہی اور
اگر ہم پہلی حالت پر قناعت کئے جمے بیٹھے رہیں تو ضرور پیچھے رہ جاوینگے"۔

اب بہاری لعل کچھ حیرت زدہ سا معلوم ہونے لگا۔ اِس چھوٹے
بھائی نے کئی باتوں سے اُسے حیران کر رکھا تھا۔ وہ اِسے والدین اور اپنے

آباؤ اجداد کے رسم و رواج کی طرف واپس لانے سے کچھ مایوس دکھائی دینے لگا۔ پٹن لال بچپن ہی سے ترقی کا خواہاں تھا۔ بہاری لال نے حقّہ چھوڑ دیا اور بڑے غور سے اپنے چھوٹے بھائی کے چہرہ پر نظر کی۔ اُس نے خیال کیا کہ اب میرے اور میرے عزیز بھائی کے درمیان بڑی بھاری جدائی واقع ہو رہی ہے۔ اِس سے اُسکو سخت رنج ہوا اور اُس نے ایک سرد آہ کھینچی +

بہاری لعل کو خاموش پا کر پٹن لال نے پھر اپنے بیان کو شروع کیا کہ پہلے تو میری بیوی بہت شرمائی اور مشکل ہی کچھ بات چیت کرتی تھی (میں ایک پاس کے کمرہ میں اِس غرض سے چھپ رہا تھا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے) لیکن وہ مس صاحبہ ایسی مہربان اور صابر تھیں کہ آخر کامیاب ہوئیں اور سکول جانے سے پیشتر ہی میرے کان میں الف۔ بے۔ تے کی آواز آنے لگی اور میں نے معلوم کیا کہ میری بیوی بڑے شوق سے پڑھ رہی ہے" +

اس پر بہاری لال نے کہا تو بس پھر گویا تم نے اپنی بیوی کو اس مس صاحبہ کے حوالہ کر دیا۔ کیا وہ اُسے الف۔ بے پڑھانے پر ہی قناعت کریگی؟ وہ تو ضرور اُسے عیسائی بنانے کی کوشش کریگی کیونکہ اُن کا اصلی مدعا اور حقیقی

غرض اس لکھانے پڑھانے سے یہی ہے +

پٹن لال نے ہنسکر کہا آپ اِس امر کا کچھ اندیشہ نہ کریں۔ میری بیوی اپنے مذہب کے بارے میں ایسی راسخ الاعتقاد ہے کہ کوئی اُسے اُس کے عقیدہ سے ہلا نہیں سکتا تاہم اگر وہ عیسائی دین کی نسبت کچھ سیکھ لیگی تو اس میں کچھ نقصان کی بات نہیں اُس دین میں بھی بہت سی عمدہ باتیں ہیں بھائی صاحب آپ ناراض نہ ہوویں میں کسی حالت میں آپ کی مرضی کے برخلاف کچھ نہیں کیا چاہتا لیکن آپ جانتے ہیں کہ بالکل جاہل اور گنوار اَن پڑھ عورت کے ساتھ زندگی بسر کرنا بھی کوئی آسان بات نہیں ہے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ جس دن سے اُس نے پڑھنا شروع کیا ہے اُس کا رونا پیٹنا اور آہیں کھینچنا موقوف ہو گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ ہر روز مس صاحبہ کے آنے سے پیشتر بڑی کوشش سے اپنے سبق تیار کرنے میں مشغول ہوتی ہے" +

بہاری لال نے کہا "ہاں ہو سکتا ہے کہ اس سے اُسے کچھ نقصان نہ پہنچے۔ کیونکہ وہ آخر عورت ہی ہے ممکن ہے کہ مس صاحبہ اُسے جو کچھ عیسائی دین کی نسبت تعلیم دلوے وہ اُسے سمجھ ہی نہ سکے لیکن تم خبردار رہنا اگر معلوم ہو کہ وہ کچھ دلچسپی ظاہر کرتی ہے تو فوراً مس صاحبہ کا آنا اور پڑھانا بند کر دو۔ یہ کہکر

بہاری لال نے ایک گونہ تسلّی حاصل کی اور بٹن لال نے بھی کہا کہ بے شک ہیں آپ کی اِس ہدایت کو دل سے مانتا ہوں اور اسپر عمل کرونگا کیونکہ اس میں کسی طرح کا کوئی اندیشہ کا مقام نہیں ہی۔ اب بہاری لعل اپنا حقہّ لیکر اندر چلا گیا اور بٹن لال اکیلا بیٹھا رہ گیا *

باب دوم

کیا یہہ سچ ہی؟

بڑے بھائی کے آخری جملہ پر بٹن لال کچھہ سوچ بچار میں پڑ گیا۔ بہاری لال ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بھاوجہ مسیحی دین کو پسند کرنے اختیار کرلے اور اپنے آبائی دھرم سے دست بردار ہوجاوے۔ لیکن اِس سے بڑھ کر اگر اُسے معلوم ہوتا کہ میرے عزیز بھائی نے مسیحی دین کی بابت اِس قدر تعلیم حاصل کی ہی کہ اپنے آباؤ اجداد کے دھرم پر اُس کا کچھہ بھی ایمان و اعتقاد باقی نہیں رہا تو کیسا عظیم صدمہ ہوتا؟

اوّل ہی اوّل بٹن لال نے اپنے ایام طالبعلمی میں مسیح کے ایک ایماندار کی

صحبت میں رہکر یہہ معلوم کیا کہ یسُوع مسیح فی الحقیقت اپنے دعویٰ کے مطابق خدا کا بیٹا اور تمام جہان کا نجات دہندہ ہی۔ اس سے بہت عرصہ پیشتر بٹن لال نے مسیح کی زمینی زندگی کی بابت کچھہ تعلیم حاصل کی تھی کیونکہ یہہ بھی اُن کی مکتبی تعلیم کا ایک حصّہ تھا۔ جس طرح بٹن لال کو اور تواریخی واقعات یاد تھے اُسی طرح اسے یہہ عجیب زندگی کی حقیقتیں خوب یاد تھیں۔ خداوند یسُوع مسیح کا یہہ قول کہ قیامت اور زندگی میں ہوں اُس کے صفحہ یادداشت پر کالنقش فی الحجر تھا وہ خیال کرتا تھا کہ یسُوع مسیح اگرچہ نیک آدمی تھا تو بھی اُس میں اوروں کی طرح بہت سی بھول چوک تھی اور وہ اِس دُنیا سے دیگر بنی آدم کی طرح لقمہ نہنگ اجل ہوکر ہمیشہ کے لئے چلا گیا۔ بٹن لال اُنیسویں صدی کے ایک ہندو طالب العلم کے ساتھہ یسُوع مسیح کا جو اپنے شاگردوں کے بیان کے مطابق قریبًا دو ہزار برس سے مصلوب ہوچکا تھا کیا واسطہ تھا؟ اُس سے بٹن لال کا کچھہ تعلق نظر نہیں آتا اور کوئی علاقہ متصور نہیں ہوتا *

لیکن ایک دن بٹن لال کی جماعت میں ایک نیا طالب علم آیا جو قریبًا اُسکا ہم عمر تھا اُس دن تو بٹن لال نے اُس کی طرف کچھہ خاص طور سے توجہ نہ کی پر دوسرے روز جبکہ جماعت میں مرقس کی انجیل پڑھ رہے تھے وہ اُس نئے طالبعلم

کی سرگرمی اور حق جوئی کی جدوجہد کو دیکھ کر نہایت حیران ہوا کیونکہ دیگر طلبا
انجیل کی تعلیم حاصل کرنے اور اُس کے حقائق و معارف کے جاننے کا کچھ
شوق نہیں رکھتے تھے بلکہ اُن سے پرلے درجہ کی لاپروائی ظاہر ہوتی تھی۔ یہہ
نیا طالب علم سوال پر سوال کرتا تھا اور جوابات کے اکثر حصص قلمبند کرتا جاتا تھا
چنانچہ یہہ دیکھ کر پٹن بہت متحیر ہوا۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ بمقابلہ دیگر طلبا اس
نئے طالب العلم کی نظر میں اِس سبق کی وقعت بہت زیادہ تھی۔ اُس کا یسوع
مسیح کے متعلق اِس سرگرمی سے تحقیقات کرنا صرف اِس لئے نہ تھا کہ یہہ اُسکا
مقررہ سبق تھا بلکہ وہ فی الحقیقت اُس آفتابِ صداقت کے انوار سے منوّر
ہونا چاہتا تھا اور اُس کے عرفان کا ازبس شائق و آرزومند تھا۔ پٹن لال
کے نزدیک یہہ خیالات بالکل نئے تھے۔ وہ نہایت حیران ہوا لیکن خاموش
رہا۔

قریباً دو ہفتے بعد کا ذکر ہے کہ ایک روز جبکہ لڑکے باہر کرکٹ کھیل رہے تھے
پٹن لال مدرسہ میں آیا اور کیا دیکھتا ہے کہ وہی نیا طالب علم سدرسن داس
ایک کتاب کے مطالعہ میں محو ہو رہا ہے۔ یہہ دیکھ کر پٹن لال نے کہا کہ "تم تو بڑے
محنتی ہو۔ اور لڑکے کھیل کود میں مشغول ہیں اور تم پڑھنے میں مجذوب ہو۔ یہہ

کونسا خاص مضمون ہے جس میں تم اس قدر سرگرمی اور جانکاہی سے محنت
کر رہے ہو؟ اسی اثنا میں اُس نے سدرسن داس کے کندھے کے اوپر سے
دیکھ لیا کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔ اُس نے معلوم کیا کہ وہ بائبل کی تلاوت میں مصروف
ہے اب پٹن لال بھی بیٹھ گیا اور سدرسن داس سے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے سچ بتاؤ
کہ تم عیسائی ہو یا ہندو؟ نام اور لباس سے تو تم ہندو معلوم ہوتے ہو لیکن عیسائی
دین اور اُس کی تعلیم سے جو تمہیں دلچسپی ہے اس سے صاف عیاں ہے کہ تم عیسائی
ہو"۔

سدرسن داس نے کچھ دیر تک کچھ جواب نہ دیا لیکن پھر آہستگی اور نہایت
سنجیدگی سے کہا کہ "اگر عیسائی سے آپ کی مراد کوئی ایسا شخص ہے جو بپتسمہ
پا کر اور مسیح کا اقرار کر کے مسیحی جماعت میں شامل ہو گیا ہو تو میں عیسائی نہیں
ہوں۔ اور ہندو سے اگر آپ کی مراد اُس شخص سے ہے جو اپنے آبا و اجداد کی طرح
ہندو دھرم کا معتقد ہے تو میں ہندو بھی نہیں ہوں۔

اس پر پٹن لال نے کہا کہ "کیا پھر اس سے میں یہہ سمجھوں کہ تم آدھے ہندو
اور آدھے عیسائی ہو یا فی الحال ہندو ہو پر عیسائی ہونے کے لئے بالکل
تیار ہو"۔

سدرسن داس نے مسکرا کر کہا کہ "میں آپ کے استفسار کی وجہ سمجھنے سے عاجز ہوں۔ اگر آپ یونہی میرا حال معلوم کرنے کے درپے ہیں تو دیگر امر ہے پر اگر اس استفسار کی کوئی معقول وجہ ہے اور آپ مجھے بتلا سکتے ہیں تو میں کسی قدر کھول کر عرض کر سکتا ہوں"۔

بٹن لال نے جواب دیا کہ "میں ٹھیک وجہ کے بتلانے اور سمجھانے سے قاصر ہوں لیکن جس وقت سے تم آئے ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم مسیح کے حالاتِ زندگی کی تحقیقات میں نہایت سرگرمی اور دلچسپی سے مشغول ہو۔ میں ابتک نہیں سمجھ سکا کہ اس کا کیا باعث ہے"۔

سدرسن داس نے فوراً کہا کہ آپ نے بھی تو مسیح کے حالاتِ زندگی کو پڑھا ہے۔ یقیناً آپ نے معلوم کیا ہوگا کہ اُس خود انکاری اور خود نثاری کی زندگی اور اہلِ ہنود کے معبودوں کی وضعی حکایات میں کیسا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ سب سے بڑھکر نیک و پاک اور کسی کامل شخص کی پیروی اور فرمانبرداری کریں تو کیا پھر مسیح کی پیروی اور فرمانبرداری کرنے سے ہم انکار کر سکتے ہیں؟ اگر آپ کسی دوسرے مذہب و ملت میں کسی ایسے شخص کا نام و نشان بتا دیں جو مسیح کی نسبت میرے ایمان و

اتباع کا زیادہ حقدار ہے تو میں ضرور اُس کی پیروی کرونگا"۔

بٹن لال نے کہا "پھر تم عیسائی کیوں نہیں ہو جاتے؟ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ لوگ تمہیں ستاوینگے اور تم سے نفرت کرینگے اور حقیر جانینگے"۔

سدرسن داس نے کہا کہ "جیسا میں عرض کر چکا ہوں میں آپ کو بتلاؤنگا اگر انجیل سچی ہے تو میں یقین کرتا ہوں کہ یسوع مسیح جیسا کامل شخص اور کوئی نہیں ہوا لیکن جس شخص کو مرے ہوئے دو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے اُس کی کاملیت سے مجھے کیا فائدہ؟ اگر میں مسیح کی زندگی کی تعریف کروں تو مجھ پر فرض ہے کہ مسیح کی سی زندگی بسر کرنے کی کوشش کروں لیکن مجھ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ میں اپنی ذاتی اور طبعی بدی پر غالب آنے اور الٰہی زندگی بسر کرنے کی طاقت کہاں سے حاصل کروں"؟

بٹن لال نے کہا "عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا اور وہ ابتک زندہ ہے۔ بیشک میں تو اس وضعی کہانی کو سچ نہیں سمجھتا لیکن تعجب ہے کہ تم نے اُس کی بابت اس قدر تعلیم حاصل کی اور پھر بھی تمہیں یقین نہیں کہ وہ زندہ ہے"۔

سدرسن داس نے بڑی سرگرمی سے کہا "بے شک آپ ٹھیک فرماتے

ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوجاوے کہ یسوع مسیح سچ مچ زندہ ہی اور مجھے اپنی مانند
بننے کی طاقت بخش سکتا ہی تو میں عیسائی ہونے میں ایک منٹ کے لئے بھی
توقف و تامّل نہ کروں۔ آپنے دریافت کیا ہی کہ کیا میں اِس بات سے ڈرتا
ہوں کہ اگر میں عیسائی ہوجاؤں تو لوگ مجھ سے نفرت کرینگے اور حقیر جانیں گے
اگر مسیح کی موت اور اُسکا جی اُٹھنا یقینی اور واقعی امور ہیں تو اس سوال کا جواب
بڑی آسانی سے دیا جاسکتا ہی۔ کیونکہ جو خدا کے بیٹے کو حقیر جانتے ہیں اگر وہ
مجھے بھی حقیر جانیں تو میرے لئے نہایت عزت کی بات ہوگی۔ جب وہ میرا
ساتھی ہو تو پھر مجھے کس کا خوف ہوسکتا ہی؟

پھر بدّن لال نے کہا ”لیکن کیا خدا کا بیٹا ایسی بے عزّتی اور بے حرمتی
کی موت گوارا کرسکتا ہی جس کا بیان انجیل میں مندرج ہی؟ یقیناً اگر خدا مجسم
ہووے تو وہ بجائے اِس کے کہ لوگ اُسے ایذا دیں اور جن کو اُس نے خلق
کیا ہی اُسے ستاویں سب اپنی قدرت سے مطیع و فرمانبردار بنالیگا۔ عزیز بھائی!
میری بات کو سچ جانو کہ وہ مجرم جو مصلوب ہوا خدا کا بیٹا نہیں ہوسکتا۔ مجھے
تو ایسے شخص کی پیروی کرنے سے شرم آتی ہی“

سدرسن داس نے کچھ اُداسی اور رنجیدگی سے کہا کہ ”میں تو عرض کرچکا

ہوں کہ میں اسے ٹھیک طور سے نہیں سمجھتا۔ میرے سامنے تو یہہ بات ابھی
زیر تحقیق ہی۔ اگر یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہی تو خدا کی ذات وہ نہیں ہی جو ہم خیال
کرتے ہیں۔ یسوع مسیح نے کہا کہ میں اِس لئے آیا ہوں کہ تم پر خدا کو ظاہر کروں۔
شاید جس وقت ہم اُس سے خدا کی ذات کا حقیقی عرفان حاصل کرینگے
اُس وقت سمجھینگے کہ یسوع مسیح سچ مچ خدا کا بیٹا ہی“

بدّن لال ”تو فی الحال تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ کیا اِسی حالت میں رہنا چاہتے
ہو کہ ہندو نہ عیسائی؟ میرے خیال میں تمہیں اپنے پُرانے دھرم کی طرف
دھیان لگانا چاہئے جو مذہب ہمارے باپ دادوں کے لئے کافی تھا وہ ہمارے
واسطے بھی ضرور کافی اور مفید ہوگا۔ پس جس مذہب سے تمہارا کچھ سروکار
نہیں ہی اُس کی تحقیقات کرنا اور اُس کے سمجھنے کے لئے تکلیف اُٹھانا بالکل
بیفائدہ اور بے سود ہی“

سدرسن داس ”جو کچھ آپ فرماتے ہیں میرے لئے اُسپر کاربند ہونا
ناممکن ہی۔ میں نے اس قدر روشنی کا مزہ چکھا ہی کہ اب میرے لئے پھر تاریکی
کی طرف واپس جانا محال ہی۔ یا تو میں اُس خدا کو دریافت کرونگا جس کو ظاہر
کرنے کے لئے یسوع مسیح آیا اور یا میں بالکل بے خدا رہونگا۔ ہندوؤں کے

خدا پر میں ہرگز ہرگز ایمان نہیں لا سکتا" +

اب پھر شور و غل کے نعرے سُنائی دیئے اور معلوم ہوا کہ کرکٹ کی بازی ختم ہوئی۔ چنانچہ بٹن لال باہر نکلا تاکہ معلوم کرے کہ کون جیتا اور کسے شکست ہوئی +

باب سوم

(وہ شخص جو اُس کی مرضی پر چلا چاہے جانیگا کہ یہہ تعلیم خدا کی ہی)

سدرسن داس اکیلا رہ جانے سے بہت خوش ہوا۔ بٹن لال سے جو کچھ اُس کی گفتگو ہوئی اُس سے اُس کی زندگی میں ایک بھاری انفصال کا وقت آگیا۔ یہہ پہلا ہی موقعہ تھا کہ اُس نے اپنا دلی حال کسی دوسرے شخص سے بیان کیا اور اس سے اُس نے بخوبی معلوم کر لیا کہ مسیحی دین کی سچائی میرے دل پر بہت کچھ قبضہ کئے ہوئے ہی۔ اس میں کسی طرح کے تنزل کا خیال تک نہ تھا بلکہ ہر وقت یہہ حالت روبترقی تھی۔ وہ خیال کرتا تھا کہ جب روشنی کی جھلک میرے دل میں پہنچی ہی اور جس آفتاب جہاں تاب کے لمعانِ

انوار کا ایک چمکارہ میرے تاریک دل میں رخشاں ہوا ہی وہ ضرور کہیں نہ کہیں اپنے پورے پرتوئے انوار سے نصف النہار کا عالم دکھا رہا ہی۔ پس نہایت ضروری ہی کہ میں اُس چشمۂ نور کی طرف آگے بڑھتا چلا جاؤں +

اُسے بٹن لال کی بات پھر یاد آئی کہ کیا تمہیں یہہ بات ممکن معلوم ہوتی ہی کہ خدا کا بیٹا اپنے تئیں ایسی بےعزتی اور ذلت کی موت کے حوالے کرے؟ اس میں تو ذرا بھی شک و شبہ کو جگہ نہیں کہ کوئی شخص جان بوجھ کر اپنے اختیار سے ایسی تکلیف اُٹھانا اور دوسروں کے لئے ایسی بےعزتی کی موت مرنا پسند نہیں کر سکتا۔ پس اگر یہہ سچ ہی کہ مسیح نے ایسا کیا یعنے دوسروں کی خاطر اپنے اختیار سے اپنے لئے ایسی بےعزتی کی موت کو چُن لیا تو کیا یہہ اس کا صاف اور صریح ثبوت نہیں ہی کہ وہ سچ مچ خدا کا بیٹا ہی؟ جو کام انسان کے لئے ناممکن ہی وہ یقیناً خدا کے نزدیک ممکن ہو سکتا ہی۔ بٹن لال نے کہا تھا کہ مجھے ایسے مصلوب مجرم کی پیروی سے شرم آتی ہی۔ اس سے پیشتر بھی سدرسن داس خداوند یسوع مسیح کے حق میں کئی مرتبہ لوگوں سے ایسی سخت باتیں سُن چکا تھا لیکن اُسے کبھی ایسی بُری معلوم نہیں ہوئی تھیں جیسی کہ اس روز۔ کیا اِس کا سبب یہہ تھا کہ اب اُسے یسوع مسیح کا عرفان زیادہ حاصل

ہو گیا؟ بائبل شریف اُس کے آگے کُھلی پڑی تھی۔ وہ ورق اُلٹنے لگا تاکہ
اُس کامل اِنسان کی زندگی کے آخری حالات از سرِ نو پھر مطالعہ کرے +
وہ مقدس یوحنا کی انجیل پڑھنے لگا اور جب اُس نے یہہ بیان پڑھا
کہ کس طرح وہ جو بے گناہ تھا گنہگاروں کی کچہری میں حاضر کیا گیا اور رعیت
نے اپنے بادشاہ پر موت کا فتویٰ لگایا تو تمام باقی خیالات اُس کے دِل سے
کافور ہو گئے اور وہ نہایت متحیر و متعجب ہو کر اس عجیب واردات پر سوچنے لگا +
اِس مجرم کا جلال کیسا بے مثال ہے اگرچہ اُس کی جان حد درجہ کے
خطرہ میں تھی تو بھی اُس نے اپنی مخلصی اور بریت کے باب میں ایک لفظ
بھی نہ کہا۔ ایسے نازک وقت میں اپنی سنجیدگی اور متانت کو کامل طور سے
قائم رکھا! سدرسن داس کے مُنہہ سے بے ساختہ یہہ الفاظ نکلے کہ "یقیناً وہ
اپنی جان دینا چاہتا تھا ورنہ وہ ضرور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا۔
جس حال کہ وہ مُردوں کو زندہ کر سکتا تھا اپنے تئیں بچانا اُس کے لئے کوئی
مشکل کام نہ تھا۔ لیکن اُس نے مرنا کیوں پسند کیا؟ یہہ نہایت ہی عجیب بات
ہے" +

اِن سوالات کے جوابات دینے کے لئے وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ کوئی نہ

تھا جو اس حق جو کو یہہ سمجھاتا کہ خداوند یسوع مسیح نے اُس بعید شرمناک اور
پُر تکلیف موت کو اپنے اختیار سے پسند کیا تاکہ اُن کو جو گناہ میں ہلاک ہو رہے
تھے ابدی اور الٰہی زندگی کے شریک بناوے۔ "وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکا"
کیونکہ اُس کے بے حد رحم اور اُس کی لامحدود و الٰہی محبت نے اُسے ایسا
کرنے کی اجازت نہ دی۔ وہ لوگوں کو بچانے کے لئے دُنیا میں آیا اور اس کام
کی تکمیل ہر طرح سے ضروری اور لابدی تھی +

سدرسن داس نے یہہ بیان پڑھا کہ روحانی اندھے دشمنوں نے
اگرچہ اُس کی از حد حقارت کی۔ اُسے ناچیز جانا اور ٹھٹھوں میں اُڑایا پر تو
بھی اُس کے مُنہہ سے کوئی ملامت آمیز لفظ نہ نکلا۔ اُس جانکنی اور جان کاہی
کی حالت میں وہ ذوالجلال اوروں کو اطمینان اور آرام بخشنے کی خاطر اپنے
آپ کو بالکل بھول گیا۔ جب وہ اُس مصلوب خداوند اور بادشاہوں کے
بادشاہ کے اِن پُر ظفر آیات کے الفاظ پر پہنچا کہ "پورا ہوا"! تو اُس کے دل میں
یہہ بات نقش بر سنگ کی طرح قائم اور مثبت ہو گئی کہ یہہ بالکل سچ ہے۔ اس میں
ہرگز ہرگز کسی حالت میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں" +

پھر اُس کی کہانی شروع ہوئی جو کہ بنظر ظاہری موت کے وسیلہ سے نیست و

نابود شدہ معلوم ہوتا تھا لیکن کمال فتحمندی اور جاہ و جلال سے مُردوں میں سے
جی اُٹھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ پہلے کی طرح اطمینان و آرام بخشنے کے
لئے پھر موجود ہے۔ وہی یسوع مسیح جس کے ہاتھ پاؤں میں میخوں کے نشان نظر
آتے تھے سامنے کھڑا دکھائی دیتا تھا۔ اب روشنی بہت کم ہو گئی اور سدرسن
داس آگے نہ بڑھ سکا۔ اُس نے اپنا سر جھکا کر نہایت عاجزی اور خلوص دل
سے کہا کہ "اے خداوند یسوع مسیح اگرچہ تو مصلوب ہوا تھا پر تو بھی اگر تو اب زندہ ہے مجھ
سے ہم کلام ہو۔ اپنے تئیں مجھ پر ظاہر کر تا کہ میں تیرے مُردوں میں سے جی
اُٹھنے اور دُنیا کا نجات دہندہ ہونے پر ایمان لا سکوں" +

خداوند یسوع مسیح اُس کے پاس ہی تھا اور اُس کی التجا رائیگاں نہ گئی
خداوند نے اپنے آپکو ایک لمحہ کے لئے ان ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ اپنے
آپ کو اپنے مشتاق اور حق جو شاگرد پر ظاہر فرمایا اور اُس کے منہہ سے فوراً بے ساختہ
یہہ کلمات نکلے کہ "اے میرے خداوند اے میرے خدا" +

سدرسن داس اور بٹن لال نے جو مدرسہ کے خالی کمرہ میں گفتگو کی تھی
اُس کے ایک ہفتہ بعد بٹن لال صبح کے وقت اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ پیچھے
سے کسی نے اُسے آواز دی۔ یہہ سُنتے ہی بٹن لال نے اپنے ہم مکتب سدرسن داس

کو پہچان لیا اور ٹھہر کر اُس کا انتظار کرنے لگا۔ سدرسن داس نے پاس آ کر کہا
کہ "میں آپ سے کچھ باتیں کیا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کو کچھ اعتراض نہ ہو تو
میں کچھ دور تک آپ کے ساتھ چلوں" +

بٹن لال نے فوراً منظور کر لیا اور سدرسن داس کہنے لگا کہ "شاید آپ کو
یاد ہو گا کہ اس سے ایک ہفتہ پیشتر ہم نے کچھ گفتگو کی تھی اور آپ نے فرمایا
تھا کہ اپنے ہندو دھرم کا از سر نو مطالعہ کرو اور مسیحی دین کے خیالات کو اپنے
دل سے نکال دو۔ میں اُسی وقت جانتا تھا کہ مجھ سے یہہ نہیں ہو سکیگا اور
اب میں آپ سے عرض کیا چاہتا ہوں کہ وہ تمام شکوک جو میرے دل میں
بعض اوقات کم و بیش پیدا ہوتے تھے اب سب کے سب کُلّی طور پر ہمیشہ
کے لئے رفع دفع ہو گئے ہیں۔ اب مجھے پختہ یقین ہے اور میں صدق دل سے
اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ یسوع مسیح فی الحقیقت خدا کا بیٹا ہے۔ وہ اپنی
آزاد مرضی سے مصلوب ہوا لیکن پھر مُردوں میں سے جی اُٹھا اور آج
اور ابد الآباد تک زندہ رہیگا" +

بٹن لال نے کچھ استہزا اور تمسخر آمیز الفاظ میں کہا کہ "بیشک آپکا خیال
ٹھیک ہے لیکن ازراہ عنایت یہہ تو فرمائیے کہ آپ پر یہہ عجیب بھید کس طرح منکشف

ہوا؟ شاید یسوع مسیح خود آپ پر ظاہر ہوا ہوگا تاکہ آپ کو اطمینان حاصل ہو اور تفکرات سے نجات ملے" +

سدرسن داس نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے کہا ہاں بے شک اُس نے اپنے آپ کو ایسے صاف اور صریح طور سے مجھ پر ظاہر فرمایا ہی کہ اب میرے لئے کبھی کسی حالت میں یہہ خیال کرنا کہ اُنیس سو سال کے عرصہ سے وہ مُردہ ہی بالکل ناممکن اور محال مطلق ہی۔ برادرِ من اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا یسوع مسیح زندہ ہی یا نہیں تو میری طرح آپ بھی اُسی سے التجا کیجیے کہ وہ اپنے تئیں آپ پر ظاہر فرما دے" +

اب بٹن لال نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ اُس کے سامنے جو یسوع مسیح کا ایسا پختہ معتقد اور عزت کرنیوالا تھا کوئی حقارت آمیز لفظ منہہ سے نہ نکال سکا۔ پر باوجود اِس کے وہ سدرسن داس سے متفق نہ تھا چنانچہ ذرا تامل کر کے اور ذرا آگے چلکر اُس نے سدرسن داس سے پوچھا کہ "اب آپ کیا کرینگے"؟

سدرسن داس نے کہا "مَیں کیا کر سکتا ہوں؟ اب میں نے اُس پاک ذات کو جو میرے ایمان اور محبت کی حقدار ہی دریافت کر لیا ہی اور مجھ پر فرض ہی کہ اُسکا پیرو ہونیکا جسقدر جلدی ممکن ہو علانیہ اقرار کر دوں" +

اِس پر بٹن لال نے کہا "لیکن کیا آپ نے یہہ بھی سوچ لیا ہی کہ اِس کا نتیجہ کیا ہوگا اور آپ کے والدین آپ سے کس قدر حقارت اور نفرت کرینگے"؟

سدرسن داس نے کہا "ہاں مجھے یہہ سب کچھ معلوم ہی کیونکہ یسوع مسیح اُنکو جو اُسکے پیچھے آتے ہیں کبھی دھوکا نہیں دیتا۔ جو کچھ اُس نے فرمایا ہی مجھے بر زبان یاد ہی اور اگر آپ چاہیں تو میں عرض کر سکتا ہوں" +

بٹن لال نے کہا "فرمائیے تو وہ کیا ہی"؟

سدرسن داس نے خداوند یسوع مسیح کے مبارک کلمات کو دہرانا شروع کیا کہ "تم میں سے جو کوئی اپنا سب کچھ نہ چھوڑے میرا شاگرد ہو نہیں سکتا۔ جو اپنے باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہی وہ میرے لائق نہیں"۔ لیکن آپ سُنئے میں آپ کو دائمی اور بڑے بڑے نتائج سُناتا ہوں۔ یسوع مسیح فرماتا ہی کہ "ہر ایک جو کہ آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہی اُس کا اقرار کرونگا"۔ کیا آپ کے نزدیک یہہ ممکن ہی کہ میں اُس وقت اِس بات کا خیال کرونگا کہ دُنیا میں میری بعزتی اور تحقیر ہوئی تھی؟ یسوع مسیح کی تعلیم کا ایک پہلا سبق یہہ ہی کہ ہمیں اِس موجودہ زندگی کی چیزوں کا خیال نہیں کرنا چاہئے اور اس زندگی کے آرام و آسایش

پر نہیں بلکہ آئندہ زندگی کی برکات پر دھیان لگانا مناسب ہے" +

یہہ الفاظ ہٹن لال کے لئے بے تاثیر نہ ٹھہرے۔ اُس کا دِل بہت نرم ہو گیا اور وہ اپنے ساتھی کے ساتھ دل ہی میں متفق ہو گیا۔ اگر ہٹن لال اِس وقت سدرسن داس سے کچھ کہتا تو ضرور اُس کے منہہ سے یہی کلمات نکلتے کہ آپ نے مجھے بھی قریباً عیسائی ہونے کے لئے آمادہ کر دیا ہے۔ لیکن اُس نے کچھ تامّل کر کے کہا کہ "اگر آپ اِن تمام باتوں کے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے معتقد ہوں تو کچھ ہرج کی بات نہیں ہے پر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ اِنکو اپنے دل میں پوشیدہ کیوں نہیں رکھتے اور کس لئے اپنے تمام عزیز و اقارب کے لئے غم و رنج اور بے عزّتی کا باعث ہوتے ہیں" +

سدرسن داس نے نہایت اُداسی اور غمزدگی سے کہا کہ "یہی معاملہ مجھے سب سے مشکل نظر آتا ہے۔ میں تو بہت چاہتا ہوں کہ اپنے رشتہ داروں اور والدین کو اس قسم کے غم سے جسکا آپ ذکر کرتے ہیں بچاؤں لیکن سب سے پہلے مجھے اُسکا حکم ماننا فرض و واجب ہے جو والدین سے بزرگتر ہے۔ اگر میں اُس کے فرمان کے مطابق عمل نہ کروں تو میں اُس کے لائق نہیں ہوں" +

اب ہٹن لال نے معلوم کر لیا کہ سدرسن داس اپنے ایمان میں پختہ ہے اور یہ ری

باتیں اُس کو ہلا نہیں سکتیں۔ چنانچہ وہ خاموش رہا۔ اب ہٹن لال کا گھر نزدیک آگیا اور وہ ایکدوسرے سے جُدا ہوئے +

مذکورہ بالا گفتگو سے ایک مہینہ بعد سدرسن داس نے ہٹن لال سے بیان کیا اور کہا کہ آئندہ اتوار کو میرا بپتسمہ ہوگا آپ بھی ضرور تشریف لائیگا۔ ہٹن لال نے وعدہ تو نہ کیا لیکن جب وہ دن آیا تو اُس نے محسوس کیا کہ کوئی نادیدنی اور مخفی طاقت مجھے گرجے جانے پر مجبور کر رہی ہے۔ پھر جب اُس نے اپنے ہم مکتب کے علانیہ اور دلیرانہ اقرار کا خیال کیا تو سوچنے لگا کہ اگر یسوع مسیح مُردہ ہے تو یہہ قدرت و طاقت کہاں سے آئی جس نے سدرسن داس کو اِس بات پر آمادہ کیا کہ وہ یسوع مسیح کی خاطر اپنا سب کُچھ چھوڑ دیوے؟ اگر وہ زندہ ہے تو ضرور انسان سے بڑھکر ہے۔ ہٹن لال نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں سدرسن داس کو اِس لئے کہ جو کچھ اُس نے ٹھیک سمجھا اُسکا علانیہ اقرار کیا ترک نہیں کرونگا اور اگرچہ میں کبھی ظاہری طور سے عیسائی نہیں کہلاؤنگا تو بھی حتی المقدور مسیحی دین کی خوبیاں اور برکات حاصل کرونگا اور سدرسن داس پر ثابت کر دونگا کہ یہہ طریقہ جو مینے اختیار کیا ہے بہت ہی بہتر ہے +

اِس حالت میں ہٹن لال چاند کی چاندنی میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اگر میرے

بھائی کو معلوم ہو جاوے کہ میں مسیحی دین کی کتابوں کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں
اور کسی قدر اُن کی تعلیم پر کاربند ہونے کی کوشش بھی کرتا ہوں تو وہ کیا خیال کریگا۔

باب چہارم

سُندری

چونکہ ناظرین سدرسن داس کے نام سے آشنا اور اُس کے گذشتہ حال سے واقف ہو گئے ہیں اسلیئے اب ہم اُس کے خانگی حالات کی طرف متوجہ ہونگے اور دیکھینگے کہ اپنے گھر میں اُس کا کیا حال ہے+

اب اِس بات کو سات سال کا عرصہ گذر چکا تھا کہ اُس نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے خداوند یسوع مسیح کو اپنا مالک اور ہادی قبول کر لیا تھا۔ اِس پر وہ کبھی ایک منٹ کے لیئے بھی نادم و پشیمان نہ ہوا۔ اگرچہ اُس کے تمام عزیز و اقارب اُس سے نفرت کرتے تھے اور جن پر بروقت حاجت اُس کی مدد کرنا واجب تھا اسکی ایذارسانی پر کمربستہ تھے تو بھی وہ ثابت قدم اور مستقل مزاج رہا +

دو سال تک اُس نے اپنے رشتہ داروں سے کسی طرح کی کوئی راہ و رسم

نہ دیکھی۔ وہ اُسے مُردہ سے بدتر خیال کرتے تھے ایک دن ایک خط آیا۔ اُسپر کوئی محصول ڈاک کا ٹکٹ چسپاں نہ تھا۔ لکھائی ایسی تھی کہ لکھے موسیٰ پڑھے خدا کہ بمشکل ہی پتا پڑھا جاتا تھا۔ لفافہ کے اندر ایک پُرزۂ کاغذ بہت ہی بُری طرح لکھا ہوا تھا۔ بصد مشکل جو کچھ پڑھا گیا وہ یہہ تھا کہ "میں بھی عیسائی ہو جاؤنگی آپ آکر مجھے لیجاویں" +

جب سدرسن داس خط پڑھ رہا تھا اُسے یقین ہو گیا کہ یہہ خط میری بیوی کا لکھا ہوا ہے جس کی بازیافت کی مجھے کوئی اُمید باقی نہ رہی تھی۔ سدرسن داس نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں پڑھانا شروع کیا تھا لیکن وہ لکھنا بالکل نہیں جانتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہہ چند الفاظ اُس نے بڑی مشکل سے لکھے ہیں۔ سدرسن داس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اگرچہ وہ حیران تھا کہ میں کس طرح یہہ کام کروں اور کونسی تدبیر ہو سکتی ہے کہ میں اپنی بیوی کو لانے میں کامیاب ہوؤں تو بھی وہ بخوشی تمام جانے پر آمادہ ہو گیا +

سدرسن داس کو ڈاکخانہ کی مُہر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ میری بیوی اپنے والدین کے گھر میں ہے۔ اُس کی سُسرال کا گاؤں چند ہی میل کے فاصلہ پر تھا چنانچہ وہ رخصت ہو کر روانہ ہوا اور تھوڑی ہی دیر میں اپنے سُسر کے گھر

کے قریب جا پہنچا اور کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ آیا میں سیدھا جا کر کھلم کھلا اپنی بیوی کو لے جانے کی درخواست کروں یا پہلے اُس سے پوشیدگی میں ملاقات کروں؟ اِسی کش مکش اور ادھیڑ بن میں وہ یکّے سے اُتر آہستہ آہستہ روانہ ہوا اور یکّہ بان کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ گھر کا دروازہ کھلا تھا اور اندر داخل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی پر تو بھی اُس نے دہلیز پر کھڑے ہو کر کہا "کیا کوئی گھر میں ہے؟ میں آجاؤں"؟

اُس کی بیوی نے کہا "ہاں آؤ" اور جونہی وہ دروازہ سے داخل ہوا وہ اُسے ملنے کے لئے آگے بڑھی اور تپاک سے ملی۔ اِس موقعہ پر اور کوئی گھر میں نہ تھا۔

قریباً دو سال کے عرصہ سے میاں بیوی کی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اب وہ جو پہلے چھوٹی لڑکی تھی بسنے لائق جوان عورت نظر آتی تھی۔ سدرسن داس نے کہا "مجھے تمہارا خط مل گیا تھا اور اب میں تمہیں لینے آیا ہوں پر میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ کیا تمہارے والدین تمہیں جانے دینگے"۔

اُس نے کہا "میرے باپ کو تو مرے ہوئے ایک مہینہ گذر گیا ہے اور اُس وقت سے میری ماں نہایت ہی مصیبت زدہ ہے۔ میرے اخراجات کے زیر بار ہونا اُس

کے لئے کچھ آسان بات نہیں ہے۔ میں خیال کرتی ہوں کہ اُسے میرے جانے پر کچھ اعتراض نہیں ہوگا"۔

سدرسن داس کی ساس نے بھی اِس بات کو بخوبی پہچان لیا۔ کہ شادی شدہ بیٹی کو اُس کے خاوند سے الگ گھر میں رکھنے سے بہتر ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ (اگرچہ وہ عیسائی ہی کیوں نہ ہو) رہے۔ چنانچہ اُس نے رضامندی ظاہر کی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں یکّہ میں سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

اب میاں بیوی کو اکٹھے رہتے ہوئے چھ سال گذر گئے۔ خدا نے اُنہیں دو بیٹیاں بخشیں جو باپ کے لئے نہایت ہی تسلّی اور شادمانی کا باعث تھیں۔ چونکہ وہ دُنیاوی طور پر بہت کچھ کھو بیٹھا تھا اِس لئے اب جو کچھ خدا نے اُسے دیا تھا اُس کی بہت قدر کرتا تھا۔ اُس کے دل میں ایک بڑا بھاری رنج بھی تھا کیونکہ دن بدن وہ محسوس کرنے لگا کہ میری بیوی مسیح کی خاطر نہیں بلکہ محض میری خاطر عیسائی ہوئی ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ بپتسمہ دینے سے پیشتر اُسکو خوب تعلیم دی گئی اور اُس نے مسیحی دین کے عقائد کو جو اُس کے سامنے پیش کئے گئے قبول کیا لیکن اب رفتہ رفتہ معلوم ہونے لگا کہ اُس نے خداوند یسوع مسیح کو اپنے دل میں جگہ نہیں دی اور نہ اُس کے احکام کو ماننا چاہتی ہے۔ سدرسن داس

بری سرگرمی سے دُعا کیا کرتا تھا کہ خدا اُس کی آنکھوں کو کھولے تاکہ وہ اُس نجات دہندہ
کو دیکھ سکے جو اُسے قبول کرنیکے لئے ہر وقت تیار ہے +

صرف ایک یہی قباحت نہ تھی کہ سندری سچی مسیحی نہ تھی بلکہ وہ باسلیقہ
عورت اور ماں کہلانے کے بھی لائق نہ تھی۔ گھر نہایت میلا کچیلا رکھتی تھی اور
اُس کی دونوں لڑکیاں جو چاہتی تھیں سو کرتی تھیں کیونکہ سندری اس بات
کو مطلق نہ سمجھتی تھی کہ مسیحی ماں کے فرائض کیا ہیں اور اُسے ہندو ماؤں سے کس
قدر مختلف ہونا چاہئے۔ جس طرح اُس کی ماں نے اُس کی تربیت کی تھی اُسی
طرح وہ بھی اپنی لڑکیوں کی تربیت کرنے لگی۔ حق تو یہ ہے کہ ایسی تربیت کو
تربیت کہہ ہی نہیں سکتے +

اِس روز ہر طرح سے پہلے کی نسبت ابتر حال تھا۔ اگرچہ گھر میں پہلے
بھی کبھی صفائی نہ تھی پر اِس روز معمول سے زیادہ غلاظت خانہ بنا ہوا تھا۔
ایک دن پیشتر آندھی چل چکی تھی اور سارا گھر گرد و غبار سے بھرا ہوا تھا۔ صاف
کرنے کی کوئی کوشش نہ کی گئی۔ سدرسن داس اپنے روز مرّہ کے معمولی کام
کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ جس چیز کو چھوتا تھا گرد آلودہ پاتا تھا۔ اُس کی دونوں
بیٹیاں جن کو وہ نہ دل سے پیار کرتا تھا نہایت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے

اُس کے پاس کھیل رہی تھیں۔ وہ اُن کو دیکھکر عرق خجالت میں غرق ہوا جاتا تھا۔
اُس کی بیوی بھی اِس نفرت انگیز نظارہ میں ویسی ہی نظر آتی تھی۔ اُس کی
طرف سے مطلق کسی طرح کی کوئی کوشش نہ تھی کہ اپنے گھر کی حالت کو
سُدھارے +

سدرسن داس بڑا صابر آدمی تھا اور اب اگرچہ کسی حد تک اِس طرح کے
گندے اور غلیظ مکان میں رہنے کی عادت ہو گئی تھی تو بھی اب وہ برداشت
نہ کرسکا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ اِس قسم کے مکان میں رہنا نیچ سے نیچ
ذات کے ہندو کے لئے بھی شرم کی بات ہے۔ بیوی نے بھی تُرکی بہ تُرکی جواب دیا
کہ اگر آپ بڑے صفائی پسند ہیں تو کوئی نوکر رکھئے۔ جھاڑ پونچ کرنا میرا کام نہیں
ہے۔ اِس طرح کی تھوڑی سی گفتگو کے بعد سدرسن داس غیر معمولی طور سے
ناراض ہو کر اپنی ضدّی اور ہٹّی بیوی کے سامنے سے چلا گیا +

جب سندری کا غصّہ ذرا فرو ہوا تو نہایت غمزدہ ہوئی اور افسوس کرنے
لگی اُس کا شوہر ہمیشہ اس پر مہربان تھا اور کبھی کسی طرح کی سختی نہ کرتا تھا اگرچہ
وہ بہت کچھ زجر و توبیخ کی سزاوار تھی۔ جب لڑکیاں کھانا کھا چکیں تو سندری
کھانے پر بیٹھی لیکن ایک نوالہ بھی اُس کے حلق سے نیچے نہ اُترا اور وہ بیٹھکر زار

زار رونے لگی۔ اتنے میں باہر سے کسی نے دروازہ پر آکر کہا "میں اندر آسکتی ہوں"؟

دروازہ کُھلا ہی تھا۔ زائر نے جواب کا انتظار نہ کیا اور جھٹ اندر داخل ہوگئی۔ یہہ سفید براق ساڑھی پہنے اس غلیظ گھرانے میں دھوپ میں گھڑی عجیب معلوم ہوتی تھی۔ مہمان اور میزبان کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق نمایاں تھا۔ سُندری کا دل شوہر کی ملامت سے پاش پاش تھا اور وہ اپنی موجودہ حالت سے نہایت شرمسار اور منفعل تھی۔ وہ اپنے آنسو پونچھکر اُٹھی اور اندر سے ایک کُرسی نکال لائی۔ کرسی کی حالت ایسی ردّی تھی کہ مہمان نے اُسپر بیٹھنا پسند نہ کیا بلکہ وہ ایک چارپائی پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی "شاید آپ نے مجھے نہیں پہچانا سو میں آپ کو بتاتی ہوں کہ میں کون ہوں۔ کچھ عرصہ سے میرے شوہر کی یہاں تبدیلی ہوئی ہے اور چونکہ وہ آپ کے شوہر سے واقف ہیں اس لئے اُنے ایک دن آپکے شوہر کو مدعو کیا تھا۔ آپکے خاوند نے آتے وقت مجھ سے کہا تھا کہ کسی دن آپ سے ملاقات کروں سو آج میں موقع پاکر آپ سے ملنے آئی ہوں" +

اب سندری کو یاد تو آیا کہ ایک دن میرے شوہر نے ان کے آنے کا ذکر کیا تھا لیکن اب اپنے رنج میں وہ سب کچھ فراموش کئے بیٹھی تھی +

سندری ابھی اپنی مہمان سے گفتگو کرنے میں مشغول ہی تھی کہ اتنے میں اُس کی دونوں بیٹیاں دوڑتی ہوئی اندر آئیں۔ ماں اُنہیں دیکھکر پھر عرقِ خجالت میں غرق ہوگئی۔ مہمان نے اُنہیں اپنے پاس بُلا لیا اور پیار سے کہا "میری بیٹیاں اب مدرسہ جانیکے لائق ہیں اور جب وہ گھر سے باہر ہوتی ہیں تو گھر بالکل ویران اور سنسان معلوم ہوتا ہے۔ کیا کسی دن تم اپنی ماں کے ساتھ میرے گھر آؤ گی"؟

اُنہوں نے جھٹ کہا "ہاں ضرور آئینگی"۔ مہمان کی آواز میں ایسی شیرینی اور کشش بھری تھی اور اُس کے چہرہ سے ایسی مسکراہٹ اور بشاشت عیاں تھی کہ اُس نے فوراً اُن لڑکیوں کے دلوں کو موہ لیا +

اُس نے رخصت ہوتے وقت سندری سے کہا "بہن آپ کچھ اداس اور رنجیدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اگر میں آپ کی کچھ مدد کر سکتی ہوں تو آپ ضرور فرمایئے۔ جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے بڑی خوشی سے کرونگی" +

یہہ مہربانی کے کلمات سُننا ہی تھا کہ سندری کی آنکھوں سے پھر آنسوؤں کا تار بندھ گیا۔ مہمان نے اُسے پکڑ کر اپنے پاس محبّت سے بٹھا لیا اور نہایت شفقت سے کہا "آپ ازراہِ عنایت ضرور مجھے بتا دیں کہ آپ کو کیا تکلیف ہے شاید میں آپکی کچھ مدد کر سکتی ہوں" +

سندری نے اپنی سسکیوں کو ذرا روک کر بمشکل صرف اتنا کہا کہ "میرا شوہر مجھسے ناراض ہے اور میں نہیں جانتی کہ اُسے کس طرح خوش کروں" +

جب اُس نے اِس مکان کی ردّی حالت پر نظر کی تو اُسے سدرسن داس کی ناراضگی اور سندری کے غم و اندوہ پر بہت ترس آیا اور اُس کا دل ہمدردی سے بھر گیا کیونکہ وہ اُنکی تمام تکالیف اور دقتونکو بخوبی سمجھ گئی +

پھر اُس نے کہا "شاید آپ نے اپنے شوہر کی ناراضگی کی کوئی وجہ مہیا کی ہے میں قیاساً بتا سکتی ہوں کہ وہ کیوں ناراض ہو گیا" +

سندری نے کسی قدر رنجیدگی سے کہا کہ "میری ماں نے کبھی مجھ سے جھاڑ پوچ نہیں کروائی تھی - یہہ میرا کام نہیں ہے اور کبھی نہیں کرونگی" +

مہمان نے مسکرا کر کہا "جب میں آئی تھی میرا خیال ہے کہ میں نے ایک نوکر دیکھی ہے - کیا وہ جھاڑ پوچ نہیں کر سکتی" ؟

سندری نے کہا "وہ جب چاہتی ہے کبھی کبھی کچھ کرتی ہے لیکن بڑی سست ہے - دیکھیے وہ کل شام کی گئی ہوئی اپنے گھر سے اب واپس آئی ہے" +

مہمان نے کہا شاید آپ اپنے شوہر کو ناراض کرنے کی نسبت جھاڑ پوچ کرنے سے زیادہ ڈرتی ہیں - کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں

کے پاؤں دھوئے تھے ؟

"پس اگر ہم کو اپنا گھر صاف کرنا پڑے اور جھاڑ پوچ کرنیوالا کوئی نوکر نہ ہو تو ہمیں اپنے ہاتھ سے جھاڑ پوچ کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہئے" +

اسوقت نوکر آگئی اور سندری نے سارا الزام اُس کے سر پر تھوپ کر اپنی تسلی کی - مہمان کا دل چاہتا تھا کہ میلے کچیلے گھر کے صاف کرنے میں مدد کرے لیکن اُس نے اُسی وقت ایسا کرنا مناسب نہ سمجھا اور چھوٹی لڑکیوں کو پھر یہہ تاکید کر کے کہ اپنی ماں کے ساتھ ضرور آنا اور ملاقات کا دن مقرر کر کے اپنے گھر کی طرف واپس روانہ ہوئی +

باب ۵

املین

املین سنگھ افسردہ دل اپنے گھر کیطرف لوٹی - اُس نے اپنے گھر میں سدرسن داس کا ذکر سنا تھا اور اُسے امید تھی کہ وہ جس نے مسیح کی خاطر اپنے گھر بار اور عزیز و اقارب کو چھوڑا ہے ضرور ہی اُسکا سچّا شاگرد ہو گا - اُسے اِس ملاقات سے کچھ مایوسی نصیب

ہوئی لیکن جب اُس نے سدرسن داس کے گھر کی قابلِ رحم حالت کا خیال کیا تو اُس کا دل ہمدردی سے بھر گیا۔ اُسے سدرسن داس اور اُس کی بیوی کی حالت دیکھ کر افسوس ہوا لیکن زیادہ تر وہ اِس خیال سے غمزدہ ہوئی کہ اگر ہم مسیح کی مرضی کے موافق زندگی بسر نہ کریں تو ہمارا مسیحی کہلانا بالکل بے فائدہ ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی سے یہہ ظاہر نہ کریں کہ ہم اپنے ہندو ہمسایوں کی نسبت بہتر ہیں تو ہم اپنے خداوند کی بے عزتی اور توہین کا باعث ہوتے ہیں +

اب اُسے یاد آیا کہ ایک وقت وہ بھی تھا کہ میں بھی اِس بات سے ناواقف تھی کہ مسیحی ہونا مسیح کے شاگرد اور پیرو ہونا ہے۔ صرف کبھی کبھی گرجے جانے اور بائبل پڑھنے کو ہی کافی سمجھتی تھی۔ میں مسیح کو جانتی تھی لیکن فی الحقیقت اُسے اپنا خداوند اور مالک نہیں مانتی تھی درحالیکہ اُس کی رضاجوئی ہماری زندگی کی علت غائی ہونی چاہئے پھر اُسے یہہ بھی خیال آیا کہ اب میں نے ایک ایسی مسیحی زندگی کو دیکھا ہے جو کہ دراصل بالکل خودغرضی اور لاپروائی کی زندگی ہے مونیکا مُکرجی نے اُسے سکھلایا تھا کہ مسیحی ہونا مسیح سے تعلق رکھنا اور ہر امر میں اُس کی رضاجوئی کرنا ہے +

پہلے پہل اُس کے دل میں اِس نئے طرز پر زندگی بسر کرنے کی کچھ خواہش

نہ تھی لیکن غم واندوہ اور خوف وخطر کے وقت میں اُس نے مسیح کو یہہ کہتے ہوئے سُنا کہ "اَے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ اور میں تمہیں آرام دونگا"۔ اُس نے اس آواز کو سُنا اور فرمانبرداری کی اور اُس وقت سے اُس کی زندگی بالکل تبدیل ہو گئی تھی +

سدرسن داس کی بیوی کی غفلت اور لاپروائی کو دیکھ کر اُسے اپنی پُرانی زندگی کی تصویر سی نظر آنے لگی چنانچہ وہ خوب پھُوٹ پھُوٹ کر روئی اور یوں دُعا کرنے لگی کہ "اَے خداوند اگر وہ تجھ کو اور تیری محبت کو نہیں پہچانتی تو مجھے توفیق بخش کہ میں اُسے تیرے پاس لے آؤں" +

انہی خیالات میں غلطاں پیچاں جب وہ اپنے گھر پہنچی تو اُسے معلوم ہوا کہ میرے اور سندری کے گھر کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہاں کچھ دولتمندی اور عیش وعشرت کے سامان نہ تھے بلکہ صرف صفائی اور ضروری آرام وراحت کے وسایل مہیّا تھے۔ وہ سیدھی ایک پچھلے کمرہ میں گئی اور وہاں گھٹنے ٹیک کر دعا کرنے لگی اور سدرسن داس کے خاندان کو خدا کے حوالے کیا اور یہہ التجا کی کہ خدا اُس کی زندگی کو وفاداری اور خدمتگذاری کی زندگی بناوے۔ جب سے وہ خداوند مسیح کے مکتب میں داخل ہوئی اُس نے

اور بہت سے سبقوں کے علاوہ ایک بڑا بھاری اور ضروری سبق یہہ سیکھا تھا کہ بغیر دُعا کئے وہ کچھ نہیں کیا کرتی تھی۔ دعا کرنا اُس کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ وہ بغیر محسوس کئے اور بغیر کسی طرح کی کوشش کے طبعی طور پر دُعا میں مشغول رہتی تھی۔ جس طرح وہ اپنی جسمانی ضروریات اور حاجات کو رفع کرنے کے لئے اپنے شوہر سے درخواست کرتی تھی اُسی طرح روحانی معاملات کو خداوند کے حضور پیش کرنا اُس کا خاصہ ہوگیا تھا +

ایک دن اُس نے اپنی سہیلی سے کہا کہ "جب خداوند نے فرمایا ہی کہ مجھہ میں قائم رہ تو میں اپنی کسی چیز کو اُس سے کیوں الگ رکھوں؟ جب میرا اُس کے ساتھہ ایسا قریبی رشتہ ہی تو بے شک جو چیزیں مجھہ سے علاقہ رکھتی ہیں اُن کا تعلق اُس سے بھی ضرور ہی" +

یہہ مسیح کی خادمہ اُن سب کے ناموں کی جن کے لئے وہ متواتر دُعا کرنا چاہتی تھی فہرست رکھا کرتی تھی چنانچہ اب سدرسن داس اُسکی بیوی اور اُسکے بچوں کے نام اس فہرست میں درج کئے گئے اور وہ ہر روز خدا تعالیٰ کے حضور پیش کئے جانے لگے۔ کچھہ بہت مدت نہ گذری تھی کہ ایک گاڑی کی آواز آئی اور کسی مانوس آواز نے استفسار کیا کہ کوئی گھر میں ہی؟

اِس ملاقاتی کو بہت انتظار نہ کرنا پڑا۔ فوراً دروازہ کھُلا اور اُسے باعزت بٹھلایا گیا اور اُس نے اپنے آنے کا مقصد بیان کرنا شروع کیا کہ "آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے ایک دفعہ ذکر کیا تھا کہ اگر آپ کو کہیں ہمسایہ کے زنانہ میں مسیح کی خدمت کا موقعہ ملے تو آپ بخوشی اُس میں مشغول ہونگی چنانچہ میری ایک شاگرد یہیں آپ کے ہمسایہ میں رہتی ہی اور میرے لئے اُس کے پاس آنا بہت مشکل ہی لیکن آپ کے لئے آسان ہوگا۔ اگر آپ اُسے تعلیم دینا منظور فرما دیں تو میں آپ کی بہت شکرگذار ہونگی" +

یہہ سنکر املین سنگہ کو نہایت خوشی ہوئی کہ مجھے خداوند کی خدمت کا موقع ملا ہی چنانچہ وہ دل ہی دل میں اس کے لئے نہایت شکرگذار ہوئی اور کہنے لگی کہ "میں بڑی خوشی سے جاؤنگی اور مجھے اُمید ہی کہ خداوند ہر روز مجھے کچھہ نہ کچھہ کام دیگا" +

ملاقاتی نے کہا "اِس مُلک میں خدا کا کام بہت ہی اور اُسے کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ جو کوئی اُس کی خدمت کیا چاہتا ہی وہ ضرور اُس کے وسیلہ سے اپنا جلال ظاہر کروائیگا"۔ اب ملاقاتی مذکورہ بالا شاگرد کا پتہ دیکر رخصت ہوئی اور املین سنگھہ کا دل اِس بات کو معلوم کرکے کہ جس نے مجھے اپنے قیمتی خون سے

مزید برآں اب میں اُس کے جلال کے لئے استعمال کی جاؤنگی خوشی سے
بھر گیا۔ اُسے خیال آیا کہ میں اپنے آس پاس کے رہنے والوں کے لئے خدا کی برکتوں کا
سونا اور سرچشمہ ہونگی۔ چنانچہ جب وہ اُس شاگرد کے گھر کی طرف روانہ ہوئی تو
خیال کرنے لگی کہ مجھے ایک نیا دوست اور ہمدرد مِلا ہے +

اب دس بج چکے تھے اور اُس کے خاوند کے گھر آنے کا وقت قریب
تھا اور بچے بھی مدرسہ سے واپس آنے والے تھے پس اِس وقت اُس
شاگرد کے پاس جانے کا موقع نہ تھا کیونکہ وہ خیال کرتی تھی کہ جنکی خبرگیری
کرنا خدا نے میرا فرض ٹھہرایا ہے مناسب نہیں کہ میں اُن کی خبرگیری میں
کسی طرح سے غفلت کروں +

باب ۶

شیورانی

اس روز اہل ہنود کے کسی تہوار کی وجہ سے تعطیل تھی اور پٹن لال گھر میں تھا
وہ ایک کتاب کے مطالعہ میں بالکل محو ہو رہا تھا کہ اتنے میں کسی کے آنیکی آواز

سُنائی دی اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہندوستانی خاتون سفید ساڑھی اوڑھے
اُس کے سامنے کھڑی ہے +

پٹن لال نے اُس کی شکل و شباہت سے اور اُس کے پیدل آنے سے معلوم
کیا کہ وہ ضرور مسیحی ہے۔ وہ حیران تھا اور کچھ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ یہ خاتون ہمارے
گھر کیوں آئی ہیں لیکن اُس کی یہ تشویش فوراً رفع ہوگئی کیونکہ اُس خاتون
نے کہا کہ "جو مس صاحبہ آپکی بیوی کو پڑھایا کرتی ہیں اُنھوں نے مجھ سے درخواست
کی ہے کہ ابسے میں پڑھایا کروں۔ پس اب میں اِسی غرض سے آئی ہوں کہ آپ کی
بیوی سے ملاقات کروں اور دریافت کروں کہ کونسا وقت مقرر کرنا مناسب ہے" +

پٹن لال فوراً اندر جاکر اپنی بیوی کو بُلا لایا۔ پہلے تو وہ کچھ شرماتی رہی اور بہت
ہی کم بولتی تھی لیکن جب املین کے اشارہ سے پٹن لال وہاں سے ٹل گیا تو خوب
بے تکلف گفتگو ہونے لگی۔ رکمنی کے لئے ناممکن تھا کہ وہ گفتگو میں اپنے عزیز فرزند کا
ذکر نہ کرے جو کہ بہت ہی تھوڑا عرصہ اُس کے پاس رہا۔ چنانچہ جب اُس نے اپنی
خالی گود اور سنسان گھر کا ذکر کیا تو املین نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بہن! اس غم کی
حقیقت سے میں بھی واقف ہوں کیونکہ میرا پہلا بیٹا بھی ایک سال کا ہو کر اس سرائے
فانی سے گذر گیا اور میں نے آپکی طرح کہا تھا کہ میری گود خالی ہے۔ لیکن اُسوقت سے

مینے سیکھا ہی کہ خدا ہم کو وہ خوشی عنایت کرسکتا ہی جو کبھی جاتی نہیں رہتی"+

رکمنی نے نہایت اداسی سے کہا کہ "جب تک میرے گھر میں اور بیٹا پیدا
نہ ہو میں کسی طرح سے خوش نہیں ہو سکتی" املین خاموش رہی اور اُس نے
فوراً جواب نہ دیا۔ کیونکہ رکمنی صرف غم ہی کو محسوس کرتی تھی لیکن خدا سے جو
ہر طرح کا آرام عنایت فرماسکتا ہی اور ہر ایک طرح کے دکھ درد کو دور و دفع کرتا
ہی ناواقف تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اُسے پہلے کس بات کا خیال کرنا چاہئے
اور کہاں سے شروع کرنا مناسب ہی+

چنانچہ املین نے ذرا تامل کرکے کہا کہ "کیا میں آپ کو ایک بیوہ کی کہانی سُناؤں
جسکا اکلوتا بیٹا مر گیا تھا اور خداوند نے پھر اُسے واپس دیا"؟

رکمنی نے کہا "وُہ مرا نہیں ہوگا۔ اگر مر جاتا تو ہرگز ہرگز ماں کو واپس نہ ملتا۔
بھلا جو مر گیا وہ کس طرح واپس آسکتا ہی"+

املین نے کچھ جواب نہ دیا اور بیوہ کے بیٹے کے دوبارہ زندہ ہونے کی
حکایت پڑھنی شروع کی۔ جب پڑھ چکی تو رکمنی نے کچھ لاپروائی سے کہا
"مجھے یسوع مسیح کا حال معلوم ہی۔ یہہ اُسی کی کتاب ہی۔ میرے شوہر کے پاس
انجیل ہی اور مینے کئی دفعہ اُسے پڑھتے سُنا ہی۔ کاشکہ میں یسوع مسیح کے زمانہ میں

ہوتی۔ شاید وہ میرے بیٹے کو زندہ کر دیتا لیکن اب تو اُسے کوئی زندہ کرنے کی
طاقت نہیں رکھتا"+

اس پر املین نے کہا "میرے بیٹے کو مرے ہوئے دس سال کا عرصہ
گذر چکا ہی اور مجھے کامل یقین ہی کہ وہ خدا کے حضور زندہ ہی اور کسی دن میں بھی
وہیں جاکر اُس کے ساتھ رہونگی"+

رکمنی نے کہا "آپ تو عیسائی ہیں اور یہہ آپ کے دینی عقائد ہیں لیکن میں
ہندو ہوں اور آپ جانتی ہیں کہ ہمارا دین آپکے دین سے بالکل مختلف ہی"+

املین نے خیال کیا کہ گفتگو کے وسیلے سے میں اس کو بہت فائدہ نہیں
پہنچا سکتی بلکہ بہتر یہہ ہی کہ میں اِس کے لئے دُعا کیا کروں۔ پس اُسے سبق
پڑھانے میں مشغول ہوئی اور رکمنی نے سبق پڑھنے میں زیادہ شوق و سرگرمی
کا اظہار کیا جب سبق ہو چکا تو املین ہر روز کے لئے ایک ٹھیک وقت مقرر کرکے
رخصت ہونے لگی+

رکمنی نے پوچھا "کیا آپ کوئی بھجن نہیں گائینگی؟ مس صاحبہ تو جب
آتی ہیں ضرور کوئی نہ کوئی بھجن گاتی ہیں"+

املین پھر بیٹھ گئی اور تمام جہان کی ساری قوموں کے نجات دہندہ کی تعریف گانے لگی+

جب املین رخصت ہونے لگی تو پٹن لال نے اُس کے پاس آکر عذرخواہی کے طور پر کہا کہ "شاید میری بیوی کو آپ بڑی بیوقوف اور جاہل پاوینگی" +

املین نے فوراً کہا "نہیں جی آپ کیا فرماتے ہیں اگر وہ بیوقوف ہو بھی تو اُس کی وجہ یہہ ہی کہ اُس کو کسی نے تعلیم و تربیت نہیں کیا۔ کیا ہم سب کے سب بیوقوف اور جاہل نہیں ہیں؟ اگرچہ ہم نادان و جاہل ہیں تو بھی خدا ہمیں سکھانے کے لئے تیار ہی۔ مناسب ہی کہ ہم اُس کی پاک مرضی کو معلوم کریں اور اُس کے مطابق عمل کریں" یہہ باتیں کہکر اُس نے اپنے گھر کی راہ لی +

اب پٹن لال کھڑا ہوکر اُسکی باتوں پر سوچنے لگا اور خصوصاً اُس کے اِن الفاظ پر غور کرنے لگا کہ "مناسب ہی کہ ہم خدا کی پاک مرضی کو معلوم کریں اور اُس کے مطابق عمل کریں" اُسے ایسا معلوم ہوا کہ اگر میں خدا کی مرضی معلوم بھی کرلوں تو میں اُس کے مطابق عمل نہیں کرونگا۔ شاید بہتر یہی ہی کہ میں اُسے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہ کروں۔ اس موقعہ پر چٹھی رسان ایک خط لایا اور پٹن لال کی توجہ دوسری طرف مبذول ہوئی یہہ چٹھی اُس کے بھائی کی طرف سے تھی اور اُسنے لکھا تھا کہ میری بیوی کچھ عرصہ کے لئے اپنے والدین کے گھر جانیوالی ہی اور میں چاہتا ہوں کہ ہماری بیوہ بہن تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ رہے +

پٹن لال نے خیال کیا کہ شاید میرا بھائی مس صاحبہ کے ہمارے گھر آنے کو بھول گیا ہی ورنہ وہ شیورانی کو کس طرح ایسے خطرہ میں ڈال سکتا تھا۔ پر خیر کچھہ ہی ہو اس معاملہ میں میں بری الذمہ ہونگا۔ میں اپنی بہن سے کہدونگا کہ آپ بہاری لال کی اجازت کے بغیر لکھنے پڑھنے میں مشغول نہیں ہوسکتیں +

جب املین دوسری مرتبہ پٹن لال کے گھر آئی تو کیا دیکھتی ہی کہ اُسکی شاگرد کے علاوہ ایک جوان عورت اور بھی ہی۔ چونکہ وہ ایک سادہ سفید ساڑھی اوڑھے ہوئے تھی اِس لئے املین نے فوراً معلوم کرلیا کہ وہ بیچاری بیوہ ہی۔ اُس خوبصورت اور غمزدہ چہرے کو دیکھتے ہی املین کا دل ہمدردی سے بھر گیا اور فوراً دعا کرنے لگی کہ "ای خداوند اس بیچاری پر فضل کر کہ وہ تجھے جانے اور معلوم کرے کہ تو اُسے آرام اور خوشی عنایت کرسکتا ہی" +

املین نے فوراً یہہ بات پیش کی کہ میں اس کو بھی پڑھاونگی لیکن جب اُس نے کہا کہ "میں اپنے بڑے بھائی کی اجازت کے بغیر پڑھنا شروع نہیں کرسکتی اور غالباً وہ اجازت بھی نہیں دیگا۔ لیکن شاید میں قریب بیٹھکر اپنی بھاوجہ کو پڑھتے ہوئے سُننے سے کچھہ سیکھہ سکونگی" تو نہایت مایوس ہوئی +

بس اس طرح سے جب املین نے خدا کے بیٹے کی حکایت سُنائی جو اِسلئے

دُنیا میں آیا کہ انسان کا خدا سے میل کراوے تو تعلیم حاصل کرنے کی دعویدار تو
صرف الفاظ سُنتی رہی اور اُنکے مطلب کیطرف کچھ توجہ نہ کی لیکن جو پاس بیٹھی تھی
چونکہ وہ بیچاری اپنی دنیاوی خوشیوں سے مایوس و محروم ہو چکی تھی اِس لئے اُس
پیغام کو جو ایک نئی زندگی کی خبر دیتا تھا جس کو موت کے سایہ اور تمام تکلیفات
سے کچھ علاقہ نہیں اور جس کا جلال ابدی اور غیر متغیر ہے نہایت خوشی
سے سُننے لگی +

ایک دن اتفاقاً بٹن لال اُس کمرہ سے جس میں اُس کی بیوی پڑھ رہی
تھی گذرا اور کیا دیکھتا ہے کہ اُس کی بہن مسیحی اُستانی کی باتیں بڑے غور سے
سُن رہی ہے۔ اُسے خیال آیا کہ "اگر بہاری لال کو یہہ معلوم ہو جائے تو خبر نہیں وہ
کیا کہیگا لیکن میں نے تو اُس کی مرضی کے برخلاف کچھ نہیں کیا۔ مینے شبورانی کو
پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ اس سے بڑھکر اور میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہہ تو
بالکل نامناسب ہے اور مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ شبورانی کو اپنی بیوی کے پاس
بیٹھنے سے منع کروں اور کمرہ سے باہر نکال دوں۔ علاوہ اس کے مجھے یقین ہے اس
سے شبورانی کو کچھ نقصان نہیں پہنچیگا۔ اگر کوئی مذہب غمزدوں کو تسلی دینے والا ہے تو
بس وہ مسیحی مذہب ہے" پس شبورانی کی بھوکی روح زندگی کی روٹی سے پرورش پاتی

رہی اور کسی نے کبھی اُسکو اِس خوراک سے محروم کرنے کی کوشش نہ کی +

باب ۷

شبورانی کا وعدہ

ایک رات گرمی بہ شدت تھی اور شبورانی چھت پر چڑھ گئی تاکہ وہاں ٹھنڈی
ہوا سے کچھ آرام حاصل کرے۔ علاوہ ازیں اُس کے لئے چھت پر چڑھ جانا اپنی
بھاوجہ کی متواتر سمع خراش گفتگو سے رہائی پانے کا ایک عمدہ وسیلہ تھا۔ شبورانی شروع
ہی سے نہایت حلیم اور سوچ سمجھ والی لڑکی تھی۔ غم و رنج کے وار سے پیشتر ہی وہ نہایت
خاکسار اور غریب طبیعت کی دکھائی دیتی تھی۔ گذشتہ سالوں میں وہ اپنے بھائی
بٹن لال کی خاص مشیر اور راز دار تھی۔ بٹن لال نے اپنی تعلیم و تدریس کے متعلق
سب کچھ اُسے بتلایا تھا اور وہ خیال کیا کرتی تھی کہ اگر میں لڑکا ہوتی تو بٹن لال
کیطرح سب کچھ سیکھتی لیکن کیا کروں میں تو لڑکی ہوں۔ رفتہ رفتہ بھائی بہن میں زیادہ
فرق ہوتا گیا۔ بہن بیچاری بہت ہی نادان و جاہل تھی اور بھائی بہت کچھ جانتا
تھا۔ آخر کار پھر وہ وقت آیا کہ شبورانی اپنے شوہر کے گھر میں چلی گئی اور بٹن لال

شہر میں جا کر رہنے لگا اور پھر اُن کی شاذ و نادر ہی ملاقات ہوا کرتی تھی +
اب پانچ سال کے بعد شبورانی اپنے بھائی کے گھر آئی۔ اُس کے دل میں اپنے
مرحوم خاوند اور ایک بیٹے اور بیٹی کی جُدائی کا غم جو باپ کے بعد ہی راہیٔ مُلکِ
عدم ہوئے نہایت تکلیف دہ تھا +

یہہ ایک معمولی بات تھی کہ بیوہ اپنی تمام عمر رنج و غم اور تنہائی میں بسر کرے۔ چنانچہ
شبورانی کے لئے اب خوشی و خرمی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی وہ بیچاری
اپنے گذشتہ ایام کو یاد کیا کرتی تھی جو کبھی واپس نہیں آسکتے تھے لیکن اب جب
سے وہ اپنے بھائی کے گھر میں آئی اُسے کچھہ تبدیلی نظر آنے لگی۔ دونوں
بھائی بہن ایک دوسرے کے لئے بہت کچھہ تسلّی و تشفّی کا باعث تھے اور اب
ایسا معلوم ہونے لگا کہ جس بیچاری نے دُنیاوی خوشیوں کا سرمایہ قریباً سب
کا سب کھو دیا ہے اُس کے لئے یہہ دنیا خوشی اور اطمینان اور آرام سے بالکل
خالی نہیں ہے +

اب اُسے اپنی بھاوجہ کی اُستانی بھی ایک نہایت مہربان اور شفیق دوست
مل گئی۔ اُس نے شبورانی کے رنج و غم میں بہت ہی ہمدردی کا اظہار کیا اور
اُس کے رنج و غم کے باعث اُس سے زیادہ محبت کرنے لگی۔ اِس نئی دوست

سے شبورانی نے اُس کا ذکر سُنا جو باوجود خدا ہونے کے انسان بنا اور دنیا
میں آکر اپنی الٰہی ذات کا اظہار کیا۔ اُس نے اپنے تئیں بڑے کرّ و فر اور تزک و
شان سے ظاہر نہ کیا اور کمزوروں پر جبر و ستم روا نہ رکھا بلکہ مظلوموں اور
ستم رسیدوں کا بوجھہ اُٹھایا اور اپنے آپ کو رنج و غم کے حوالہ کر کے اُن کو
آزاد کیا جو موت کے پنجہ میں گرفتار تھے۔ شبورانی نے سُنا کہ کس طرح اُس قادر
نے اپنی مدد کے لئے اپنی طاقت کو استعمال نہ کیا بلکہ ایسے دُکھہ درد کے
بوجھہ کو برداشت کیا جو پہلے کبھی کسی نے نہ کیا تھا۔ اُس نے باوجود بے گناہ
ہونے کے تمام جہان کے گناہوں کو برداشت کیا اور جہان کے گناہوں
کو دور کرنے کی خاطر اُس نے صلیبی موت کو برداشت کیا۔ اگرچہ وہ کسی طرح سے
کسی دکھہ درد کا مستحق نہ تھا تو بھی اُس نے سخت جانکنی کو برداشت کیا۔ اگرچہ
اُس نے کبھی گناہ نہ کیا تو بھی اُس نے نہایت سخت سزا کو برداشت کیا +
اگر ایسا بیان سُنکر شبورانی حیران ہوئی ہو اور اُس نے تنہائی میں جا کر
اِن باتوں پر سوچنا اور غور و فکر کرنا چاہا ہو تو کچھہ تعجب کی بات نہیں ہے +
اُسے دیر تک اکیلی بیٹھکر سوچنے کا موقعہ نہ ملا۔ کسی کے آنے کی آہٹ
سُنائی دی اور کیا دیکھتی ہے کہ مٹن لال چھت پر چڑھہ آیا اور کہنے لگا کہ آج بڑی

سخت گرمی ہی میں نے خیال کیا تھا کہ شاید اوپر کچھ ٹھنڈک ہوگی“+

شیورانی نے کہا ”میں بھی اسی لیے اوپر آئی تھی لیکن میرے دل میں اور بھی چند باتیں تھیں جن پر یہاں اکیلے بیٹھ کر سوچنا زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے“+

ٹِپن لال نے گھبرا کر کہا ”بیشک تنہا بیٹھنا سوچنا ہوتا ہی لیکن مجھے بھی بتاؤ تو تم کیا سوچ رہی ہو؟ تمہیں تو اِس بات کی فکر کرنے کی بھی کچھ ضرورت نہیں کہ شام کے کھانے کے لئے کس قدر گھی اور آٹے دال کی ضرورت ہے“+

شیورانی نے کہا ”ہاں یہہ تو سچ ہی لیکن گھی اور آٹے دال کے سوا دنیا میں اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جنپر سوچنا اور غور و فکر کرنا ضروری ہی۔ آٹے دال اور گھی وغیرہ سے ہماری بھوک رفع ہو سکتی ہی لیکن اِن سے ہماری دلی تسلّی اور تسکین حاصِل نہیں ہوتی“+

یہہ سُنکر ٹِپن لال کے کان کھڑے ہوگئے اور وہ اپنی بہن کے خوبصورت اور سنجیدہ چہرے کو تکنے لگا اُسے خیال آیا کہ میری بہن دیگر نوجوان عورتوں کی مانند نہیں ہی جو ہر وقت گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں کی فکر میں ڈوبی رہتی ہیں۔ شیورانی کے چہرے اور اُس کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُس کے دل میں نہایت نیک اور اعلیٰ خیالات جوش مار رہے ہیں+

ٹِپن لال نے سنجیدگی سے کہا ”مجھے بھی بتاؤ۔ تم کس بات پر غور و فکر کر رہی ہو“+

شیورانی نے کچھ تامّل کر کے کہا ”آپ کو بتانا بیفائدہ ہی کیونکہ آپ تو کہینگے کہ یہہ بات ناممکن اور محال ہی۔ سالہا سال سے مجھے پڑھنے کا شوق ہی اور اب جس حال کہ میری بھاوج پڑھتی ہی تو کیا وجہ ہی کہ میں نہ پڑھوں؟ اب مجھے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ پڑھنے کا شوق دامنگیر ہی کیونکہ ایک کتاب ایسی ہی جسے میں خود پڑھنا چاہتی ہوں“

ٹِپن لال نے شیورانی کے سوال کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن فوراً یہہ سوال کیا کہ ”وہ کونسی کتاب ہی جسے تم خود پڑھنا چاہتی ہو؟

شیورانی نے کہا ”آپ دریافت کر کے کیا کرینگے؟ اُس کتاب کا ہمارے مذہب سے تو کچھ واسطہ نہیں لیکن اُس میں یسُوع مسیح کا حال مندرج ہی اور میں اُس کی نسبت زیادہ جاننا چاہتی ہوں“+

ٹِپن لال نے اپنی بہن کے معلومات کا اندازہ کرنے کی غرض سے پوچھا کہ ”یسُوع مسیح کون تھا؟

شیورانی نے جواب دیا ”اُس نے خود کہا ہی کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ میں خیال کرتی ہوں کہ وہ ضرور خدا کا بیٹا تھا کیونکہ اُس نے نہایت ہی عظیم اور عجیب کام کئے اور وہ بہت ہی نیک تھا“+

ہٹن لال نے اپنے بھائی کا خیال کرتے ہوئے جواب دیا کہ "یسوع مسیح کا ہم سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ ہمارے لئے ہمارا اپنا مذہب ہے اور یسوع مسیح کو تو عیسائی لوگ مانتے ہیں۔ پس بہتر یہی ہے کہ تم اُس کی نسبت آئندہ کچھ نہ سیکھو کیونکہ اگر ہماری لعل کو معلوم ہو گیا کہ تم عیسائیوں کی کتابیں پڑھتی ہو تو وہ بہت ناراض ہوگا"+

شبورانی نے اپنے بھائی کے ذکر کی کچھ پروا نہ کی اور کہا کہ "میری بھاوج کی اُستانی تو کہتی ہے کہ یسوع مسیح تمام دُنیا کے لئے ہے۔ پس اگر وہ تمام جہان کے لئے ہے تو جیسا عیسائیوں کے لئے ہے۔ ویسا ہی ہمارے لئے بھی ہے۔ اُس نے مجھے چند الفاظ حفظ کرائے ہیں اگر آپ سُننا چاہیں تو میں سُناتی ہوں "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوئے"+

ہٹن لال نے بڑے غور اور تعجب سے سُنا۔ شبورانی نے نہ صرف حفظ کی ہوئی آیت سُنائی بلکہ اِس کے علاوہ اُس کے سُنانے کے طرز و طریقہ سے ایسی سرگرمی عیاں تھی جس سے ہٹن لال ڈر گیا۔ اب اُس سے یہہ خیال دور رہی نہ ہوتا تھا کہ "ہماری لال کیا کہیگا"؟ اُس نے دل میں کہا کہ ان باتوں کی نسبت میرے اپنے خیالات خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں لیکن میں اپنی بہن کو یقین دلاؤں کہ یہہ

باتیں سچ نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ شبورانی سے کہنے لگا کہ "وہ کتاب جسے تم پڑھنا چاہتی ہو بینے پڑھی ہے اور میں اُس کی باتیں اس قدر جانتا ہوں کہ تم میرے برابر کبھی نہیں سیکھہ سکوگی۔ تم ہرگز یہہ خیال نہ کرو کہ جو کچھ اُس کتاب میں لکھا ہے سب سچ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی یسوع مسیح نامی نیک آدمی پچھلے زمانہ میں گذرا ہو لیکن وہ جب مر گیا اور دفن کیا گیا ہے تو ہمیں اُس سے کیا واسطہ اور اُسے ہم سے کیا تعلق"؟

اسپر شبورانی نے کہا بھائی جی آپ میری نسبت بہت دانا ہیں کیونکہ میں تو صرف ایک نادان لڑکی ہوں لیکن میرے دل میں ایک بڑی زبردست خواہش ہے اور میری روح نہایت بھوکی پیاسی معلوم ہوتی ہے پر جب میں یسوع مسیح کا بیان سنتی ہوں تو گویا مجھے روحانی سیری اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ پس میرے خیال میں جو کچھ اُس کتاب میں لکھا ہوا ہے ضرور سچ اور برحق ہے۔ آپ کی نظر میں اُس کی کچھ حقیقت نہیں لیکن میرے لئے خوشی کا کوئی سرچشمہ نظر نہیں آتا جب میں یسوع مسیح کے حضور میں اپنا حال اور اپنی تکلیفات پیش کرتی ہوں تو گویا وہ میری باتوں کو سُنتا ہوا معلوم دیتا ہے"+

اِس سے ہٹن لال گھبرا گیا اور اُسے بہن کی باتیں سُنکر سدرسن داس کا کہنا یاد

آیا کہ اگر آپ یہہ دریافت کیا چاہتے ہیں کہ یسوع مسیح زندہ ہی یا نہیں تو اُسی سے
التجا کریں کہ وہ اپنے تئیں آپ پر ظاہر کرے"۔ پھر سدرسن داس کا دوسرا قدم یہہ
تھا کہ اُس نے یسوع مسیح کا علانیہ اقرار کیا۔ ممکن ہی کہ آخر الامر شبورانی کا بھی یہی
حال ہو۔ لیکن اگر شبورانی عیسائی ہو گئی تو ہماری لال مجھ پر نہایت غضبناک ہوگا
اور کبھی معاف نہیں کریگا کیونکہ اُس نے پہلے ہی سے مجھے اِن باتوں کی نسبت
خوب آگاہ کر دیا تھا بہتر یہی ہی کہ جسقدر جلدی ممکن ہو شبورانی ہماری لال کے
پاس واپس چلی جاوے۔ شاید وہاں جا کر اُس کے خیالات پھر اپنے دھرم کی
طرف لگ جاویں اور یسوع مسیح کا خیال جاتا رہے۔ چونکہ بٹن لال دل سے شبورانی
کے ساتھ متفق تھا اِس لئے اُسے ملامت کرنا اُس کے لئے نہایت مشکل تھا پس
اُس نے شبورانی سے یہہ وعدہ کرانے کی کوشش کی کہ وہ اپنے خیالات کو کسی
پر ظاہر نہ کرے۔ چنانچہ جب پھر بہن بھائی میں گفتگو ہوئی تو بٹن لال نے کہا "بہن!
یسوع مسیح کی نسبت زیادہ سیکھنے سے اور اُس کے عرفان میں ترقی کرنے سے تمہیں
کچھ نقصان نہیں ہوگا اور اگر تمہیں کچھ تسلّی اور خوشی حاصل ہوتی ہی تو میں ہرگز
ہرگز تمہیں اُس سے روکنے یا منع کرنے کا خیال بھی نہیں کرونگا لیکن تم مجھ سے
یہہ وعدہ کرو کہ تم میرے سوا کسی دوسرے سے اپنے دل کا حال بیان نہیں کروگی

اگر تم ہماری لعل سے یہہ باتیں بیان کروگی تو وہ نہایت خفا ہوگا اور پھر کبھی یہاں آنے
کی اجازت نہیں دیگا۔ مجھ سے اِس مضمون پر تم جسقدر چاہو گفتگو کرو لیکن یہہ وعدہ
ضرور کرو کہ میرے سوا کسی اور کو کبھی یہہ بھید نہیں بتلاؤ گی" +
شبورانی نے فوراً کہا "میں بھلا کسی اور کو کیوں بتاؤنگی ؟ میں اپنی بھاوج
کی طرح شب و روز باتیں کرنے کی شائق نہیں ہوں" ؟
اِس پر بٹن لال نے کہا "بس پھر تو تم وعدہ کرتی ہو نہ" ؟
شبورانی نے پوچھا "کیا آپ کا اس سے یہہ مطلب ہی کہ میں اُستانی سے بھی
اسکا ذکر نہ کروں" ؟
بٹن لال نے جواب دیا "ہاں اگر اُس سے بھی اِس مضمون پر بہت گفتگو نہ کرو تو
بہتر ہی ورنہ وہ تم کو عیسائی بنانے کی کوشش کریگی اور تم عیسائی ہو جاؤ تو ہمارے
سارے خاندان کی عزّت خاک میں ملجاویگی اور ہماری لال کا دل ٹوٹ جاویگا جب
تک تم صرف اپنے خیالات ہی میں یسوع مسیح کو جگہ دوگی تب تک کسی کا کچھ نقصان
نہیں کروگی" +
شبورانی نے کہا "اِس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں چاہتی۔ اِس سے بڑھ کر
میں اور کیا کرونگی" ؟

پٹن لال نے پھر کہا "بس پھر تو تم وعدہ کرتی ہو نہ؟
شیورانی نے کہا "ہاں! بیشک میں وعدہ کرتی ہوں" +

باب ۸

(پیروانِ مسیح)

سدرسن داس کچھ غمزدہ اور رنجیدہ ہو کر گھر سے گیا تھا لیکن جب واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عجیب تبدیلی نظر آتی ہے۔ وہی گھر جو پہلے حد سے زیادہ غلیظ اور گندہ رہتا تھا اب غیر معمولی طور پر صاف ستھرا نظر آتا تھا۔ گھر آنے سے مدت پیشتر ہی اُسکا غصہ فرو ہو چکا تھا اور اب وہ اپنی زوجہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں تم سے ناراض نہیں ہوں لیکن مشکل یہ تھی کہ سُندری اُس سے بولتی ہی نہ تھی اور اگر وہ خود ہی کچھ پوچھتا اور کسی بہانہ سے کوئی بات چھیڑتا بھی تھا تو وہ مطلق جواب نہ دیتی تھی۔ اتنے میں سدرسن داس کی چھوٹی چھوٹی دونوں بیٹیاں دوڑتی ہوئی اُس کے پاس آئیں اور اُس سے باتیں کرنے لگیں۔ اس سے سدرسن داس کے دل کا بوجھ کسی قدر ہلکا ہوا۔ چنانچہ موتی نے اُس

کی گود میں بیٹھ کر کہا "ابّا جی! آج ہمارے گھر میں ایک نئی بیگم صاحبہ آئی تھیں" +

پھر شانتی نے کہا "اُس نے ہم سے درخواست کی ہے کہ ہم کسی وقت اُس کے گھر جا کر اُس سے ملاقات کریں اُس کی کوئی چھوٹی لڑکی نہیں ہے اور وہ ہمیں پیار کرتی ہے" +

موتی نے کہا "اُس کی چھوٹی بیٹیاں اب بڑی ہو گئی ہیں۔ کسی دن ہم بھی ویسی ہی بڑی بڑی ہو جاوینگی۔ کیوں ابّا جی ہم بڑی ہونگی کہ نہیں"؟

سدرسن داس نے پوچھا "لیکن وہ بیگم صاحبہ کون ہیں۔ کہاں سے آئی تھیں"؟

"ہمیں تو کچھ معلوم نہیں۔ وہ اپنا گھر کہیں قریب ہی بتاتی تھیں۔ شاید امّاں جان جانتی ہوں" +

موتی نے کہا "وہ ایک لمبی سی سرو قد بیگم صاحبہ تھیں۔ اُنکی ساڑھی بڑی سفید اور براق تھی" (اس موقعہ پر موتی نے اپنے میلے کچیلے کپڑوں پر بھی نظر کی) +

چونکہ شانتی نے جب ماں سے اس امر پر گفتگو کی تھی تو اُسے نہایت ٹیڑھا جواب ملا تھا اِس لئے اب اُس نے کہا "ابّا جان کیا آپ امّاں جان سے کہینگے

کہ ہم کو وہاں لے جاویں؟ اور اگر وہ نہ جانا چاہیں تو کیا آپ ہمیں لے چلینگے"؟
سدرسن داس نے کہا "جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا"۔ اُسوقت اُس نے
اپنی زوجہ کی طرف بھی دیکھا جو ایسی طور سے بیٹھی تھی کہ گویا اُس نے اِنکی گفتگو
کو بالکل سُنا ہی نہیں۔ اس رات تو اُس کا کچھ پتہ نہ لگا لیکن دوسرے دن یہہ
حال نظر آیا کہ اس کی بدمزاجی بالکل کافور ہو گئی تھی۔ اُس نے سدرسن داس
کو کل کے مہمان کا پتہ و نشان بتایا اور سدرسن داس حیران تھا کہ میں کس
طرح قیاس کرنے سے عاجز رہا +

اب سندری کو دعوت قبول کرنے کے لئے کسی طرح کی ترغیب کی ضرورت
نہ تھی چنانچہ دوسرے روز صبح ہی لڑکیوں کو نہلا دھلا صاف سُتھرے کپڑے
پہنا روانہ ہوئی +

وہاں جاکر سندری نے جب اِدھر اُدھر دیکھا اور معلوم کیا کہ یہہ گھر کیسا صاف
سُتھرا اور آرام کی جگہ ہے تو اپنے میلے کچیلے مصیبت کدہ کی تصویر بھی اُس کی
آنکھوں کے سامنے آ موجود ہوئی لیکن اِس کے متعلق کچھ گفتگو نہ ہوئی۔
اس روز املین کی دونوں بیٹیاں بھی مدرسہ میں تعطیل ہونے کی وجہ سے
گھر میں تھیں۔ جب سندری اور املین باتیں کر رہی تھیں وہ دونوں چھوٹی

لڑکیوں کو بہلاتی رہیں۔ جب اِدھر اودھر کی اور بات چیت ختم ہوئی تو املین
نے کہا "آپ سُنائیے تو آپ عیسائی کیونکر ہوئیں؟ میری دانست میں پہلے
پہل تو اس امر کا ذکر سُننا کہ ہمارا خداوند کس طرح آسمان سے زمین پر آیا اور
صلیب پر اپنی جان دی نہایت ہی عجیب معلوم ہوتا ہوگا۔ میں اکثر اوقات
خیال کیا کرتی تھی کہ کاشکہ میں ہندو خاندان میں پیدا ہوتی تاکہ یہہ بیان
سُننے کی میں ایسی عادی نہ ہو جاتی جیسا کہ مجھے خوف ہے کہ بعض وقت ہم ہو گئے
ہیں۔ آپ مہربانی سے اپنا ابتدائی حال بیان فرماویں کہ آپنے پہلے پہل خداوند
یسوع مسیح کا ذکر کیونکر سُنا" +

املین کے چہرہ سے نہایت سرگرمی ظاہر ہوتی تھی لیکن سندری نے
کچھ لاپروائی سے جواب دیا اور کہا کہ "پہلے میرا خاوند عیسائی ہو گیا اور بعد
میں میرا باپ مر گیا۔ میری ماں بیچاری بہت غریب تھی سو اُس نے میرے
عیسائی ہونیکے خیال کی طرف کچھ بہت توجہ نہ کی۔ چنانچہ میرا خاوند جاکر مجھے
والدین کے گھر سے لے آیا" +
"گیا پھر اُس نے خود آپ کو تعلیم دی" +
"ہاں کچھ اُس نے سکھایا اور کچھ اوروں نے بھی پھر کچھ عرصہ بعد مجھے

بپتسمہ دیا گیا"۔

اب املین نے یہہ بات سمجھی کہ جس مضمون سے میرا دل ہر وقت جوش زن رہتا ہے اُس سے سندری کے لاپرواہونے کی کیا وجہ ہے اُس کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس نے اپنے آبائی مذہب کو نجات کی خاطر نہیں چھوڑا تھا بلکہ اُس کی اصل غرض اپنے خاوند کے ساتھہ رہنا تھا۔ سندری صرف نام کی مسیحی تھی اور مسیحی ہونے کی خوشی اور عزّت کو بہت ہی کم محسوس کرتی تھی اور املین سچے دل سے اور نہایت شوق سے چاہتی تھی کہ اُس کی ہدایت کرے تاکہ وہ مسیح کی انجیل کے نور کی پوری روشنی سے روشن و منوّر ہو جائے۔

اب املین نے ایک اور سوال کیا اور یہہ سوال اور ہی طرح کا تھا۔ چنانچہ اُس نے پوچھا کہ "بہن! آپ پڑھنا جانتی ہیں؟ چونکہ آپ کی تو پردہ کی پابندی میں پرورش ہوئی ہے اِس واسطے شاید آپ کو کبھی پڑھنے کا موقعہ نہ ملا ہو"۔

سندری نے جواب دیا "نہیں بہن کچھہ اچھی طرح نہیں پڑھہ سکتی۔ میرے خاوند نے مجھے پڑھانا شروع کیا تھا اور پھر ایک اُستانی بھی مجھے

کچھہ عرصہ تک پڑھاتی رہی لیکن بال بچے ہو گئے تو کام کاج بہت بڑھہ گیا۔ لکھنے پڑھنے کی فرصت ہی نہ رہی اور اب یہہ حال ہے کہ جو کچھہ میں نے سیکھا تھا وہ بھی سب بھول بھال گیا ہے"۔

املین نے سندری کے گھر کی بے ترتیبی اور بد انتظامی اور اسکی لڑکیوں کی نسبت لاپروائی کا خیال کر کے پوچھا "کیا اب آپ پڑھنا شروع کرینگی؟ میں آپ کو پڑھانے کے لئے آیا کروں"؟ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پڑھنے اور کام کاج کی طرف سندری کی کچھہ بہت توجہ نہیں تھی۔ چنانچہ اُس نے صاف کہا کہ "پڑھنے کی تو مجھے چنداں پروا نہیں پر اگر آپ تشریف لایا کرینگی تو وقت اچھی طرح کٹ جایا کریگا۔ پس اب بندوبست ہو گیا اور وقت مقرر کیا گیا۔ خداوند کی خادمہ املین نہایت خوش ہوئی کہ مجھے ایسا عمدہ موقعہ ملا ہے کہ سندری کو اُس خداوند کی محبت و عظمت کا بیان سُناؤں جس نے اُسے اپنی بنانے کے لئے جان دی۔ جب سدرسن داس نے یہہ نئی تجویز سُنی تو اُس کا دل خوشی سے بھر گیا۔ وہ مدت سے محسوس کر رہا تھا کہ میری زوجہ میرے لئے ایسی آرام و آسایش کی باعث نہیں ہے جیسی کہ وہ ہو سکتی ہے اور چھوٹی لڑکیوں کی بھی اچھی طرح تربیت نہیں کر سکتی۔

ایک دن سندرسن داس کی املین سے پھر ملاقات ہوئی اور اثنائے گفتگو میں اُس نے کہا کہ کیا آپ اُسکو اپنی مانند بنانے کی کوشش کرینگی ؟ آپ تو خداوند یسوع مسیح کو ایسے طور سے جانتی ہیں جیسے ہم اپنے عزیز سے عزیز دوست کو جانتے ہیں لیکن سندری تو اُس سے بالکل ناواقف اور ناآشنا ہے۔ کیا آپ مہربانی سے اُسے سکھائینگی ؟

املین نے کہا آؤ ہم دونوں دُعا کریں کہ خداوند خود اُسے سکھاوے اور اُس کی ہدایت و رہبری فرماوے۔ اُسپر اپنے تئیں ایسے طور سے ظاہر فرماوے کہ وہ اُسے اپنے تمام عزیزوں سے عزیز جانے۔ ہم دُعا کریں اور یقین ہے کہ خداوند ضرور سُنیگا اور قبول فرماویگا ؛

اب یہہ تو متفق ہو کر سندری کے حق میں دُعا کرنے لگے لیکن وہ اِس بات سے بالکل بے خبر تھی۔ اُسے کچھہ آگاہی نہ تھی کہ اُس کے عزیز اُس کے حق میں بھلائی اور بہتری کر رہے ہیں اور اُنہوں نے اُسے فائدہ پہنچانے کا سب سے عمدہ طریق اختیار کیا ہے تاکہ سب سے اعلیٰ اور عمدہ برکات حاصل کرے جو کسی اور طرح سے محال الاکتساب تھیں ؛

املین نہ صرف سندری کے لئے بلکہ سندرسن داس کے لئے بھی خدا

کی طرف سے پیغام لانے والی تھی سندرسن داس اگرچہ ایک وقت پورے طور سے اس بات کو سمجھ چکا تھا کہ روحانی چیزیں دیگر اشیاء کے مقابلہ میں نہایت ہی افضل و اعلیٰ و گراں بہا و بیش قیمت ہیں اور یہہ کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا ہر طرح کے دنیاوی نفع اور دنیاوی عزت سے بڑھکر ہے تو بھی اب کچھ عرصہ سے اُس کا ایمان کچھہ کمزور ہو رہا تھا اور جن چیزوں کو وہ پہلے بہت قیمتی سمجھتا تھا اب وہ اُس کی نظر میں ویسا ہی نہ تھیں۔ اب روحانی چیزیں جو ابدی اور لازوال ہیں اُس کی نظر میں کچھہ دھندلی سی معلوم ہونے لگیں اور اِس موجودہ زندگی کی چیزوں یا دُنیاوی اشیاء نے اُس کے خیالات کو اپنی طرف لگا لیا اور اُس کی ساری توجہ کو کھینچ لیا لیکن خدا نے جو اپنے بندوں کی تمام حاجات سے آگاہ ہے اور اُنکے سارے خطروں کو جانتا ہے۔ ایک ایسی خادمہ کو اُس کے پاس بھیجا جسکے کلام اور نمونہ کے وسیلہ سے وہ آگ جو اُس کے دل میں کچھہ مدھم ہو گئی تھی پھر بھڑک اُٹھے۔ جو اُس کو پھر زندگی بخشنے والے اور حیات کے مالک کے پاس لاوے ؛

ایک روز کا ذکر ہے کہ جب سندرسن داس سکول سے واپس آیا تو سندری نے اُسے بتایا کہ مسز سنگھہ کہہ گئی ہیں کہ اگر آج شام کو سندرسن داس ہمارے گھر آوے

تو میں اور میرا خاوند بہت ہی ممنون ہونگے کیونکہ ہم نے اُس سے ایک خاص معاملہ میں کچھ صلاح و مشورت کرنی ہی۔ سدرسن داس سُنتے ہی جانے پر راضی ہو گیا کیونکہ وہ ان لوگوں سے ملنا بہت پسند کرتا تھا٭

چنانچہ جب سدرسن داس وہاں گیا تو مسٹر سنگھہ نے خیر و عافیت پوچھنے اور اِدھر اُدھر کی تھوڑی سی بات چیت کرنے کے بعد کہا کہ "جس شہر میں پہلے رہتے تھے وہاں ہم اپنے گھر میں ایک ہفتہ وار میٹنگ کیا کرتے تھے جس میں ہمارے سب دوست اور ہمسائے حاضر ہوا کرتے تھے۔ یہاں ہم ایسی میٹنگ کو ترستے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہاں بھی شروع کریں۔ کیا آپ ازراہ عنایت اِس میں ہماری مدد کرینگے؟ آپ ہماری نسبت زیادہ عرصہ سے یہاں رہتے ہیں اور لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں"٭

سدرسن داس نے بڑی سرگرمی سے جواب دیا اور کہا کہ "میں بڑی خوشی سے حاضر ہوا کرونگا۔ اور شاید آپ میری بیوی کو بھی کچھ ترغیب دیکر حاضر ہونے پر راغب کر سکینگے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ ایسی میٹنگس میں شامل ہونے کا اُس کے دل میں کچھ شوق نہیں ہی تو بھی مجھے امید ہی کہ آپ اُسے راغب کر لینگے"

املین نے مسکرا کر کہا "میں خیال کرتی ہوں کہ وہ ضرور آئیگی۔ اب آپ کسی

اَور کا نام بتائیں"٭

سدرسن داس نے دو تین اَور اشخاص کے نام پیش کئے اور پھر نہایت رنج سے بیان کیا کہ "میرے خیال میں مشکل ہی کوئی اور ایسا ہوگا جس کے آنے کی اُمید کی جا سکے۔ اصل بات تو یہہ ہی کہ شاید بہت سے ایسے ہیں جو میٹنگ میں حاضر ہو سکتے ہیں لیکن ہمیشہ عین میٹنگ کے وقت وہ کسی اور کام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ تعجب ہی کہ نکمّے بیٹھنے اور کسی کے پاس بیٹھکر بات چیت کرنے کے لئے تو ہمیشہ کافی بلکہ وافی وقت ہوتا ہی لیکن خدا کا کلام سُننے اور اُسکی مرضی بجالانے کے لئے بہت ہی کم فرصت ہوتی ہی"٭

املین نے فوراً کہا کہ "ہم آٹھ تو ہیں ہی۔ فی الحال شروع کرنے کے لئے ہم کافی ہیں۔ بہتر ہی کہ ہم شروع کریں اور اوروں کے لئے دُعا کیا کریں۔ اِس بات کا بھی ہمیں خیال رکھنا چاہئے کہ ہم نے کچھ اپنی دل لگی کی خاطر اِس میٹنگ کا انتظام نہیں کرنا بلکہ ہمارا مدعا تو یہہ ہی کہ اس سے خدا کا جلال ظاہر ہو۔ جو کچھ ہم سے نہیں ہو سکتا وہ ہم خدا پر چھوڑ دیویں اور یقین جانیں کہ وہ ضرور اُسے سر انجام دیگا"٭

اِسپر مسٹر سنگھہ نے کہا "بیشک یہہ بات بالکل درست ہی۔ اگر صرف ہم

تین ہی ہوتے تو بھی مٹنگ کا انتظام کرنا مناسب تھا کیونکہ ہمارے ساتھ خداوند یسوع ضرور چوتھا ہوتا۔ پس جس جماعت میں وہ موجود ہو وہ اگرچہ سب سے چھوٹی ہی کیوں نہ ہو تو بھی ایک بیشمار اور کثیر التعداد شرکار کی جماعت کے برابر ہی ہے اب تھوڑی سی اور گفتگو کے بعد مسٹر سنگھ کا بیٹا اور بیٹیاں جو دوسرے روز کے لئے سبق تیار کر رہے تھے اندر آئے۔ اُن میں سے ایک نے اپنے باپ کے ہاتھ میں بائبل دی۔ مسٹر سنگھ نے سدرسن داس سے کہا کہ "یہ ہماری خاندانی دعا کا وقت ہی۔ کیا آپ بھی شریک ہونگے"؟

اِس کے آدھ گھنٹہ بعد سدرسن داس اِس خاص موقعہ کے لئے جو اُسے اِس دیندار گھرانے کی صحبت میں رہنے کا ملا۔ نہایت ہی شکر گذار ہوا جب دعا کی جا رہی تھی اُس وقت اُس نے خدا کی حضوری کو ٹھیک طور سے محسوس کیا۔ جب وہ سارے خاندان کے ہر ایک شریک کو خدا کے حضور میں پیش کر رہے تھے اور اپنے خالق و مالک اور سچّے حاجت روا سے درخواستیں کر رہے تھے اس موقعہ پر سدرسن داس نے اِس بات کو اچھی طرح سے سمجھا کہ دُعا کے وسیلہ سے کس قدر طاقت حاصل ہو سکتی ہی اور دعا نہ کرنے کے باعث کس قدر انسان ضعیف و کمزور ہو جاتا ہی۔ اِس مٹینگ کی تجویز کو فراموش نہ کیا بلکہ اُس

کی پوری کامیابی کی صورت پیدا کرنے کے لئے مدد و ہدایت کی جستجو کی گئی ہی

جب سدرسن داس اپنے گھر کی طرف واپس آرہا تھا اُس کے دل میں کئی طرح کے خیالات جوش زن تھے مسیحی کو جو کچھ بننا چاہئے اُس کی دو زندہ مثالیں اُس نے دیکھیں۔ ایک وہ جو ہر روز خداوند یسوع مسیح سے رفاقت رکھتا ہی۔ جو اپنے خداوند کی عزّت اور اُس کے جلال کو تمام چیزوں پر مقدم رکھتا ہی اور اپنے تمام ہمسایوں اور آس پاس کے رہنے والوں کی روحانی بہبودی اور ترقی کا سچّے دل سے چاہنے والا اور آرزومند ہی۔ جو خدا سے دُعا کرنے اور اپنے لئے اور تمام لوگوں کے لئے آسمانی اور الٰہی برکات کو حاصل کرنا اپنی زندگی کا خاص کام سمجھتا ہی۔ سدرسن داس نے اپنے دل میں خود اقرار کیا کہ میں ایسا مسیحی نہیں ہوں۔ چنانچہ وہ تہ دل سے نہایت سرگرمی اور جوش کے ساتھ یوں دعا کرنے لگا کہ "اے خداوند! مجھے دُعا کرنا سِکھا۔ اے خداوند! اپنے تئیں مجھ پر ظاہر فرما"! اُس نے دل ہی دل میں نہایت خجالت و ندامت سے قبول کیا کہ جن کے گھر سے میں آرہا ہوں میں اُن کی مانند دُعا کرنے والا نہیں ہوں۔ میں نے اُن کی طرح دُعا کو اپنا دستور و شعار نہیں بنایا۔ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ سدرسن داس اپنی بیوی کو پڑھنا سکھایا کرتا تھا اور خدا کے کلام میں سے کچھ پڑھ کر اُسے سُنایا

کرتا تھا۔ لیکن اب مدت سے اُس نے یہہ باتیں چھوڑ دی ہوئی تھیں۔ اب
سندرسن داس کو یقینی طور سے معلوم ہوا کہ سندری اپنے حال پر چھوڑ دی گئی
اور کسی نے اُس کی کسی طرح کی مدد نہیں کی پس اس حالت میں اگر سندری
کی زندگی ایسی نہ ہو جیسی سچے مسیحی کی ہونی چاہیئے تو کچھہ تعجب کی بات نہیں ہے*
چونکہ ایک دفعہ املین نے سندری سے پوچھا تھا کہ آپ گھر میں ہر روز
خاندانی دعا کرتے ہیں کہ نہیں اِس لئے وہ قیافہ سے تاڑ گئی کہ یہہ نئی تحریک کس
کی طرف سے ہے اُس نے اپنے گھر میں دُعا کے دائمی دستور کو بخوشی منظور کیا۔
کیونکہ اُسے ہر طرح سے املین کا نمونہ پسند تھا اور وہ اُس کی مانند کرنا چاہتی
تھی۔ پس اس دن سے لیکر ہر روز صبح و شام خدا کے حضور دعا کی جاتی
تھی اور ہر ایک چھوٹے بڑے کے لئے خدا کی بیش بہا نعمتوں اور برکتوں
کے لئے درخواستیں کی جاتی تھیں +

باب ۹

عجیب افواہیں

ایک روز شیورانی اور اُس کی بھاوجہ اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک سبزی
فروش عورت آئی اور اپنی ٹوکری زمین پر رکھہ کر بیٹھہ گئی۔ جب خرید و فروخت
ہو چکی تو وہ بات چیت کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھی اور کہنے لگی کہ "کیا آپ نے اُس
نئی بیماری کی بابت کچھہ سُنا ہے جو آجکل پھیل رہی ہے؟"
رکمنی نے کہا "نہیں ہم نے تو کچھہ نہیں سُنا۔ کیا ہیضہ چیچک اور بخار کچھہ
کم ہیں؟ پہلے ہی مرنے کے بہت سے اسباب موجود ہیں۔ اب ہمیں اپنی ہلاکت
کے لئے کسی نئی بیماری کی کیا ضرورت ہے؟"
سبزی فروش نے کچھہ مسکرا کر کہا "لیکن سرکار کا تو یہہ خیال نہیں ہے لوگ
کہتے ہیں کہ انگریزوں کے خیال میں ہم ہندوستانی بہت زیادہ ہیں۔ آپ
جانتی ہیں کہ سچ مچ ہمارے مقابلہ میں وہ بہت ہی تھوڑے ہیں۔ چنانچہ اسی
واسطے اُنہوں نے یہہ نئی بیماری ایجاد کی ہے اور اس کو پھیلانے کے لئے سخت
کوشش کر رہے ہیں تاکہ ہم جلد مر جاویں" +

رکمنی نے کچھ گھبرا کر پوچھا کہ "انگریز کیوں ایسا کر سکتے ہیں؟ اور وہ کونسی بیماری ہے"؟

سبزی فروش نے جواب دیا "یہہ تو بہت آسان بات ہے۔ کہتے ہیں کہ جہاں سے ہم لوگ پانی بھرتے ہیں وہاں پانی میں کوئی دوا ڈال دیتے ہیں۔ اِس کام کے لئے ڈاکٹر نوکر رکھے ہوئے ہیں جو ہر وقت دوا اور پوڈر کی بوتلیں لئے پھرتے ہیں اور جب وہ یہہ دوا کہیں ڈالتے ہیں تو بس پھر جو کوئی ذرا بھی سونگھ لیتا ہے فوراً بیمار پڑ جاتا ہے اور آخر کار کام تمام ہو جاتا ہے"۔

رکمنی نے نہایت برافروختہ ہو کر کہا "مجھے تو کبھی یہہ خیال بھی نہ تھا کہ انگریز ایسے بے رحم ہیں۔ میں تو سمجھتی تھی کہ رعایا کی حفاظت کرنا سرکار کا کام ہے۔ یہہ کیسی اُلٹ بات ہے کہ سرکار ہی رعیت کے خون کی پیاسی ہو"۔

اُس سبزی فروش عورت نے پھر عجیب لہجہ میں کہا کہ "لوگ یہہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ ملکہ معظمہ فوت ہو گئی ہے اس لئے بہت سی جانیں قربان ہونی چاہئیں چنانچہ لوگوں کو مارنے کا یہہ عجیب طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ ملکہ معظمہ تو ایسی رحمدل اور مہربان و نیک تھی کہ وہ کبھی بھی ہماری ہلاکت و تباہی کو روا نہ رکھتی"۔

رکمنی نے پھر پوچھا کہ "یہہ بیماری کس قسم کی ہے؟ کیا اس مرض کے مریض کبھی

اچھے ہوتے ہی نہیں"؟

سبزی فروش نے جواب دیا "بہت ہی کم صحت یاب ہوتے ہیں۔ انگریز اس بات کا بہت خیال رکھتے ہیں کہ کوئی صحت یاب نہ ہو جائے۔ بعض اوقات تو بیمار زندہ جلا دیئے جاتے ہیں یا ڈاکٹر آ کر اُنہیں ہسپتال میں لیجاتا ہے۔ وہاں پر اُن کو کوئی دوا پلائی جاتی ہے جسکو پیتے ہی وہ بیچارے مر جاتے ہیں"۔

رکمنی نے نہایت خوف زدہ ہو کر کہا "زندہ جلائے جاتے ہیں! ای ہے سرکار ایسی بے رحم ہے"!

سبزی فروش نے کہا "بیشک اِس بے رحمی کا کسی کو خیال تک بھی نہ تھا لیکن میں بخوبی جانتی ہوں کہ یہہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ ہمارے محلہ میں ایک آدمی کئی مہینوں سے بیمار تھا۔ جب پولیس کو اُس کی خبر ملی تو اُسے آ کر دیکھا۔ اُس کی گردن سالہا سال سے کچھ سوجی ہوئی تھی۔ پولیس والے زبردستی کر کے اُسے لے گئے اور پھر لوٹ کر نہ آیا۔ بھلا وہ بیچارہ کس طرح آسکتا تھا جبکہ اُنہوں نے اُسے زندہ جلا دیا"؟

رکمنی نہایت خوف زدگی سے سننے لگی اور اُس سے سبزی فروش کو یہہ افواہی کہانیاں سنانے کی اور بھی جرأت ہوئی۔ چنانچہ اُس نے پھر یوں

بیان کرنا شروع کیا کہ "اُسی پر بس نہیں - اور سُنئے - دو بیگم صاحبہ تھیں - میں اکثر اُن کے ہاں سبزی بیچنے جایا کرتی تھی اور اِس لئے میں اُن کو اچھی طرح جانتی تھی - ایک روز وہ بیچاریاں کچھ بیمار ہو گئیں - ایک کے اندر کچھہ خفیف سا بخار تھا اور دوسری کے پاؤں میں درد ہوا - اُنہوں نے زنانہ ہسپتال میں جانا مناسب سمجھا - کہتے ہیں کہ مس ڈاکٹر بڑی مہربان ہوتی ہیں لیکن افسوس وہ بیچاریاں پھر واپس نہ آئیں - جن ڈولیوں میں بیٹھکر گئی تھیں اُنہی میں زندہ جلادی گئیں" +

رکمنی نے کہا "بہت اچھا ہوا کہ تم نے مجھے یہہ سب کچھہ بتا دیا ہی میں اب خوب ہوشیار رہونگی - جس چاہ کا پانی ہم شروع سے پیتے چلے آئے ہیں اُسی سے اب پیئنگے اور خواہ میں کیسی ہی بیمار ہو جاؤں نہ کبھی ہسپتال جاؤنگی اور نہ ڈاکٹر کو بلاؤنگی" +

سبزی فروش نے کہا "ہاں بیشک یہہ بہت عمدہ تجویز ہی - اگر تمہیں کچھہ تکلیف ہو یا طبیعت علیل ہو تو اُس کا ذکر تک نہ کرو - کیوں اگر تم نے ذرا بھی کہیں ذکر کیا تو پولیس والے سُن لینگے کیونکہ وہ ہر جگہ ایسی باتوں کی جستجو میں لگے رہتے ہیں - اب میں تو جاتی ہوں - اگر دیر تک یہاں بیٹھی رہوں تو کچھہ بیچ نہیں سکونگی

سبزی باسی ہو جائیگی اور پھر کوئی نہیں پوچھیگا - یہہ گفتگو کر کے اُس نے اپنی ٹوکری اُٹھائی اور وہاں سے روانہ ہوئی +

جب یہہ گفتگو ہو رہی تھی شیورانی چپ چاپ کھانا پکانے میں مشغول رہی اور کسی بات میں کسی طرح سے دخل نہ دیا - اب رکمنی نے اُس کے پاس جا کر اُس سے پوچھا "تم تو خوب اپنے کام میں مشغول ہوا ور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تمہیں کچھہ پروا نہیں اور ذرا بھی خوف و خطر نہیں ہی - کیا تم نے یہہ خوفناک خبر نہیں سُنی"؟

شیورانی نے جواب دیا "ہاں میںنے سُنی تو ہی لیکن اس سے پیشتر کہ میں کسی طرح کے خوف و ہراس کو دل میں جگہ دوں ہٹن لال سے پوچھونگی کہ یہہ باتیں کہانتک سچ ہیں - وہ عورت کہتی کہ انگریز ہم لوگوں کو مارنا چاہتے ہیں لیکن کیا آپ کو یاد نہیں کہ قریباً تین سال گذرے ہیں کہ یہاں سخت قحط پڑا تھا اور سرکار نے لاکھوں روپئے خرچ کئے تھے اور لوگوں کو بھوک سے ہلاک ہونے سے بچانے کی کوشش کی تھی - یہہ تو نہایت ہی تعجب کی بات ہی کہ سرکار ایک تو ہماری بقا کی آرزومند ہو اور دوسرے ہاتھہ ہماری ہلاکت اور فنا میں ساعی و کوشاں ہووے"؟

شیورانی کی اِن باتوں سے رکمنی کی تسلی نہ ہوئی - بھلا یہہ بیچاریاں جو

کبھی گھر سے باہر نکلی ہی نہ تھیں کیا جانتی تھیں؟ جو اِدھر اُدھر پھرتی تھیں
اُنہیں کو معلوم تھا کہ دُنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ بس رکمنی نے جو کچھ اُس سبزی فروش
عورت سے سُنا تھا اُس کو سچ جانا +

شام کے وقت جب ہٹن لال گھر آیا تو اُس نے بھی وہ تمام عجیب و غریب حکایات
جو اُس کی غیر حاضری میں سُنائی گئی تھیں سُنیں۔ وہ بڑے صبر سے چپ چاپ
سُنتا رہا اور جب سب سُن چکا تو کہنے لگا کہ "یہہ سب کہانیاں میں پہلے ہی سے
سُن چکا ہوں بلکہ میں نے ان کے علاوہ اور بھی سُنی ہیں لیکن میں نے اُن میں سے
ایک کو بھی سچ نہیں مانا۔ یہہ بات تو تمہاری بیوقوفی پر دلالت کرتی ہے کہ تم اِدھر
اُدھر کی جاہل عورتوں کی واہیات باتوں کو سُنتی اور اُنہیں سچ مانتی ہو۔ اب
اگر وہ پھر آوے اور اس قسم کی واہیات اور بے بنیاد کہانیاں سُناوے تو
اُسے کہدو کہ اگر اس کا ایسا کرنا معلوم ہو گیا تو سخت سزا پاویگی" +

رکمنی نے کسی قدر حیرانگی سے کہا "صرف باتیں کرنے کے لئے اُسے
سزا ملیگی"؟

ہٹن لال نے کہا "بے شک باتیں کرنے پر اُسے سزا ملیگی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے
کہ خون کرنا سب سے بڑا جرم ہے اور اگر سرکار لوگوں کو کسی بُری دوا کے ذریعہ سے

بیمار کرے اور زندہ جلا دے تو ضرور سرکار خونی ٹھہریگی؟ کسی پر ایسے جرم کے
ارتکاب کی تہمت لگانا نہایت بُری بات ہے" +

رکمنی نے کہا "لیکن اگر اِس بیماری کا موجب سرکار نہیں تو پھر بھلا یہہ
بیماری آئی کہاں سے؟ پہلے تو اس کا یہاں کبھی نام و نشان تک بھی نہ تھا"

ہٹن لال نے جواب دیا کہ "یہہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ کوئی بیماری
کو لا دے۔ یہہ تم نے کہاں سے نتیجہ نکالا کہ بیماری لانے ہی سے آتی ہے؟ دُنیا
بیماریوں سے پُر ہے۔ بھلا بتاؤ تو چیچک۔ ہیضہ اور بخار وغیرہ کو جن سے بیشمار
لوگ مرتے ہیں کون لاتا ہے؟ اگر یہہ بیماری تمہارے سامنے اس سے پیشتر ہندوستان
میں نہیں بھی پھیلی تو کچھ مضائقہ نہیں۔ تم سے پیشتر تو ضرور تھی۔ جب تم پڑھنا
سیکھ لوگی تب تم کو کتابوں سے پتہ لگیگا کہ اِس بیماری نے گذشتہ زمانہ میں ہندوستان
اور دیگر ممالک میں کس قدر بربادی و تباہی کی ہے۔ اگر سرکار ہماری ہلاکت کی خواہاں
ہے تو ہمیں زندہ رکھنے کے لئے اور ہماری بہتری و بہبودی کی خاطر کیوں زر
لٹاتی ہے اور قحط کے وقت فاقہ کشی سے جان دینے سے کیوں بچاتی ہے؟ بھوکوں
کو کیوں کھلاتی ہے اور ہسپتال کیوں بنائے ہیں کہ ہماری بیماری کی حالت میں اچھی
طرح خبر گیری ہو؟ ہم کئی طرح سے مر سکتے ہیں مرنے کے بواعث بہت سے ہیں

لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ سرکار ہماری حفاظت کرنے اور ہمیں موت سے بچانے کے باب میں بہت کوشش کر رہی ہے"۔

جب یہہ گفتگو ہو رہی تھی شبو رانی بھی پاس آ بیٹھی اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ اُس کے حق میں بھی یہہ خیال کیا جاوے کہ جن واہیات اور بے بنیاد باتوں نے اُس کی بھاوجہ پر اس قدر تاثیر کی ہے وہ بھی اُن سے موثر ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ "میں نے رکمنی سے کہا تھا کہ جب تک آپ آ کر ان باتوں کی تصدیق نہ کریں تب تک ہم اِن کو سچ نہ جانیں"۔

بٹن لال نے بڑے جوش سے کہا "یہہ سب باتیں جو تم نے اُس سبزی فروش جاہل عورت سے سُنی ہیں وہ تو بالکل لغو اور جھوٹ ہیں ان میں سچائی کی بو تک نہیں۔ لیکن میں تم کو بتاتا ہوں کہ حقیقت کیا ہے۔ اصل بات یہہ ہے کہ ہمارے اپنے ہی ہندوستانی بھائیوں میں سے بعض جائز و ناجائز وسایل سے روپیہ جمع کرنے کے مشتاق ہیں اور بوتلوں میں یونہی کچھ سفوف وغیرہ بھر کر اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو سرکار نے بھیجا ہے حالانکہ یہہ اُن کی اپنی بدذاتی اور شرارت ہے"۔

رکمنی نے پوچھا "بھلا اِس سے اِن کو کیا حاصل ہوتا ہے"؟

بٹن لال نے جواب دیا "بے شک وہ اس سے بہت کچھ حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ تمہارے جیسے بہت سے بیوقوف لوگ جو اُن کی باتوں کو سچ ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اُن کو روپیہ دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی بوتلوں کا سفوف نہ پھینک دیں۔ پس اس طرح سے وہ سرکار کو بدنام کرتے ہیں اور لوگوں سے روپیہ لوٹ کر اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں"۔

رکمنی نے کہا "میرا روپیہ تو وہ نہیں لے سکتے"۔

بٹن لال نے کہا "شاید وہ تمہارا روپیہ نہ لے سکیں لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ اگر اُس عورت نے آ کر تم سے کہا کہ مجھے تمہارے گھر میں دوا ڈالنے کا حکم ملا ہے اور اِس دوا سے تم پلیگ میں مبتلا ہو جاؤ گی تو تم ضرور روپیہ دیکر اُس کی منت کرو گی کہ یہاں نہ ڈال کسی اور جگہ ڈال دے"۔

رکمنی نے کہا "لیکن میں پلیگ سے مرنا نہیں چاہتی اور جو کچھ کہتے ہیں اس میں صحیح اور غلط یا درست و نادرست کی تمیز کس طرح کریں"؟

اِس موقعہ پر بٹن لال بالکل بے صبر ہو گیا اور خفا ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اپنی بیوی کو اُسی کے خیالات میں غلطاں و پیچاں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

باب ۱۰

شبورانی کا آرام پانا

شبورانی کے غمزدہ دل کے لئے مسیح کی نجات کی خوشخبری ایسی تھی جیسا کہ کسی خشک لب تشنہ کے لئے ٹھنڈا پانی ہوتا ہے۔ اُس نے مسیح کا سارا حال سُنا کہ جب وہ اِس دنیا میں تھا تو کس طرح بیماروں کو شفا اور غمزدوں کو تسلّی و آرام دیتا پھرا اور بنی آدم کی نجات اور مخلصی کے لئے اُس نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔ جب شبورانی نے یہہ صدائے عام سُنی کہ +

"اے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ تلے دبے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" تو اُس نے کہا کہ "اگر میں اس وقت ہوتی اور مسیح کے اِن مبارک الفاظ کو سُنتی تو ضرور اُس کے پاس جاکر اُس سے آرام حاصل کرتی لیکن یہہ کیونکر ہو سکتا تھا کیونکہ میں لڑکی ہوں اور جس جگہ جانے کی اجازت ہو صرف وہیں جا سکتی ہوں" +

یہہ سُنکر شبورانی کی اُستانی نے کہا کہ "تم غمگین نہ ہو بلکہ خوشی مناؤ۔ ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے پاس آنے سے تمہیں کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ اُسکی

تلاش کرنے اور اُسے کہیں ڈھونڈھنے جانے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے" +

شبورانی نے بڑی بیقراری سے پوچھا "آپ ازراہِ عنایت مجھے اچھی طرح سے سمجھاویں کہ اس کا مطلب کیا ہے اور میں کیا کروں"؟

اُستانی نے جوابدیا۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح اِس وقت بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ سینکڑوں برس پیشتر تھا جب اُس نے فرمایا کہ اے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا وہ اب بھی محبّت اور شفقت سے ایسا ہی پُر ہے جیسا کہ اُسوقت تھا خداوند کا یہہ فرمان صرف اُنہی لوگوں سے مخصوص نہیں ہے جو اُس وقت اُس کے آس پاس تھے بلکہ وہ جانتا تھا کہ دُنیا کے آخر تک تھکے ماندے اور بوجھ سے دبے ہوئے اور آرام کے محتاج ہونگے۔ اِسی سے اُس نے دعوت عام دی اور فرمایا کہ "مجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" +

شبورانی نے پوچھا۔ "کیا آپ کے خیال میں وہ میرا حال بھی جانتا تھا"؟

اُستانی نے جوابدیا۔ "ہاں بیشک میرا ایسا ہی خیال ہے بلکہ مجھے کامل یقین ہے کہ اُسکو تمہارا خیال تھا۔ اور اس کے علاوہ میں خوب جانتی ہوں کہ ضرور اُس نے تمہارے غمزدہ دل کو دیکھا اور یہہ بھی معلوم کیا کہ تمہیں تسلی دینیوالا

نہیں چنانچہ اسی واسطے اُس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تاکہ میں تم کو بتلاؤں
کہ وہ تم کو تسلّی دے سکتا ہی اور تمہارے دل کی بھوک پیاس کو تسکین بخش
سکتا ہی۔ کیا تمہیں وہ کہانی یاد نہیں جو مینے سُنائی تھی۔ جس میں ایک
گڈریا اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ کو تلاش کرنے جاتا ہی؟ اُس کی حالت پر غور
کرنا مناسب ہی۔ دیکھو کتنی دیر تک وہ ڈھونڈھتا پھرا اور کیسے دشوار گذار اور
پُرخار راستوں میں سے اُسے گذرنا پڑا اور اُس کے پاؤں پاش پاش ہو گئے
لیکن اُس نے اُن تمام تکالیف کا ذرا بھی خیال نہ کیا کیونکہ وہ اپنی بھیڑ کو پیار
کرتا تھا اور اُس کی بازیافت کی خوشی اُسے مدِّنظر تھی"+

شبورانی نے اپنی اُستانی کی یہہ باتیں نہایت غور سے سُنیں اور کسی قدر
دھیمی سی آواز سے پوچھا کہ "کیا اس کا مطلب یہہ ہی کہ میں بھیڑ ہوں اور خداوند
یسُوع مسیح گڈریئے کی حیثیت میں مجھے ڈھونڈھنے آیا ہی"؟

اُستانی نے جواب دیا "بیشک اس سے میرا یہی مطلب ہی۔ اور پھر یہہ بھی
خیال کرو کہ جب گڈریئے نے بھیڑ کو ڈھونڈھ لیا تو اُس کی بازیافت سے ایسا
خوش ہوا کہ اُسے کندھے پر اُٹھا کر گھر لایا۔ خداوند یسوع مسیح بھی تم سے ایسا ہی
سلوک کرنا چاہتا ہی۔ وہ چاہتا ہی کہ تمہیں اپنے جلالی مکان میں لے جاوے۔

وہاں کسی طرح کا رنج وغم اور آہ نالہ نہیں ہوگا۔ کیا اب تم خداوند یسُوع مسیح سے منت
عرض کروگی کہ تم کو اُس جلالی مکان میں لے جاوے"؟

یہہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں رکمنی جو اب تک کھانا پکانے میں مشغول
تھی فارغ ہو کر کتاب لے آن موجود ہوئی اور اس گفتگو کا خاتمہ ہوا۔ اس سے
املین کو بہت افسوس ہوا لیکن اُس حقیقی نجات دہندہ اور روحوں کو
بچانے والے نے اپنے کام کو نامکمل نہ چھوڑا۔ جو اُس کی طرف سے بول
رہی تھی وہ پورا پیغام نہ پہنچا سکی جو کام خداوند کی خادمہ سے ناتمام اور
ادھورا رہگیا اُس کو خداوند نے خود تمام کیا+

جب رات آئی تو دن بھر کی تپش کے بعد خنکی یا ٹھنڈک نام کو نہ تھی۔ چونکہ
ابھی برسات شروع نہیں ہوئی تھی اس لئے اِس رات نہایت شدت کی
گرمی تھی۔ چنانچہ شبورانی گرمی کی شدت کے باعث سو نہ سکی اور آخر کار
تنگ آ کر کوٹھے پر جا بیٹھی کیونکہ کوٹھے پر کسیقدر کھلی ہوا تھی۔ آس پاس والے
سب سو رہے تھے۔ گویا شبورانی بالکل اکیلی تھی۔ اِس تنہائی اور خاموشی
کی حالت میں وہ پھر اپنی صبح کی گفتگو پر سوچنے لگی۔ اُس کو فوراً اپنی حفظ کی
ہوئی آیت یاد آئی "مُجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا"+

پھر شبورانی نے اپنے دل میں کہا "میری اُستانی کہتی تھی کہ خداوند یسوع مسیح میری حالت سے واقف ہی۔ پس اگر یہہ بات سچ ہی تو وہ یہہ بھی ضرور جانتا ہی کہ میں یہاں اکیلی بیٹھی ہوں۔ نیز وہ یہہ بھی جانتا ہوگا کہ میرا دل کسقدر غم و رنج سے بھرا ہوا ہی اور میں تسلّی و اطمینان کی کیسی بھوکی پیاسی ہوں جبکہ اُسنے یہہ فرمایا ہی کہ "میرے پاس آؤ" تو ضرور وہ مجھے جانتا ہی لیکن میں نہیں جانتی کہ جسکو میں دیکھہ نہیں سکتی اُسکے پاس کس طرح جاؤں۔ اُستانی جی کی باتوں کے مطابق تو خداوند یسوع مسیح کو ڈھونڈھنے کیلئے کہیں جانیکی ضرورت نہیں لیکن یہہ بات مجھے بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہی۔ کاشکہ مجھے اُس کے پاس جانے کا طریق معلوم ہوتا۔ اگر میں خداوند یسوع مسیح سے ایسی آواز سے باتیں کروں کہ کوئی اور نہ سن سکے تو میں نہیں جانتی کہ وہ بھی میری باتیں سُنیگا یا نہیں۔ علاوہ اِس کے میری اُستانی یہہ بھی کہتی تھی کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہی پس وہ یہاں بھی ضرور حاضر ہی اگرچہ مَیں اُسے دیکھہ نہیں سکتی +

اب شبورانی نہایت دھیمی آواز سے یوں کہنے لگی کہ "اَے یسوع مسیح تو میرے حال سے بخوبی اور پورے طور سے واقف ہی۔ میری اُستانی کہتی تھی کہ تو سب کچھہ جانتا ہی۔ پس تجھے ضرور معلوم ہی کہ میں کیسی غمزدہ ہوں اور جو آرام تو دیتا

ہی اُس کے حصول کی کس قدر مشتاق اور آرزومند ہوں۔ مہربانی کر کے وہ آرام مجھے عنایت فرما اور اگر میں نے ٹھیک طور سے نہیں مانگا تو معاف فرما کیونکہ میں نادان ہوں" +

شبورانی نے محسوس کیا کہ وہ حقیقی آرام دینے والا جو مر گیا تھا اور ابدالآباد تک زندہ ہی ضرور یہاں حاضر ہی اور اُس کی بارگاہ میں میری منت و سماجت سُنی گئی ہی کیونکہ میرے دل کو اب ایسی تسلی و تسکین حاصل ہوئی ہی جو اِس سے پیشتر کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔ شبورانی کو ایسا آرام حاصل ہوا کہ اُس کے دل پر سے رنج و غم کا بوجھہ جو اُسے بہت تکلیف دے رہا تھا اُٹھہ گیا۔ گویا کہ زخم بردستِ شفا رکھا گیا اور یکایک تمام تکلیف و محنت موقوف ہو گئی۔ جو آرام حاصل ہوا اُس سے آرام دہندہ کی حضوری اور قدرت کاملہ کا شبورانی کو کافی ثبوت مل گیا +

آخرکار شبورانی کو پختہ یقین ہو گیا اور وہ خیال کرنے لگی کہ "جو کچھہ میری اُستانی نے کہا تھا وہ سب سچ ہی۔ یسوع مسیح ضرور یہاں حاضر ہی اور اُس نے ضرور میری منت سُنی ہی کیونکہ میرے دل کی تکلیف دور ہو گئی ہی۔ میں یقین کرتی ہوں کہ اُستانی جی کی باتیں سب سچ ہیں اور خداوند یسوع مسیح ہر جگہ

حاضر و ناظر ہی۔ اگرچہ یہہ راز میری سمجھ میں نہیں آتا تو بھی یہہ بالکل سچ اور برحق ہی"۔ اب شبو رانی کو وہ وعدہ یاد آیا جو اُس نے پٹن لال سے کیا تھا۔ اُس وعدے کی رو سے اُستانی کے ساتھ بھی دلی راز کی بابت گفتگو کرنا منع تھا چنانچہ وہ اپنے دلی راز کو چھپانے کی کوشش کرتی رہی لیکن اِس روز جب وہ استانی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھی اُسے اُس وعدہ کا کچھ خیال نہ رہا اور اُس نے سب کچھ بیان کر دیا۔ وہ حیران تھی کہ جس بات سے مجھے اِس قدر خوشی حاصل ہوتی ہی اُس کے بیان کی کیوں ممانعت ہی؟ لیکن پٹن لال کہتا تھا کہ اپنا دلی راز مجھ سے بیان کیا کرو۔ پس میں اُسے بتاؤں گی کہ یسوع مسیح نے مجھے آرام و اطمینان عنایت کیا ہی۔ شاید اس سے وہ اِس بات کو بخوبی معلوم کر لیگا کہ یسوع مسیح کی بابت سیکھنے اور اُس کا عرفان حاصل کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہی +

پس اگلے روز جب املین پڑھانے آئی تو اُس نے کوٹھے پر کی بھیڑ اور گڈریئے کا قصہ یعنے شبو رانی کی خداوند یسوع مسیح سے کوٹھے پر کی ملاقات کا کچھ ذکر نہ سنا۔ اُس نے دیکھا کہ شبو رانی کچھ غیر معمولی طور سے شرمیلی اور خاموش ہی لیکن اِس کا سبب کچھ بھی معلوم نہ ہوا۔ املین نے خیال کیا

کہ شاید کسی نے ہماری گفتگو سُن لی ہوگی اور اوروں سے سب کچھ بیان کر دیا ہوگا۔ پھر جب دوسرے ہفتہ کے بعد آئی تو یہہ سُنکر کہ اُس کی عزیز شاگرد گاؤں میں واپس چلی گئی ہی نہایت ہی مایوس و غمزدہ ہوئی۔ وہ صاف طور سے سمجھتی تھی کہ خداوند نے مجھے خاص طور سے شبو رانی کی ہدایت کے لیے بھیجا ہی۔ لیکن اب جبکہ اُس کے بچانے والے نے ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا تھا وہ ایسی جگہ بھیجی گئی جہاں کوئی کسی طرح اُس کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ اب صرف یہہ تسلّی کی بات تھی کہ وہ اُس نجات دہندہ کی پہنچ اور رسائی سے باہر نہیں چلی گئی تھی جو گنہگاروں کو ڈھونڈنے اور بچانے کے لئے آسمانی تخت کو چھوڑ زمین پر آیا اور اُنکی خاطر مصلوب ہوا +

باب ۱۱

بہن اور بھائی

اِس عجیب رات کے ایک روز بعد شبو رانی کو پٹن لال سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ املین نے اپنی شاگردوں کو چھپے ہوئے کاغذ دیئے تھے جنپر

خدا کے کلام کی آیات چھپی ہوئی تھیں۔ جب وہ پڑھانے آتی تھیں تو اُنہی پر سے پڑھاتی تھی۔ اس طور سے شبورانی نے ایک آیت ایسی عمدہ طرح سے یاد کی ہوئی تھی کہ گویا اُس کے دل پر کالنقش فی الحجر تھی۔ وہ کاغذ ہاتھ میں لیئے ہوئے بیٹھی تھی کہ بٹن لال اُس کی طرف آیا +

بٹن لال نے کاغذ کی طرف دیکھ کر پوچھا "یہہ کیا ہے"؟

شبورانی نے جواب دیا "یہہ چند آیات ہیں جو ہماری استانی نے ہمیں دی تھیں" +

بٹن لال نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور دیکھا کہ جو کچھ شبورانی کہتی ہے ٹھیک ہے۔ پھر اُس نے کہا لیکن جبکہ تم اِسے پڑھ نہیں سکتیں تو اس سے تم کو کیا فائدہ؟

شبورانی نے کہا بیشک میں پڑھ تو نہیں سکتی لیکن میں اسے اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہوں کیونکہ میں اس کو دیکھ سکتی ہوں۔ علاوہ اس کے جو کچھ اس پر لکھا ہوا ہے اُس میں سے مینے چند الفاظ یاد بھی کیئے ہوئے ہیں آپ سُنیئے۔ جو کچھ مینے حفظ کیا ہوا ہے آپ کو سُناتی ہوں۔ یہہ کہکر شبورانی نے وہ الفاظ جو اُنیس سو سال پیشتر کہے گئے تھے اور تب سے تمام جہان میں گونج رہے ہیں یوں دُہرائے کہ "اے تم سب لوگو جو تھکے ماندے اور بڑے بوجھ

سے دبے ہو مجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" +

بٹن لال نے یہہ آیت پہلے بھی کئی مرتبہ پڑھی تھی لیکن اب جو اُس نے اپنی بہن کی صاف اور شیریں آواز میں اُس کے الفاظ کو سُنا جو صرف اُسکے لبوں سے نہیں بلکہ دل سے نکلے تھے تو اُس پر بڑی تاثیر ہوئی اور اُسکو اُن الفاظ کی خوبی ایسی محسوس ہوئی کہ اس سے پیشتر کبھی نہ ہوئی تھی چنانچہ وہ شبورانی کے پاس بیٹھکر کہنے لگا کہ "بیشک تم نے یہہ الفاظ حفظ تو کر لئے ہیں اور با آسانی دہرا سکتی ہو لیکن تم ان کا مطلب نہیں سمجھ سکتی ہو" +

شبورانی نے بڑی سرگرمی سے کہا کہ "ان کا مطلب میں کیوں نہیں سمجھ سکتی؟ میں بخوبی سمجھتی ہوں کہ تھکے ماندے ہونا کیا ہے اور آرام حاصل کرنے سے کیا مراد ہے۔ اِس میں بھلا کونسی بات ہے جو میری سمجھ میں نہیں آ سکتی"؟

بٹن لال نے کہا "بیشک تم اپنی جسمانی تھکاوٹ اور آرام کو تو جانتی ہو لیکن یسوع مسیح نے جو کچھ کہا ہے اُس کا مطلب کچھ اور ہے۔ اب تمہیں صاف معلوم ہونا چاہیئے کہ واقعی تم نہیں سمجھتی ہو۔ اگرچہ تم خیال کیئے بیٹھی ہو کہ تم خوب سمجھتی ہو لیکن حقیقت میں یہہ الفاظ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے" +

اس پر شبورانی نے اپنے بھائی کے چہرہ پر نظر کی۔ اُس کی آنکھوں

سے پہلے کی طرح یاس و نا امیدی نمایاں نہ تھی بلکہ اُس کی آنکھیں ایسی چمکتی تھیں کہ اُس کی دلی خوشی کا صاف اظہار ہوتا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ "کیا جس طرح میں جسم رکھتی ہوں اسی طرح میرا دل نہیں ہے؟ کیا میں مدتوں تک تھکی ماندی اور غمگین و اُداس نہیں رہی ہوں۔ لیکن اب خداوند یسوع مسیح نے آرام و اطمینان عطا فرما کر غم سے آزاد کیا ہے۔ میں تو ان الفاظ کو بخوبی سمجھتی ہوں اور میں خیال کرتی ہوں کہ آپ نہیں سمجھ سکتے" +

بٹن لال کو جب کبھی اپنی بہن سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا وہ اس کی باتیں سُنکر نہایت حیران ہوا۔ شبو رانی کا طرزِ تقریر اُس کی بیوی سے بالکل مختلف تھا۔ بٹن لال شبو رانی کی سمجھ و فہمید پر ہی زیادہ تر حیران نہیں تھا بلکہ اُس نے دیکھا کہ وہ یسوع مسیح کی تعلیم پر خوب دل لگاتی ہے اور حتی الوسع اُسے بہاری لال کے پاس جلد واپس بھیجنا مناسب جانا +

اُس نے اپنے ارادہ سے شبو رانی کو مطلق مطلع نہ کیا اور چونکہ دونو بہن بھائی اکیلے بیٹھے تھے اور کوئی تیسرا سُننے والا پاس نہ تھا اس واسطے گفتگو جاری رکھنے میں کچھ نقصان کی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ چنانچہ اُس نے پھر کہا۔ "دیکھو بہن تم غلطی کر رہی ہو۔ میں نے یسوع مسیح کی نسبت اِس قدر سیکھا ہے

کہ تمہارے لئے اُس قدر سیکھنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جس کتاب میں یسوع مسیح کے تمام حالات مندرج ہیں وہ میرے پاس ہے اور میں نے اُسے کئی بار پڑھا ہے" +

شبو رانی نے بڑے جوش سے بھر کر کہا "کاشکہ میں بھی اُسے پڑھ سکتی۔ اُس کتاب کی خاطر اور اُسے پڑھنے کے قابل ہونے کے لئے جو کچھ میرا ہے میں سب کا سب دینے کو تیار ہوں۔ کیا آپ کبھی کبھی مجھے وہ کتاب پڑھکر سُنایا کرینگے" +

بٹن لال نے سر ہلا کر کہا کہ "بہاری لال کیا کہیگا؟ جس طرح تم مجھ سے باتیں کرتی ہو اگر اُسی طرح اس سے بھی کرو تو وہ بہت ناراض ہوگا۔ لیکن تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے سوا کسی اور سے کچھ نہیں کہو گی۔ تم نے یہی وعدہ کیا تھا کہ نہیں"؟

شبو رانی نے آہستگی سے کہا "ہاں بیشک میں نے یہہ وعدہ کیا ہوا ہے"۔ پھر نہایت عمزدگی سے کہنے لگی میں بیچاری کیا کر سکتی ہوں؟ میں جو کچھ چاہتی ہوں کر نہیں سکتی۔ جو کچھ چاہتی ہوں سیکھ نہیں سکتی۔ جو بات خیال میں آوے اِس کا اِظہار نہیں کر سکتی۔ صرف اس قدر میرے اختیار کی بات ہے کہ جو چاہوں سوچ سکتی ہوں کیونکہ میرے دلی خیالات سے کوئی آگاہ نہیں ہے۔ جب میری بھاوج دودھ گھی۔ آٹے دال۔ روپیہ پیسہ اور کپڑے وغیرہ کے ذکر اذکار میں مشغول ہوا

کرینگی ہیں بیٹھہ کر یسوع مسیح کے کلام پر غور و فکر اور سوچ بچار کیا کرونگی کیونکہ
اُس کا کلام میرے دل پر نقش ہی اور کوئی اُسے وہاں سے محو نہیں کرسکتا +

اِس پر رتن لال خاموش رہا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ "کیا میں
شیورانی کو بتلا دوں کہ میں بھی یسوع مسیح کے کلام کو سچ سمجھتا ہوں
اور یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہوں اور اُس کی تعلیم پر عمل کرنیکی کوشش کرتا ہوں؟
ممکن ہی کہ اس سے اُسے کچھ اطمینان اور تسکین حاصل ہو اور کسی طرح
سے نقصان نہ پہنچے" پھر اُسے خیال آیا کہ عورت پر کون بھروسہ کرسکتا ہی؟
اگرچہ شیورانی کا دیگر عورتوں کا سا حال نہیں ہی تو بھی کیا تعجب ہی کہ کسی
دن باتوں ہی باتوں میں تمام باتیں جو میں اُسے اب کہوں اوروں سے
بیان کردے۔ پس رتن لال اسی قسم کے خیالات کی وجہ سے خاموش رہا
اور دونوں بہن بھائی جو دلی حالت کے لحاظ سے بالکل ایک تھے ایکدوسرے
سے ظاہر میں الگ رہے +

اسی شام کو رتن لال نے اپنے بھائی بہاری لال کو یوں لکھا
کہ اُس شہر میں طاعون کا بہت زور ہی۔ میرے خیال میں آپ شیورانی
کو جس قدر جلدی ہو اپنے پاس بلالیویں بہتر ہوگا۔ میں اپنی اہلیہ کو

اُس کے والدین کے پاس بھیج دونگا اور کم سے کم یہہ دونوں تو محفوظ
ہوجاوینگی +

دوسرے روز اُلمین حسب معمول آئی اور اس روز دفعتہ بہاری لال بھی
آگیا۔ وہ اپنے دیگر کاروبار سے جلدی جلدی فرصت پاکر شیورانی کو رتن لال
کے خط کے مطابق مفروضہ خطرہ سے بچانے کی غرض سے اپنے ساتھہ لیجانے
کے لئے گھر آیا۔ اُسے حقیقی خطرہ سے کچھ آگاہی نہ تھی اور طاعون سے مامون رہنے
میں ہی شیورانی کی سلامتی سمجھتا تھا۔ اگر وہ ذرا عمیق نظر سے اندرونی حالات کو
دیکھہ سکتا تو اُسکو بخوبی معلوم ہوجاتا کہ جھوٹے خطرہ سے بچاتے بچاتے وہ ایک
بھاری خطرہ میں پڑگئی ہی۔ شیورانی نہایت غمگین اور مایوس تھی۔ وہ خیال
کرتی تھی کہ جس کے عرفان سے میں اس قدر مطمئن ہوتی ہوں اُس کی ذات
بابرکات کی نسبت اب میں کیونکر سیکھونگی؟ ممکن ہی کہ جو کچھ مینے سیکھا ہی وہ سب
کا سب رفتہ رفتہ بھول جاوے اور میں اب پہلے کی طرح پھر غمزدہ اور اداس
ہوجاؤں +

ایک اور رنج شیورانی کو یہہ تھا کہ اب اُسے اپنی اُستانی سے بالکل جدا ہونا
پڑا اور پھر ملنے کی اُمید منقطع ہوتی ہوئی نظر آئی۔ اُس نے خلوت میں رتن لال

کی منت کی کہ مجھ کو ایک ہفتہ اور رکھ لے ہٹن لال بڑی خوشی سے رکھ لیتا لیکن اب بہاری لال کے سامنے کونسا معقول عذر پیش کرسکتا تھا کیونکہ بہاری لال تو ہٹن لال کی درخواست پر شیورانی کو لینے آیا تھا +

شیورانی بہاری لال کے ساتھ روانہ ہوئی لیکن جب وہ آئی تھی اُس وقت سے اب اُس کی حالت بالکل متفاوت تھی - جس کاغذ پر اُس کی حفظ کردہ آیات مرقوم تھیں وہ صندوق میں ساری چیزوں کے نیچے چھپایا ہوا تھا یہہ ایک نہایت عجیب چیز تھی جو وہ شہر سے لیکر روانہ ہوئی ان آیات کے الفاظ اسکے دل پر نقش اور چونکہ وہ انہیں آزما کر دیکھ چکی تھی اِس لئے اب اُسے اُن کی سچائی کا پختہ یقین تھا - "اے تم سب لوگو جو تھکے ماندے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو مجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" +

جب گاڑی سٹیشن سے روانہ ہونے لگی تو شیورانی نے ہٹن لال کے کان میں کہا کہ "جسقدر جلدی ہو سکے مجھے پھر بُلوا لینا" - کیونکہ شیورانی کو اس بات کا مطلق علم نہ تھا کہ ہٹن لال کی درخواست پر اُسے بہاری لال بھیجا ہے - ہٹن لال نے اپنی بہن سے جدا ہوتے وقت اپنے تئیں بہت ہی غمگین پایا - اِس سے پیشتر اُس کی طبیعت شیورانی کی شرافت اور محبّت کی کبھی ایسی گرویدہ نہیں

ہوئی تھی - ماسوائے اُس کے اُس کا دل اُسے ملامت کرنے لگا کہ اُس نے کیوں شیورانی کو اس قدر غمزدہ کیا اور جس دین کو وہ خود سچ اور برحق سمجھتا تھا اُس کے سیکھنے سے باز رکھا +

ہٹن لال نے دل میں کہا - "یہہ سب کچھ میں نے بہاری لال کی خاطر کیا ہے - وہ میرا بڑا بھائی ہے اور شیورانی کو خوش کرنے کے لئے بھی میں اُس کی مرضی کے برخلاف کچھ نہیں کرنا چاہتا" +

باب ۱۲

وہ جو مجھ پاس آتا ہے میں اُسے ہرگز نکال نہ دونگا

مسٹر اور مسز سنگھ کے گھر میں یہہ پہلی میٹنگ کا دن تھا مقررہ وقت پر گھر کا سب سے عمدہ کمرہ تیار کیا گیا اور مہمانوں کو بٹھانے کے لئے تمام کرسیاں جمع کی گئیں - کمرہ میں بہت سی کرسیاں دیکھ کر مسٹر سنگھ نے اپنی بیوی سے کہا کہ "کیا تمہیں امید ہے کہ اس قدر لوگ آوینگے" ؟

مسز سنگھ نے ہنسکر کہا "جیسا تیرا ایمان ہے ویسا ہی تیرے لئے ہووے - کیا

ہماری دعاؤں کے مطابق یہہ بات سچ نہیں ہی؟ ہم کیوں یہہ خیال کریں کہ جو کچھہ ہم نے خداوند سے مانگا ہی وہ ہم کو نہیں دیگا؟ کیا یہہ اغلب نہیں ہی کہ وہ ہمارے مانگنے سے کہیں بڑھکر عنایت فرماویگا"؟

جب اُس کی تقریر ختم ہوئی تو سدرسن داس اور اُس کی بیوی آ پہنچے سدرسن داس کی بیوی میں اب بہت تبدیلی نظر آتی تھی۔ کچھہ عرصہ سے اس نے معلوم کرلیا تھا کہ جیکیٹ۔ سایہ اور چادر پہننے کی نسبت ساڑھی پہنکر صاف ستھرے رہنا بہت آسان ہی۔ علاوہ بریں اُس نے اپنی سہیلی کا لباس پسند کیا چنانچہ اُس کا لباس اُس کے جسم پر خوب سجا ہوا تھا اور ایلین نے جب دیکھا تو اس عجیب تبدیلی کے نظارہ سے اُس کی آنکھیں کُھل گئیں۔ جس طرح سندری کی شکل وصورت میں تبدیلی نظر آتی تھی اُسی طرح اُس کے خاوند کے چہرہ سے بھی بڑی بھاری تبدیلی کے آثار نمایاں تھے۔ جو روشنی اُس کے دل میں دوبارہ جلوہ گر ہوئی تھی وہ نہایت صفائی سے اُس کے چہرہ سے درخشاں تھی کیونکہ روشنی کا یہہ خاصہ ہی کہ وہ ضرور چمکتی ہی۔ اس سے پیشتر سدرسن داس کے چہرہ پر جو سستی اور غفلت کے آثار نظر آیا کرتے تھے اب سب کے سب کافور ہو گئے۔

ایک ایک دو دو کرکے اور بھی آ پہنچے اور اگر پہلے گیت کے وقت بہت سی کرسیاں خالی تھیں تو بھی دوسرے گیت کے موقعہ پر کوئی خالی کرسی نظر نہیں آتی تھی۔ مسٹر سنگھ نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اپنی تقریر سے اس بات کا صاف صاف بیان کیا کہ اُس نے اور اُس کی بیوی نے کس طرح اِس حقیقت کو معلوم کیا کہ اب بھی "جینا میرے لئے مسیح ہی" ہر ایک سچے مسیحی کے حق میں سچ ثابت ہوسکتا ہی۔

خاتمہ پر اُس نے کہا "اَی میرے عزیزو! ہم جو اس وقت یہاں فراہم ہوئے کیا بہتر نہیں کہ ہم اس بات پر متفق ہوویں کہ دوسرے لوگ خواہ کچھہ ہی کریں پر ہم سب کے سب خداوند یسوع مسیح کے لئے زندگی بسر کرنے کی کوشش کرینگے؟ ہمارے اردگرد ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جو ہمارے جلالی خداوند کی بیعزتی کرتے ہیں اور اُسے حقیر جانتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو ظاہر باطن کسی طرح سے بھی اس کے لوگوں میں شامل نہیں ہیں لیکن صد افسوس کہ بعض ایسے بھی ہیں جو اس کے نام سے کہلاتے ہیں اور پھر ایسا برا نمونہ دکھاتے ہیں۔ پس ہم مصمم ارادہ کریں کہ ہم اپنے خداوند کی تعظیم وتکریم کو قائم رکھیں۔ اپنے دلوں میں ہم اُس کو سب سے زیادہ عزیز جانیں۔

اپنے گھروں میں عملی طور پر اُس کی مرضی کو بجا لاویں جن لوگوں میں ہم رہتے ہوں اُن کے ساتھ ہمارا برتاؤ اور سلوک خداوند کی مرضی کے موافق ہووے تاکہ جہاں جہاں اب تاریکی ہے وہاں ہماری روشنی چمکے"۔ اِس کے بعد یہہ پہلی میٹنگ برخاست ہوئی۔

دوسرے ہفتے پھر ویسی ہی تیاری کی گئی اور اُسی قدر کرسیاں قرینہ سے رکھی گئیں لیکن اُن پر بیٹھنے والے حاضر نہ ہوئے۔ سدرسن داس اور سندری دونوں پھر حاضر ہوئے اور اُن کے سوا ایک دو اور بھی آئے لیکن دوسرا گیت گانے کے وقت تک بھی بہت سی کرسیاں خالی پڑی تھیں +

سدرسن داس سے درخواست کی گئی کہ وہ درس دیوے چنانچہ اُس نے اپنے دوست کے نمونہ کو اختیار کیا اور اپنے ذاتی تجربہ سے حاضرین کو بتایا کہ میں اپنے خداوند کی کامل پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہوا نہایت دور جا گرا اور رفتہ رفتہ اُس خوشی اور سلامتی کو جو اول ہی اول مسیح کا اقرار کرنے وقت حاصل تھی کھو بیٹھا +

پھر اُس نے بیان کیا کہ جو خداوند کی محبت سے اور اُسکی خدمت کے شوق سے پُر تھے اُن کے ساتھ گفتگو کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ میں بہت ہی ٹھنڈا ہو گیا

ہوں۔ اُنکی نیک صحبت کی تاثیر سے میں پھر مسیح کی صلیب پاس پہنچا اور وہاں سے معافی اور نئی زندگی حاصل کی۔ اُن سب کو جو میری حالت میں ہیں میں یہی صلاح دیتا ہوں کہ وہ بھی میری طرح خداوند مسیح کی صلیب کے قریب جا کر معافی اور تازہ زندگی حاصل کریں۔ جو کچھ ہم ہونا چاہتے ہیں مسیح کے پاس جانیکے بغیر نہیں ہو سکتے۔ جس بات کی ہمیں ضرورت ہے سو یہہ ہے کہ ہم خداوند میں پائے جائیں۔ پس آؤ ہم اپنا حال اُس سے بیان کریں گو ہمارا حال بُرا ہی کیوں نہ ہو۔ ہم خداوند کی منّت کریں کہ وہ ہمارے دلوں میں وہ کچھ ڈالے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔ ہم اپنے تئیں ازسرِنو اُس کے حوالہ کریں اور یقین جانیں کہ جس نے ہمیں اپنے قیمتی خون سے خریدا ہے قبول کرنے سے انکار نہیں کریگا +

اِس کے بعد نہایت سرگرمی سے چند دُعائیں کی گئیں اور جو حاضرین کی قلیل تعداد کے باعث اُداس تھے اُنہوں نے بھی محسوس کیا کہ یہہ ہماری دعاؤں کی اجابت کا نشان ہے اور یہہ چھوٹی سی جماعت بھی خدا کی برگزیدہ ہو کر اوروں کو اُسکے قریب لانے کا وسیلہ بن سکتی ہے۔ ایلین نے کہا ہم ضرور اُن سب کے لئے جو آج حاضر نہیں ہوئے اور اُن کے علاوہ اور لوگوں کے

لئے دعا کرینگے اور جبتک آج کی طرح ہمارا خداوند ہمارے ساتھ ہی تب تک
ہمیں ہرگز ہرگز کسی طرح سے پست ہمت نہیں ہونا چاہئے"۔

اس چھوٹی سی خوش و خرم جماعت میں ایک کا دل نہایت اداس تھا۔
سندری کچھ عرصہ سے پڑھنا لکھنا سیکھنے کے علاوہ روحانی تعلیم بھی پا رہی
تھی اور اب بخوبی سمجھ سکتی تھی کہ مجھ میں اور دیگر حاضرین میں بڑا بھاری فرق
ہی۔ اس جماعت کے دیگر شرکا میں بعض باتیں ہیں جو مجھ میں پائی نہیں
جاتیں۔ اس حقیقت کے معلوم کرنے پر از حد تعجب کی بات ہی کہ وہ اپنے آپ
سے اور نیز دیگر حاضرین سے خفا اور رنجیدہ ہو گئی۔

سدرسن داس اپنی بیوی کی خفگی سے بہت حیران ہوا اور جب میٹنگ
کے متعلق کچھ گفتگو کرنے لگا تو وہ کہنے لگی کہ میں تو پھر کبھی نہیں جاؤنگی۔

سدرسن داس نے متحیر ہو کر کہا "کیوں؟ کیا ہوا؟ تم کیوں نہیں جاؤگی"؟
سندری نے کہا "میں کیوں جاؤں؟ میں کوئی اُستانی یا کیٹی کسٹ تو
نہیں ہوں کہ ہمیشہ میٹنگ میں جایا کروں"۔

سدرسن داس رنج آمیز آواز سے کہنے لگا کہ "تم کو اس طرح سے کلام
کرنا کس نے سکھایا ہی؟ میں تو خیال کرتا تھا کہ تم کچھ سمجھنے لگ گئی ہو۔ کیا تمہاری

آرزو اور اُمید صرف یہیں تک ہی کہ جو مشن میں کام کرتے ہیں بہشت میں
جاویں؟ اِس سے تو ہمارے لئے وہاں جانے کی کوئی صورت متصور
نہیں ہو سکتی۔ یہہ بالکل یقینی بات ہی کہ جو لوگ اِس جہان میں یہہ خیال
نہیں کرتے کہ وہ مسیح کی خدمت کے لئے بُلائے گئے ہیں وہ اُس کے
ساتھ بہشت میں بھی نہیں جاوینگے"۔

سندری نے نہایت بے رخی سے جواب دیا کہ "میں تو بہشت میں جانیکی
کبھی اُمید ہی نہیں رکھتی۔ میں بہشت کے لائق ہی نہیں ہوں۔ بہشت تو
درکنار میں تو ان میٹنگس میں شامل ہونے کے بھی قابل نہیں ہوں"۔

اس سے سدرسن داس کا اضطراب اور بھی بڑھ گیا۔ وہ خیال کیا
کرتا تھا کہ املین کی صحبت سے سندری کو بہت فائدہ ہوگا لیکن اب ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی روحانی حالت میں بجائے ترقی کے تنزل واقع
ہو رہا ہی۔ اگر سدرسن داس سندری کی دلی حالت سے آگاہ ہوتا تو ضرور
رنجیدہ خاطر اور مضطر ہونے کے بجائے تسلی پاتا۔

دوسرے دن سندری بالکل اُداس رہی اور اُس کے چہرہ سے اُس
کی دلی بے چینی کی حالت بخوبی ظاہر تھی۔ صبح کے وقت جب املین اُسے

پڑھانے آئی تو اُس کی تیز بین آنکھوں نے فوراً معلوم کر لیا کہ سندری کی حالت متغیر ہے۔ چنانچہ عین دورانِ سبق میں املین نے کتاب بند کر کے کہا "بہن بتاؤ تو آپ غمزدہ سی کیوں ہیں؟ آپ پڑھنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے خیالات کسی اور طرف لگے ہوئے ہیں" +

سندری اپنے غم اور دلی اضطراب کو ضبط نہ کر سکی اور ساڑھی سے منہہ ڈھانپ کر زار زار رونے لگی۔ املین کچھ دیر تک خاموش بیٹھی دیکھتی رہی اور پھر بڑی نرمی اور محبت سے کہا "بہن بتاؤ تو سہی آپکو کیا تکلیف ہے۔ میں خوشی سے مدد کرنے کے لئے تیار رہوں گی" +

سندری نے کہا "آپ سب کے سب خوش و خرم ہیں اور گانے اور دعا کرنے میں خوشی سے شریک ہونا چاہتے ہیں اور بہشت کے متعلق گفتگو کرنا پسند کرتے ہیں لیکن میں نہایت ہی مصیبت زدہ اور غمناک ہوں میں وہاں جانا نہیں چاہتی" +

یہہ سُنکر املین کا دل خوشی سے بھر گیا۔ اُس نے جو سندری کے حق میں بہت سی دعائیں کی تھیں اُن کی اجابت کے نشان نظر آنے لگے یہہ اِس امر کا پہلا نشان تھا کہ سندری کے دل میں روشنی کی ایک کرن نے دخل پایا +

اُس نے بڑے پیار سے کہا "سندری اگر ہم خوش ہیں تو اس کا باعث فقط یہہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے ہمیں خوشی عنایت کی ہے اور اگر ہم آسمان پر جانے کے خیال سے شادمان ہیں تو یہہ صرف اِس لیئے ہے کہ ہمارا خداوند وہاں ہے جب آپ اُس سے بخوبی رفاقت حاصل کر لینگی اور اُس کے عرفان میں ترقی کرینگی تو آپ بھی جہاں وہ ہے وہاں جانے کی مشتاق ہونگی" +

سندری نے اور بھی شکستہ دلی سے کہا "لیکن میں تو اُسے جانتی نہیں اور یہہ بھی نہیں سمجھتی کہ اُس کا عرفان کس طرح حاصل کروں وہ تو بہت ہی دور معلوم ہوتا ہے" +

اِس پر املین نے کہا "میں خیال کرتی ہوں کہ ہم خداوند یسوع مسیح سے بہت کچھ اسی طرح واقفیت حاصل کرتے ہیں جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے سے آشنائی حاصل کرتے ہیں۔ جب میں پہلے دن آئی تھی تو آپ مجھے بالکل نہیں جانتی تھیں۔ چنانچہ آپ شرماتی رہیں اور کچھ زیادہ گفتگو نہ ہوئی۔ لیکن جب سے میں باقاعدہ آنے لگی ہوں ہم نے ایک دوسرے کو زیادہ جانا پہچانا ہے اور آپ مجھے اپنی تمام رنج و راحت کی باتیں بتاتی ہیں اور مجھ سے بالکل نہیں شرماتیں۔ ہم کبھی خداوند یسوع مسیح

سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم اُس سے ملاقات نہ کریں اور ہماری باہم گفتگو نہ ہو۔ وہ فرماتا ہے کہ "میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے پہچانتی ہیں۔ لیکن بھیڑ کو چاہیئے کہ شبان کے پاس رہے" +

سندری نے پھر بڑی دردانگیز آواز سے کہا "لیکن آپ تو سب کے سب بہت نیک ہیں اور میں بہت ہی بُری ہوں" +

ایلین نے مسکرا کر کہا یہی تو خاص سبب ہے کہ ہمیں خداوند یسوع مسیح کی ضرورت ہے۔ اگر ہم سب کے سب بُرے نہ ہوتے تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ وہ ہمیں بچانے کے لئے آتا۔ فرشتہ نے کہا تھا کہ "تو اُس کا نام یسوع رکھیگی کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے بچائیگا"۔ وہ آپ کو بھی آپکی تلخ مزاجی اور تمام دلی بُرائی سے نجات دے سکتا ہے کیونکہ اِسی خاص غرض سے وہ آسمان چھوڑ کر زمین پر آیا اور مصلوب ہوا۔ اگر دنیا میں گنہگار نہ ہوتے تو نجات دہندہ کی کچھ ضرورت نہ ہوتی۔ وہ فرماتا ہے کہ "جو میرے پاس آتا ہے میں اُسے ہرگز نکال نہ دونگا"۔ کیا ہم اُس سے ابھی منت نہ کریں کہ وہ آپ دل کو گناہ سے خالی کرے اور خود اگر اُس میں سکونت پذیر ہو"؟

پس اُن دونوں نے گھٹنے ٹیک کر دعا کرنی شروع کی اور وہ جو غمزدہ تائب سے کبھی دور نہیں ہوتا اُن کی دُعا سُننے کے لئے حاضر تھا۔ سندری جو اس سے پہلے خداوند کو اپنے آپ سے بہت دور خیال کرتی تھی اب اُسے بالکل اپنے پاس محسوس کرنے لگی اور وہ بوجھ جس کے نیچے وہ چور ہوئی جاتی تھی اُس پر سے اُٹھا لیا گیا +

نیک چوپان نے اپنی ایک اور کھوئی ہوئی بھیڑ پائی اور خدا کے فرشتگان میں ایک اور گنہگار کے تائب ہونے سے بہت شادمانی ہوئی +

باب ۱۳

قریباً قائل

اب شیورانی کو گاؤں میں گئے ہوئے چند ہفتے گذر گئے۔ پٹن لال اپنے کام کاج میں بہت مشغول تھا اور اُسے اسقدر فرصت نہ تھی کہ بہاری لال سے ملنے کے لئے گاؤں میں جاتا۔ وہ بہت چاہتا تھا کہ جانے کا کوئی موقعہ ملے کیونکہ وہ اپنی بہن کے حالات دریافت کرنے کا بہت آرزومند تھا۔

اُسے اکثر یہہ خیال آتا تھا کہ خدا جانے شبورانی نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے نئے خیالات کو چھپائے رکھا ہے کہ نہیں۔ وہ خیال کرنے لگا کہ اگر شبورانی اپنے وعدہ پر قائم نہ رہتی اور اپنے نئے خیالات کا اظہار کرتی تو ابتک ضرور اسبات کی خبر مجھہ تک پہنچ جاتی +

ہٹن لال گمان کرتا تھا کہ شاید شبورانی کے اپنی اُستانی سے دور رہنے اور خود پڑھنے کے قابل نہ ہونے کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جو کچھہ اُس نے سیکھا ہے بالکل بھول جائیگی اور اُس کے دِل پر جو کچھہ تاثیر ہوئی ہے جاتی رہیگی اور غالباً وہ پھر اپنے دھرم کی معتقد ہو جائیگی۔ ہٹن لال ایسی اضطراب کیحالت میں تھا کہ وہ ٹھیک نہیں بتا سکتا تھا کہ ایسا ہونا اُس کے حسب منشا تھا یا نہیں۔ وہ اس خیال سے اکثر اوقات بہت تسلّی پاتا تھا کہ کم از کم میرے خاندان میں سے ایک تو ہے جس کے خیالات میرے خیالات سے مطابقت اور موافقت رکھتے ہیں۔ ہٹن لال ہرگز ہرگز یہہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی عزیز وہمدرد اور ہم خیال بہن کے باہمی رابطہ میں کسی طرح کا فرق آوے۔ اُس نے شبورانی سے جو جو گفتگو کی تھی اور شبورانی نے جو انجیلی نجات دہندہ پر مضبوط ایمان دکھایا تھا اُس سے اُس کے خیالات دینِ عیسوی کی طرف لگ گئے اگرچہ اس سے بیشتر بہت کچھہ کمزور ہو گئے تھے۔ اب پھر

اُس کو اِس بات کا صاف ثبوت مِل گیا کہ اِس دین میں ضرور کوئی ایسی بات ہے جو دیگر ادیان میں پائی نہیں جاتی۔ دین عیسوی صرف ظاہری ایمان واعتقاد ہی کی بات نہیں ہے بلکہ اُس کی کوئی اندرونی طاقت و قدرت ہے جو ایمان لانے والے کے دِل اور اُس کی ساری ہستی پر قبضہ کر کے اُسے ایک نیا مخلوق بنا دیتی ہے +

اس بات کو ہٹن لال نے پہلے اپنے ہم مکتب سدرسن داس کی حالت میں دیکھا تھا اور اب پھر اپنی عزیز بہن کی حالت میں بڑی صفائی اور صراحت سے مشاہدہ کیا۔ ان دونوں کے حالات میں اگرچہ وہ بہت کچھہ آپس میں متفاوت تھے۔ بڑی بھاری تبدیلی واقع ہوئی اور اس تبدیلی کی وجہ یہہ نہ تھی کہ اُنہوں نے حقائق و معارف کو سیکھا (گو پہلا قدم یہی تھا) بلکہ یہہ کہ انہوں نے ایک زندہ الٰہی اور نادیدنی شخص کی رفاقت حاصل کی جو بغیر کسی ظاہری اظہار کے اُن سب پر جو اُس کے عرفان کے مشتاق ہیں اپنے تئیں ظاہر فرماتا ہے +

ہٹن لال کا دوست سدرسن داس اور اُس کی اپنی بہن شبورانی دونوں اُس الٰہی شخص کو انجیلی مسیح مانتے تھے جو مصلوب ہوا اور مر گیا لیکن اب

ابدالآباد تک زندہ اور خدا کے دہنے بیٹھا ہی +

ہٹن لال کو اقرار کرنا پڑا کہ اگرچہ مینے سالہا سال تک انجیل کا مطالعہ کیا ہی اور ذہنی طور پر شیورانی سے زیادہ جانتا ہوں تو بھی وہ مسیح کو روحانی نظر سے دیکھتی ہی اور اُس کا شخصی عرفان رکھتی ہی جس سے میں بالکل بے بہرہ ہوں +

ہٹن لال مسیح کا ایسا عرفان حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہوا کانپتا تھا کہ کیا جانیں اس کا نتیجہ کیا ہو۔ چنانچہ اُس نے خیال کیا کہ سدرسن داس اور شیورانی کی مسیح کی طاقت و قدرت پر ایسے ایمان سے جس کے تمام امور میں اُس کی فرمانبرداری کرنی پڑے یہی بہتر ہی کہ میں پہلے کی طرح بظاہر ہندو ہی رہوں اور دل میں مسیحی دین کی سچائی پر ایمان رکھوں +

شیورانی کے لئے یہہ بہت اچھا تھا۔ وہ عورت تھی اور اُسے دوسروں کی مرضی کو اپنی مرضی بنانا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا کہ میں اِن باتوں کا کسی سے ذکر تک نہیں کرونگی۔ اب تک اِس وعدہ کو توڑنے کی اُس نے کبھی کوئی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔ ایسا ہوتا ہی کیوں؟ اُس نے تو عمر بھر یہی سیکھا تھا کہ عورت کا فرض منصبی یہی ہی کہ دوسروں

کی تابعداری کرے اور اپنی ذاتی کوئی رائے نہ رکھے باوجود اِس قسم کے قیاسات کے ہٹن لال کو اپنے لئے ٹھیک فیصلہ کرنا نہایت مشکل معلوم ہوتا تھا دل ہی میں طرح طرح کا استدلال شروع ہوتا تھا اور بحث مباحثہ متواتر جاری تھا +

اسی عرصہ میں ایک روز شام کے وقت سدرسن داس ہٹن لال سے ملاقات کرنے کے لئے آیا۔ کئی مہینوں سے ملاقات نہیں ہوئی تھی بلکہ حق تو یہہ ہی کہ کئی سال کے عرصہ سے وہ ایک دوسرے کے حال سے قریبًا ناواقف تھے۔ سدرسن داس بظاہر تو ہٹن لال سے ایک کتاب عاریتًہ لینے کی غرض سے آیا لیکن اُس کے دل میں حقیقی غرض اور ہی تھی جسکے مقابلہ میں ہزارہا کتابوں کی کچھہ حقیقت نہیں۔ چونکہ اُس نے اپنے مالک اور خداوند سے نزدیکی رشتہ حاصل کیا ہوا تھا اِس لئے یہہ ایک طبعی تقاضا ہوگیا تھا کہ اوروں کو بھی اس نور کی روشنی میں لانے کی خواہش اور کوشش کرتا جس سے وہ خود منور ہوا تھا۔ مسٹر سنگھ کے گھر میں جو میٹنگ ہوئی تھی اُس میں یہہ بات پیش کی گئی تھی کہ حاضرین میں سے ہر ایک اِس سال کسی نہ کسی کو مسیح کے پاس لانے کا ذریعہ بنے اور اس موقعہ پر سدرسن داس کے دل میں دفعتہً اپنے پرانے ہم مکتب ہٹن لال کا خیال آیا جو بہت کچھہ خدا کی

بادشاہت کے قریب معلوم ہوتا تھا*

جب سدرسن داس املین کو اپنے دوست کا حال سُنا رہا تھا وہ فوراً کہنے لگی اُوہو! یقیناً یہہ وہی شخص ہی جس کی بیوی کو میں پڑھایا کرتی تھی اور جس کی بہن یکایک کہیں بھیجدی گئی"*

تھوڑی اور گفتگو سے صاف معلوم ہو گیا کہ سدرسن داس کا پرانا ہم مکتب اور دوست وہی شخص تھا جس کی بیوی کو املین پڑھایا کرتی تھی چنانچہ یہہ دونوں دوست اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خادم اِس امر پر متفق ہوئے کہ ہم خصوصاً اس خاندان کے لئے جس میں سے دو کے دل میں خدا کام کر رہا ہی متواتر دعا کیا کرینگے۔ اب چونکہ شیورانی اور اس کی بھاوجہ کے چلے جانے کی وجہ سے املین کا بٹن لال کے گھر جانا بند تھا اس لئے یہہ بات قرار پائی کہ سدرسن داس اپنے پرانے ہم مکتب اور دوست کے پاس جایا کرے چنانچہ اس شام کی ملاقات کا مطلب یہی تھا*

دینی امور پر گفتگو شروع کرنی کچھ مشکل بات نہ تھی۔ کیونکہ دینیات کو دونوں دلوں میں اول درجہ حاصل تھا۔ سدرسن داس نے بٹن لال کی کتابوں کا ملاحظہ کرتے کرتے ایک کتاب مسمی "مسیح کی زندگی" (Life of Christ)

اُٹھالی اور اس کے چند صفحے دیکھ کر بٹن لال سے مخاطب ہوا پوچھا کہ آپ اقرار کیا کرتے تھے کہ مسیح سب سے بڑھکر کامل اِنسان گذرا ہی۔ کیا اب بھی آپ کا یہی خیال ہی یا آپ نے معلوم کر لیا ہی کہ وہ اس سے بہت بڑھکر ہی؟ بٹن لال اس اچانک سوال سے گھبرا گیا اور کچھ دیر تک سوچتا رہا کہ کیا جواب دیوے لیکن آخرکار اُس نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یوں کہا کہ "پہلے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ کیا آپ اب بھی یسوع مسیح کے زندہ ہونے پر ویسا ہی پختہ ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ آٹھ سال پیشتر رکھتے تھے؟ کیا اُس نے آپ پر آپکی امید کے مطابق اپنے تئیں ثابت کیا ہی؟

سدرسن داس کا دل شکرگذاری سے بھر گیا اور اُس نے فوراً کہا کہ "بھائی صاحب! میں صدق دل سے کہہ سکتا ہوں کہ جب میں نے مسیح کے نام کا اقرار کیا تھا اُسوقت کی نسبت آج میرا ایمان زندہ مسیح پر دس گنا زیادہ اور مضبوط ہی۔ اگر تمام دنیا میرے قبضہ میں ہوتی تو تو بھی مسیح کو حاصل کرنے کی خاطر میں نہایت خوشی سے اپنے تمام مقبوضات دیدیتا وہ دنیا سے ہزارہا درجہ بہتر ہی"*

سدرسن داس کے چہرہ پر تقریر کرتے وقت ایسی سرگرمی کی روشنی نظر

آتی تھی جس سے اُس کی تقریر کی سچائی کا ثبوت ملتا تھا۔ پٹن لال اُس کی سرگرمی سے بہت حیران ہوا اور جب سدرسن داس نے پھر کہا "آپ بتائیے مسیح کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے" تو کچھ جواب نہ دے سکا +

اگر وہ اپنے دل کی بات بتاتا تو وہ ضرور کہتا کہ "آپ کی اور میری بہن شیورانی کی گواہی ایسی پختہ اور صاف ہے کہ میں آئندہ کے لئے مسیح کو ضرور کامل انسان سے بڑھکر تسلیم کئے بغیر رہ نہیں سکتا" لیکن اُس نے یوں کہا کہ "آپ تو کہتے ہیں کہ یسوع مسیح نے اپنے تئیں مجھ پر ظاہر کیا ہے مگر مجھ پر تو کوئی ایسا اظہار نہیں ہوا ورنہ شاید میں بھی آپ کی مانند ہوتا" +

سدرسن داس نے فوراً کہا کہ "اگر کوئی اُس کی مرضی کے تابع ہو اور اُس کے مطابق چلے تو تعلیم کو سمجھیگا۔ بھائی صاحب کیا آپ ہر حال میں اُس کی پاک مرضی بجالانے کے لئے تیار ہیں؟ اگر آپ تیار ہیں تو ضرور وہ اپنے تئیں آپ پر ظاہر فرماویگا۔ لیکن اگر آپ تیار نہیں ہیں تو ضرور آپ کی دلی آنکھوں پر ایک پردہ پڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ خدا کے بیٹے کے حسن وجمال کو دیکھ نہیں سکتے" +

پٹن لال نے پھر اپنے دلی خیالات کو دباکر کہا "مدتِ مدید گذر چکی ہے اور

شاید آپ کو یاد ہوگا میں نے آپ سے بیان کیا تھا کہ میں مسیح کا عرفان حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میری آرزو ہے کہ اُس کی تعلیم پر عمل کروں لیکن اس سے زیادہ کرنے کے لئے میں تیار نہیں ہوں۔ اگر میں دُنیا میں اکیلا ہوتا تو شاید میرا یہہ حال نہ ہوتا لیکن میں اوروں کے غم ورنج اور بدنامی کا باعث بننا نہیں چاہتا ہوں" +

سدرسن داس نے بڑی متانت اور سنجیدگی سے کہا "کیا آپ اسے بدنامی کہتے ہیں؟ کیا آپ کے نزدیک اُن لوگوں میں شمار کئے جانا جنکا خدا کے بیٹے کی موت سے کفارہ دیا گیا ہے اور جو اُس کے ابدی جلال میں شریک ہونے کے لئے چنے گئے ہیں کوئی بدنامی کی بات ہے؟ کیا آپ نے یہہ الفاظ کبھی نہیں سُنے دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہمیں اقتدار بخشا کہ خدا کے بیٹے کہلاویں کیا اِس رتبہ کو حاصل کرنے کا نام آپ بدنامی قرار دیتے ہیں"؟

پٹن لال کے دل میں پھر ایک ولولہ اُٹھا تھا جس کو وہ بصد مشکل ہی ضبط کر سکا۔ چاہتا تھا کہ سدرسن داس اپنا دلی راز صاف صاف بتادے اور اُس کی خیرخواہی اور ہمدردی سے تسکین حاصل کرے۔ چنانچہ اُس نے

تقریر کے لئے اپنا منھہ کھولا فوراً اُس کے سامنے متخیلہ نے بہاری لال کی شکل کو لا موجود کیا۔ بہاری لال اُس کے لئے والدین کا رتبہ رکھتا تھا۔ سدرسن داس خواہ کچھہ ہی کہتا لیکن اُس کے حق میں بدنامی کا باعث تھا۔ پس ہٹن لال اس بدنامی کے خیال کی برداشت نہ کرسکا۔ چنانچہ اُس نے کچھہ لاپروائی سے کہا "آپ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ میں خود ہی اس امر کا فیصلہ کرلونگا۔ مینے کبھی آپ کے ایمانی و اعتقادی امور میں دخل نہیں دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بھی میرے ایسے معاملات میں دخل دینے کی ضرورت نہیں" +

یہہ سُنکر سدرسن داس بہت مایوس ہوا اُس کا دل ہٹن لال کی فکر میں بہت ہی اضطراب کی حالت میں تھا۔ بظاہر اُس نے معلوم کیا کہ میری گفتگو نے ہٹن لال کو ناراض کردیا ہے لیکن کیا فی الحقیقت اُس کی امید ٹوٹ گئی ؟

سدرسن داس کی آواز بالکل بدل گئی اور اُس نے کہا بھائی صاحب! اگر مینے کسی ایسی بات میں دخل دیا ہو جسکا زیادہ تر آپ ہی سے تعلق ہے تو ازراہِ عنایت مجھے معاف فرماویں۔ اگر مینے آپ کو کوئی ایسی بات کہی ہے

جسے آپ بیجا دخل دہی خیال کرتے ہیں تو اسی غرض سے کہی ہے کہ جو مجھہ میں نے حاصل کیا ہے آپ بھی کریں" +

ہٹن لال اِن نرمی اور ملائمت کے الفاظ کی تاثیر کا مقابلہ نہ کرسکا پھر اُس کے دل میں ولولہ اُٹھا اور جوش پیدا ہوا کہ سدرسن داس سے اپنا دلی راز بے کم وکاست بیان کرے لیکن پہلے کی طرح پھر اپنے دلی خیالات کو دباکر اُس نے کہا کہ "میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے سب سے بڑھکر دین عیسوی کی سچائی اور قدرت کو مجھے ثابت کر دکھایا ہے۔ اگر تمام مسیحی آپ جیسے ہوتے تو بہت سے لوگ مسیحی ہوجاتے" +

سدرسن داس اور گفتگو کرنا چاہتا تھا لیکن جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی مرضی نہیں تو اُس سے جو کتاب عاریتہً لینی تھی لیلی اور آداب وسلام کے بعد رخصت ہُوا +

باب ۱۴

شیورانی کی نئی آیت

شیورانی بیٹھی صبح کا کھانا پکارہی تھی کہ یکایک دروازہ کھلا اور ہٹن لال اندر داخل

ہوا۔ بٹن لال کو دیکھتے ہی وہ خوشی اور گھبراہٹ سے چلّا اُٹھی کیونکہ اُسے یہہ بھائی سب سے زیادہ عزیز تھا۔ نہایت دلچسپی سے سب کی خیر و عافیت پوچھنے لگی۔ وہ اپنی پُرانی اُستانی کو بھی نہ بھُولی چنانچہ اُس کی نسبت یوں استفسار کرنے لگی کہ "کیا وہ پھر بھی کبھی آئی تھی؟ کیا وہ میرے اس طرح یکایک چلے آنے پر حیران نہ تھی؟ اُسے ضرور یہہ عجیب معلوم ہوا ہوگا"۔

بٹن لال نے کہا کہ وہ تمہارے بعد ایک دفعہ آئی تھی لیکن چونکہ پڑھنے والا کوئی نہیں اِس لئے اُس نے آنا چھوڑ دیا۔

اِس پر شیورانی نے ایک سرد آہ کھینچی اور کہا "کاشکہ میری اُستانی یہاں ہوتی۔ جو باتیں اُس نے مجھے سکھائی تھیں اُن سب کو یاد رکھنا مشکل معلوم ہوتا ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن اچھی باتوں میں سے کسی کو بھُول جاؤں"۔

اب بٹن لال گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کہیں بہاری لال سُنتا نہ ہو۔ شیورانی نے بٹن لال کے خیالات معلوم کر کے کہا "ہمارا بھائی اشنان کرنے گیا ہوا ہے وہ مجھے بھی ساتھ لیجانا چاہتا تھا لیکن میں نے عذر کر کے ٹال دیا ہے۔ کیونکہ اِن باتوں کی اب مجھے چنداں پرواہ نہیں ہے میں نے تو یہہ بات بخوبی سمجھ

لی ہے کہ اشنان کرنے سے ہمارے گُناہ دور نہیں ہو سکتے"۔

اتنے میں کھانا پک چکا تھا اور جب شیورانی اپنی ساڑھی بدلنے کے لئے گئی تو بٹن لال اکیلا بیٹھا اپنے خیالات میں اُلجھا ہوا تھا۔ شیورانی بہت جلد واپس آئی اور ایک کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے تھی۔ یہہ کاغذ اُسے نہایت ہی عزیز تھا۔ وہ فوراً بٹن لال کے پاس آ کھڑی ہوئی اور نہایت دلکش آواز سے کہنے لگی کہ "میں نے اِن عمدہ آیات میں سے صرف دو تین سیکھی ہیں اور باقیوں کو سیکھنے کی بہت ہی مشتاق ہوں۔ کئی مرتبہ مجھے خیال آیا کہ بہاری سے درخواست کروں کہ وہ مجھے سکھاوے لیکن چونکہ میں نے آپ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ آپ کے سوا کسی اور سے ذکر نہیں کرونگی اِس لئے خاموش رہی۔ اب میں آپ سے درخواست کرتی ہوں۔ آپ مجھے سکھا دیں۔ مجھ سے جس قدر ہو سکیگا جلد سیکھنے کی کوشش کرونگی اور اِس وقت یہاں کوئی سنتا بھی نہیں ہے"۔

بٹن لال نے کاغذ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ وہ اپنی عزیز بہن کی شیریں آواز اور التجا کے مقابلہ میں کس طرح انکار کر سکتا تھا؟ کیا بٹن لال ہی نے اُسے اُستانی سے جُدا نہیں کیا تھا؟ اب بھلا وہ کیونکر اُس کی درخواست کو نامنظور کرتا؟

چنانچہ ہٹن لال نے پوچھا کہ "بتاؤ تم کونسی آیت سیکھنا چاہتی ہو؟" شیورانی نے جو آخری آیت سیکھی ہوئی تھی اُس سے انگلی کی طرف اشارہ کیا کیونکہ جو آیتیں اُس نے سیکھ لی تھیں اُن کے سامنے اُس کی اُستانی نے نشان لگائے ہوئے تھے اور شیورانی کے لئے اُنہیں پہچاننا کچھ مشکل نہ تھا۔ اس پر ہٹن لال نے یوں پڑھنا شروع کیا کہ کیونکہ جو کوئی اس گنہگار نسل کے سامنے میرے نام اور کلام سے شرمائیگا ابنِ آدم بھی جب اپنے باپ کے حضور جلال اور فرشتگان کے ساتھ آئیگا اُس سے شرمائیگا۔" ہٹن لال نے پڑھتے وقت ان الفاظ پر کچھ توجہ نہ کی کیونکہ اُس کے خیالات دوسری باتوں پر لگے ہوئے تھے اور وہ ڈرتا تھا کہ شاید بہاری لال واپس آرہا ہوگا۔ وہ یہہ نہیں چاہتا تھا کہ بہاری لال اُسے شیورانی کو انجیلی آیات پڑھاتے ہوئے دیکھے +

شیورانی ہٹن لال کے پیچھے پیچھے الفاظ کو دہرا کر دفعتہً ٹھہر گئی اور کہنے لگی کہ بھائی جان آپ پڑھنا بند کر کے مجھے ان الفاظ کا مطلب سمجھا دیجئے۔ کہنے والا تو ضرور یسوع مسیح ہوگا کیونکہ میری اُستانی نے مجھے بتایا تھا کہ یہہ تمام باتیں اُسی کی کہی ہوئی ہیں۔ یسوع مسیح کا اس سے کیا مطلب ہے کہ "جو کوئی مجھ سے

شرمائیگا"؟ یہہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی خداوند یسوع مسیح سے شرما دے؟

یہہ سُنکر ہٹن لال بہت متحیر ہوا۔ جو بات شیورانی کے نزدیک بہت مشکل اور بعید الفہم تھی اُسے ہٹن لال بخوبی سمجھتا تھا۔ چنانچہ وہ شیورانی کی بےعلمی پر تعجب کر کے یوں جواب دینے لگا کہ "بہن تم ابھی لڑکی ہو اور بہت سی باتیں ہیں جنکا تمہاری سمجھ میں آنا محال ہے ورنہ تم ضرور اس بات کو بخوبی سمجھ سکتیں کہ ہندوستان میں بہت سے لوگ یسوع مسیح کے نام سے شرماتے ہیں" + شیورانی نے بڑی سرگرمی سے کہا کہ "کیوں شرماتے ہیں اور کس طرح یہہ ممکن ہے کہ لوگ اُس کے نام سے شرماویں؟ بے شک بُری باتوں سے ہم شرماتے ہیں لیکن یسوع مسیح جیسے نیک اور پاک سے کوئی کاہیکو شرمائیگا؟ میں تو اِس بات کو سمجھ نہیں سکتی۔ آپ مہربانی کر کے مجھے سمجھا دیجئے" +

اب ہٹن لال نے تقریر شروع کی اور اُس کے الفاظ اُس کے اپنے دل کو چھید رہے تھے۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ اِس کا مطلب یہہ ہے کہ آجکل ہندوستان میں بہت لوگ ایسے موجود ہیں جو یہہ تو یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ یسوع مسیح نے کہا تھا بالکل سچ ہے اور فی الحقیقت وہ دنیا میں آیا اور گنہگاروں کی خاطر مصلوب ہوا۔ لیکن وہ اِن باتوں کو اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور

کسی سے بیان نہیں کرتے۔ کیونکہ اگر وہ اپنی دلی حالت کو ظاہر کریں تو اُنکے
تمام دوست اور رشتہ دار اُنہیں ترک کر دینگے۔ لہذا وہ اپنے اِس دلی
اعتقاد اور یسوع مسیح کے حق میں اپنے خیالات کو مخفی رکھتے ہیں۔ اور اِسی
کے یہہ معنی ہیں کہ وہ یسوع مسیح سے شرماتے ہیں" +

اِس پر شیورانی نے رنج آمیز آواز سے کہا کہ "کیا جو مینے آپ سے یہہ
وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے سوا کسی دوسرے سے بیان نہیں کرونگی کہ
میں یسوع مسیح پر ایمان رکھتی ہوں اُس سے بھی یہہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ میں اُس
سے شرماتی ہوں" ؟

پٹن لال سوچنے لگا کہ اس سوال کا کیا جواب دوں۔ اُس نے متحیر ہوکر
شیورانی کے چہرہ پر نگاہ کی اور اُسے یہہ خوفناک بات بتانی پسند نہ کی کہ ہاں
تم بھی اپنے وعدہ کے سبب سے یسوع مسیح کے نام سے شرماتی رہی ہو۔ پر
حقیقت تو یہہ ہے کہ شیورانی اُس مبارک نام کے اقرار سے مطلق نہیں شرماتی تھی +
چنانچہ پٹن لال نے نہایت نرم اور دھیمی آواز سے کہا کہ "نہیں بہن میں
تو یہہ خیال نہیں کرتا کہ تم یسوع مسیح سے شرماتی ہو تم تو اس معاملہ میں صرف
میری فرمانبرداری کر رہی ہو" +

اُس نے کہا "ہاں بیشک میں نے یہہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کے سوا کسی
دوسرے سے ذکر نہیں کرونگی لیکن یہہ بات بالکل میری سمجھ میں نہیں آتی کہ
آپ نے مجھ سے یہہ وعدہ کیوں کرایا۔ اچھی باتیں سیکھنا کوئی بُری بات
نہیں ہے اور میں نے یسوع مسیح کی بابت جتنی باتیں سیکھی ہیں وہ سب کی
سب عمدہ ہیں۔ پس کیا وجہ ہے کہ میں کسی سے ان کا بیان نہ کروں؟ میرے
خیال میں تو اگر ہم سب اُن باتوں پر ایمان لاویں اور اُنہیں مانیں تو نہایت ہی
خوب ہو" +

اب کچھ فاصلہ سے بہاری لال کی آواز اِن کے کان میں پہنچی۔ پٹن لال
نے وہ پُرزہ کاغذ اپنی جیب میں چھپا لیا اور بہاری لال سے ملنے کے لئے
نکلا اور شیورانی کھانا کھلانے کی تیاری کرنے لگی +

پٹن لال اور بہاری لال کی باہمی گفتگو بہت کچھ طوالت سے ہوئی۔
دیہات میں یہہ عام افواہ تھی کہ شہر میں طاعون بہت پھیل رہا ہے اور بہاری لال
دریافت کیا چاہتا تھا کہ آیا افواہیں سچ ہیں یا جھوٹ اور اگر سچ ہیں تو
کہاں تک +

پٹن لال نے اپنے بھائی کے تردوات کو کم کرنے کی غرض سے کہا کہ "آپ جانتے

ہیں۔ اگر ایک شخص مرجاتا ہی تو افواہیں اُڑتی ہیں کہ سینکڑوں مر گئے۔ بیشک
شہر میں طاعون ہی تو سہی لیکن تاحال اس قدر زیادتی سے نہیں جیسا کہ
مشہور ہی۔"

"کیا یہہ سچ ہی کہ سرکار ٹیکہ لگانے پر بہت زور دے رہی ہی اور اس ٹیکا سے
بھی اسی قدر لوگ مر رہے ہیں جس قدر کہ خود طاعون سے"؟

اس پر پٹن لال نے ہنسکر کہا "آپ اِس قسم کی بناوٹی کہانیوں کی حقیقت
سے خوب آگاہ ہیں۔ میرے خیال میں یہہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ ہر طرح کی ادویات
کے مقابلہ میں ٹیکا لگانے سے زیادہ جانیں بچ گئی ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے
ہموطن بیوقوفی سے اِس کی بیقدری کرتے ہیں اور ناحق کڑکڑاتے ہیں اس
لئے سرکار نے لوگوں کو ٹیکا لگوانے کی ترغیب دینا چھوڑ دیا ہی۔ ہاں اگر کوئی
چاہتا ہی اور درخواست کرتا ہی تو بیشک ٹیکا لگایا جاتا ہی لیکن اس میں کسی طرح
کی زبردستی نہیں ہی۔ درحقیقت ہم لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیئے گئے ہیں کہ
اِس معاملہ میں جو چاہیں سو کریں۔ اِس سے بہت سے لوگ ہلاک ہونگے۔ پر
سرکار کیا کرے؟ سرکار ہمیں ہماری مرضی کے خلاف زبردستی کس طرح بچا سکتی
ہی؟ آخرکار ضرور ہم اپنی بیوقوفی کے بُرے نتیجوں کو دیکھکر پشیمان ہونگے اور توبہ کرینگے۔"

بہاری لال اپنے بھائی کی باتیں بہت غور سے سُنتا تھا اگرچہ پٹن لال اس
سے چھوٹا تھا تو بھی وہ ہر طرح سے اُسے اپنی نسبت بہت زیادہ عقلمند اور
دانا سمجھتا تھا۔ پس اُس نے اِس امر میں کچھ بحث نہ کی بلکہ اپنی سلامتی کی
راہ دریافت کی۔ چنانچہ اُس نے کسی قدر متفکر ہوکر کہا "کیا یہہ مناسب نہیں
ہوگا کہ تم شہر چھوڑکر یہاں آرہو اور جب تک یہہ طاعون کا خطرہ رفع دفع ہوجاوے
تب تک یہیں ٹھہرو۔"

پٹن لال نے کہا "کہ فی الحال تو ایسا کرنے کی کچھ ضرورت نہیں میں بخوبی محفوظ
ہوں۔ ہاں اگر کبھی ضرورت دیکھونگا تو فوراً جیسا آپ نے فرمایا ہی عمل میں لاؤنگا۔
مستورات کو تو میں نے شہر سے باہر بھیج ہی دیا ہی اور مجھے خود چنداں خوف و خطر
نہیں ہی۔"

اِسی روز شام کے وقت پٹن لال طاعون زدہ شہر میں اپنے گھر واپس آیا
اور اُس کی جیب میں وہ پُرزہ کاغذ تھا جو اُس کی بہن کو بہت ہی عزیز تھا۔
شبورانی کا خزانہ اُس کے بھائی کی جیب میں تھا اور اُس نے بہت چاہا کہ موقع
پاکر پٹن لال سے مانگے لیکن اُسے موقع نہ ملا۔ آخرکار جب اُس نے دیکھا کہ
پٹن لال اُسے اپنی جیب ہی میں لئے ہوئے وہاں سے رخصت ہوا تو حیران

ہوئی گویا سچ مچ کوئی بیش قیمت چیز اُس کے قبضہ سے نکل گئی۔ لیکن چونکہ اُسے اور آیات یاد تھیں اِس واسطے کسی قدر تسلی پذیر ہوئی۔ نئی آیت کے الفاظ کو بار بار یاد کرتی اور چاہتی تھی کہ کاشکہ کوئی ٹہن لال سے زیادہ جاننے والا ملے اور مجھے اچھی طرح اِن الفاظ کا مطلب سمجھا دے +

شاید اِس لئے کہ وہ ان الفاظ کو بار بار دہراتی ہوئی سوگئی اُس نے یہہ خواب دیکھا کہ ایک روز وہ معمولی طور پر اپنے گھر میں بیٹھی ہے کہ کوئی شخص دوڑتا ہوا اندر آیا اور خوب زور سے پکارا کہ یسوع مسیح آگیا ہے۔ یسوع مسیح آگیا ہے!

اِس پر وہ فوراً ٹھیک طور سے کپڑے پہن کر باہر نکلی اور کیا دیکھتی ہے کہ سورج سے بھی زیادہ چمکدار روشنی چاروں طرف چمک رہی ہے اور اُس روشنی میں ایک نہایت ہی منور اور نورانی گروہ ہے جس پر نظر نہیں ٹھہر سکتی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہیں لیکن شبورانی نہیں بتلا سکتی تھی کہ اُن کی اصل کہاں سے ہے +

اِس جلالی گروہ میں اُسے ایک شخص سب سے زیادہ نورانی نظر پڑا اور وہ دل میں کہنے لگی کہ "یہی یسوع مسیح ہے۔ وہ باپ کے جلال میں تمام مقدس فرشتگان کے ساتھ آیا ہے"۔ وہ بہت چاہتی تھی کہ اُس کے قدموں پر جا گرے

اور اُسے سجدہ کرے لیکن ہچکچاتی رہی اور جرأت نہ کر سکی +

پھر ہجوم کم ہونے لگا اور اُس نے اپنے آپ کو اُس جلالی شہنشاہ کے قریب پایا۔ وہ اپنی خوشی میں تمام ماسوا کو بھول گئی اور اُس کے قدموں پر گر پڑی لیکن خداوند نے اُس کی طرف توجہ نہ کی اور اُس سے مطلق مخاطب نہ ہوا بلکہ خاموشی اور سنجیدگی سے آگے چلدیا +

اب شبورانی مطلب سمجھ گئی اور نہایت رنج سے چلانے لگی کہ "وہ مجھ سے شرماتا ہے۔ وہ مجھ پر نظر نہیں کریگا"۔ وہ روتی ہوئی بیدار ہوئی اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ لیکن اس خیال سے کچھ تسلی پذیر ہوئی کہ یہہ حقیقت نہیں بلکہ صرف ایک خواب تھا۔ تو بھی وہ اس خواب کو کبھی بھولتی نہ تھی اور اِس بات کی بہت مشتاق تھی کہ ٹہن لال پھر آوے تو اُس سے درخواست کروں کہ اب مجھے اُس وعدہ کی قید اور پابندی سے آزاد کر دو +

باب ۱۵

تنہائی میں دلی اضطراب اور کشمکش

اپنے بھائی کے گھر سے واپس آنے کے چند روز بعد ٹہن لال نے اپنی

جیب میں ہاتھہ ڈالا اور شیبورانی کا عزیز پرزہ کاغذ پایا۔ اُس نے اسپر کچھہ بہت توجہ نہ کی صرف یہہ خیال کیا کہ شاید شیبورانی اس کی گم شدگی سے اداس ہوگی لیکن ساتھہ ہی یہہ بھی خیال کیا کہ اچھا ہوا یہہ کاغذ شیبورانی کے قبضہ سے نکل آیا اور اب اِس بات کا امکان جاتا رہا کہ بہاری لال کی نظر اس پر پڑ سکے۔ پس اُس نے اس کاغذ کو اپنی کتابوں اور دیگر کاغذات میں میز پر رکھہ دیا اور آپ باہر چلا گیا۔ چند روز بعد پھر اس کاغذ پر اس کی نظر پڑی۔ اب اُسے فرصت تھی چنانچہ اُس نے اُٹھا کر اُسے پڑھا۔ اپنے دل میں اُس نے اُسے شیبورانی کی آیت کے نام سے نامزد کیا اور کئی مرتبہ بار بار پڑھا۔ چونکہ ہٹن لال اکیلا تھا اِس لئے اُس نے اُسے بلند آواز سے بھی پڑھا۔ پس وہ الفاظ جو بہت عرصہ پیشتر کے تھے اور ابدالآباد تک گونجتے رہینگے بار بار کمرہ میں سنائی دینے لگے کہ "اَے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھہ کے نیچے دبے ہو مجھہ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا"+

ہٹن لال مشکل ہی یہہ خیال کر سکتا تھا کہ ان الفاظ نے شیبورانی کے دل پر تاثیر نہیں کی ہوگی۔ اُسکا اپنا دل مؤثر ہو چکا تھا کیونکہ وہ ایک ایسی بے چینی محسوس کر رہا تھا جو کسی طرح سے رفع نہیں ہوتی تھی "مجھہ پاس آؤ"۔ دعوت

کے الفاظ تھے اور وہ بخوشی تمام اُن کو قبول کرتا لیکن کیا ہوا؟ یہہ مشکل تھا کہ وہ اس دعوت کو قبول کرتا اور پھر پوری پوری فرمانبرداری نہ کرتا۔ شاید شیبورانی دونوں باتیں کر سکتی یعنی دعوت قبول کرتی اور پھر دعوت دہندہ کی پورے طور سے فرمانبردار ہوتی لیکن وہ فرمانبرداری کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھتی تھی۔ پھر ہٹن لال نے اُس کاغذ کے باقی حصہ پر نظر کی۔ جو کچھہ وہاں لکھا تھا وہ اُسے دیکھنا نہیں چاہتا تھا تو بھی اس کی نظر گویا زبردستی اُس تحریر پر پڑی پس اُس نے جو الفاظ اپنی بہن کو بار بار پڑھکر سنائے تھے پھر پڑھے۔ ان الفاظ سے اُسے اپنی ہی مجرمانہ حالت نظر آئی کیونکہ یوں مرقوم تھا کہ "اگر اِس گنہگار نسل کے سامنے کوئی شخص میرے نام اور کلام سے شرمائیگا تو ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتگان کے ساتھہ آئیگا اُس سے شرمائیگا"+

بہرحال ہٹن لال ایک ایسے شخص کو جانتا تھا (یعنے اپنے آپ کو) اُس نے شیبورانی سے کہا تھا کہ "میں یہہ خیال نہیں کر سکتا کہ تم یسوع مسیح سے شرماتی ہو"۔ واقعی وہ شیبورانی کی نسبت ایسا خیال نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ اِس بات کو بخوبی جانتا تھا کہ اگر شیبورانی کو یہہ کہا جاوے کہ تمہارے لئے یسوع مسیح کا علانیہ اقرار کرنا ضروری ہے تو وہ ضرور کریگی۔ وہ اپنے دل میں قائل ہوا کہ جس بات

کا شیورانی کمال دلیری سے اقرار کرسکتی ہی میں مرد ہوکر بزدل لڑکی کے برابر بھی جرأت و دلیری نہیں رکھتا اور علانیہ اقرار سے ہچکچاتا ہوں۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی اُس کے دل میں یہہ خیال بھی آیا کہ شیورانی نے سدرسن داس کی طرح تائید غیبی حاصل کی ہی۔ اُس نے خداوند یسوع مسیح سے ایک رشتہ حاصل کیا ہی اور اُس سے وہ نئی زندگی پائی ہی جس سے میں بالکل بے بہرہ ہوں پٹن لال یہہ بھی جانتا تھا کہ مجھے یہہ نئی زندگی اور قوت کیوں نہیں ملی۔ ہاں۔ اُسے یہہ زندگی کیونکر مل سکتی تھی جبکہ اُسکے اور "میرے پاس آؤ" کے کہنے والے کے درمیان ایک بیجا خوف کی دیوار تھی۔ جبکہ وہ ڈرتا تھا کہ اگر میں مسیح کا اقرار کروں تو میرے ہموطن مجھے ایک حقیر نام سے نامزد کرینگے اور عیسائی یا کرانی کہینگے؟

اس تنہائی میں پٹن لال بالکل قائل ہوگیا اور اُس نے بخوبی معلوم کیا کہ میں انہیں لوگوں میں سے ایک ہوں جن کے حق میں مسیح نے یہہ کہا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے شرمائیگا الخ۔ وہ خوب جانتا تھا کہ میں اپنے دل میں تو یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا اور دنیا کا نجات دہندہ مانتا ہوں لیکن اِس بات کا علانیہ اقرار کرنے سے شرماتا اور ڈرتا ہوں +

پھر پٹن لال کے خیالات ذرا اور آگے بڑھے اور اُس نے خیال کیا کہ میں اُن میں

سے بھی ہوں جن سے مسیح جب اپنے جلال میں آئیگا تو شرمائیگا اور اُن کا انکار کریگا۔ جو کچھ شیورانی نے خواب میں دیکھا تھا وہ سب کچھ پٹن لال نے گویا کھلی آنکھوں اور بیداری کی حالت میں دیکھا۔ چنانچہ اُس کے سامنے یہہ نظارہ پیش آیا کہ ابن آدم آرہا ہی لیکن اُس پہلی طرز پر اپنے شاہانہ جاہ جلال سے خالی ہوکر اور خاکساری سے خادم کی صورت اختیار کرکے نہیں بلکہ اپنے باپ کے جلال میں نورانی فرشتگان کے انبوہ کے ساتھ اُس روز اُس عظیم الشان موقع پر اُس نے خیال کیا کہ میرا دوست سدرسن داس خاص عزت حاصل کریگا اور میری بہن کو بھی خداوند قبول کریگا اور اُس کا اقرار کریگا لیکن ابن آدم مجھ سے شرمائیگا اور میرا انکار کریگا۔ کیونکہ جب مینے لوگوں کے سامنے اُس کا اقرار نہیں کیا تو اب وہ اگر میرا انکار کرے اور مجھے رد کردیگا تو میرے لئے کوئی شکایت کا موقع نہیں ہی +

پھر وہ یوں سوچنے لگا کہ اگر میں اب مسیح کا اقرار کرنے کا مصمم ارادہ کروں اور اُس کے نام کے اقرار سے نہ شرماؤں اور اُس کی اس دعوت کا جو "مجھ پاس آؤ" میں پائی جاتی ہی شنوا ہوؤں اور اُس کے تمام احکام کی بجا آوری کے لئے مستعد اور تیار ہوجاؤں اور اُس کوہ کلوری کے مصلوب خداوند کو اپنا خداوند اور مالک تسلیم کروں تو پھر کیا ہوگا؟ اگر میں خود مسیح کا اقرار کروں تو کیا شیورانی کو علانیہ اقرار

کرنے سے روک سکتا ہوں؟ وہ صاف دیکھ سکتا تھا کہ میرے وعدہ سے آزاد ہو کر اور میرے نمونہ کو دیکھ کر وہ کیا کریگی۔ اگر ایسا ہوا تو پھر بھائی کا کیا حال ہوگا جس سے اس طرح بہن اور بھائی دونوں چھن جائینگے؟ پٹن لال خوب جانتا تھا کہ بہاری لال اپنے آبائی مذہب کا کیسا پابند ہے اور اُس کے ترک کرنے کو وہ کیسا بُرا سمجھتا ہے اور آباؤ اجداد کی قدیم رسومات کی کیسی اندھا دھند پیروی کرتا ہے +

اب ایک اور تصویر اُس کے پیش نظر آموجود ہوئی اُس نے بسا اوقات اِس کا بیان پڑھا تھا لیکن اب کیا دیکھتا ہے کہ وہ جو ہر طرح کی عزّت و تعریف کا مستحق تھا حقیر و ذلیل کیا گیا ہے۔ جسے کبھی کسی طرح کی اذیت برداشت کرنے کی ضرورت نہ تھی صلیب پر جانکنی کے عذاب میں مبتلا ہوا اور پھر واپس آنے والا ہے اور مرنے اور دُکھ اُٹھانے کے لئے نہیں بلکہ بادشاہی کرنے اور جلال پانے کے لئے یہہ وہی شخص تھا جو پٹن لال کو اپنے پاس بلاتا تھا +

چنانچہ پٹن لال خیال کرنے لگا کہ اب میں حال کی عزّت کا خیال کروں یا استقبال کی عزّت کا؟ مسیح کو اختیار کروں یا بہاری لال کو؟ حال کی بےعزتی اور استقبال کی عزّت یا حال کی عزّت اور استقبال کی بے عزّتی اور شرم و ندامت؟

حال اور استقبال دونوں کو وہ کسی طرح سے حاصل نہیں کر سکتا تھا اور یہہ بات بالکل صاف تھی کہ اُسے کسکا خیال کرنا زیادہ لازم و ضروری تھا +

اب چراغ کی روشنی کسی قدر مدہم پڑگیئ اور رفتہ رفتہ اِدھر اُدھر سے شور و غل کی آوازیں بھی آنی بند ہو گئیں لیکن پٹن لال بیٹھا اس بھاری سوال پر غور و فکر کر رہا تھا۔ یہہ سوال اُسے ایسا ضروری اور بھاری معلوم ہونے لگا کہ بغیر فیصلہ کئے اُسے اُٹھنا محال ہو گیا اور وہ نہایت مشکل میں تھا کہ کیا جواب دیوے اور کیا اختیار کرے مسیح یا بہاری لال؟ حال کا نقصان اور آیندہ کا نفع اور آیندہ کا نقصان؟ +

وہ دونوں آیتیں جو ایک کاغذ پر چھپی ہوئی تھیں اب اُسے یوں اکٹھی نظر آنے لگیں +

"مجھ پاس آؤ۔ اگر کوئی آدمی میرے نام اور کلام سے شرمائیگا تو ابن آدم بھی اُس سے شرمائیگا" +

چراغ بُجھ گیا اور ہر طرف ہر طرح سے خاموشی چھائی ہوئی تھی لیکن پٹن لال کے دل میں سخت لڑائی ہو رہی تھی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور نہ بتا سکتا ہے کہ اس بھاری جنگ میں پٹن لال نے شکست کھائی یا فتح حاصل کی +

باب ۱۶

ایک زندگی تمام ہوئی

چونکہ بہاری لال کے گاؤں میں شاذ و نادر ہی کبھی تار خبر آیا کرتی تھی اس لئے اِس سے ایک طرح کی گھبراہٹ پیدا ہوئی یہہ پہلا موقعہ تھا کہ بہاری لال کے نام تار آیا۔ چنانچہ اُس نے کچھ حیرانی کی حالت میں لفافہ کھولا۔ اِس سے اُسے کچھ صاف بات معلوم نہ ہوئی کیونکہ اُس میں کل جمع صرف یہہ تین الفاظ تھے کہ "فوراً چلے آؤ"۔ بغیر اس کے کہ بھیجنے والے کا نام دیکھے اُس نے فرض کرلیا کہ یہہ تار ضرور میرے بھائی کی طرف سے ہی کیونکہ اور کون تھا جو اُسے تار دیتا؟ پھر اُس نے طاعون کا خیال کیا اور اندیشہ کرنے لگا کہیں پٹن لال طاعون میں مبتلا نہ ہوگیا ہو۔ اس خوف سے اُس کا کلیجہ دھڑکنے لگا۔

وہ پٹن لال کو بہت پیار کرتا تھا اور کیا اُس نے اس بات پر زور نہیں دیا تھا کہ وہ شہر چھوڑ کر گاؤں میں آرہے؟ پھر اُس نے اپنے تئیں یوں تسلی دی کہ اگر پٹن لال کو طاعون ہوتا تو اُس میں تار دینے کی ہمت کہاں سے ہوتی۔ یہہ نہیں ہوسکتا۔ ضرور کوئی اور بات ہوگی +

تار ملنے کے دو گھنٹے بعد وہ اپنے بھائی کے مکان پر پہنچا۔ پیشتر اس کے کہ وہ دروازہ کھولے دیکھتا کیا ہی کہ بہت سے لوگ دروازہ پر کھڑے ہیں اور اُن میں ایک پولیس کا سپاہی ہی۔ پھر ایک بنیا جو سامنے کے مکان میں رہتا اور بہاری لال کو جانتا تھا پاس آکر کہنے لگا کہ اچھا ہوا آپ آگئے۔ میں نے پولیس مین سے بہت کچھ کہا سُنا اور بمشکل اُسے اِس بات پر رضامند کیا کہ آپ کے آنے تک انتظار کرے۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ آپ سب سے پہلے خود گھر کے اندر داخل ہونا پسند کرینگے" +

بہاری لال کچھ حواس باختہ سا ہوگیا اور اِس بات کو مطلق سمجھ نہیں سکتا تھا کہ میرے بھائی کے گھر میں میرے اوّل داخل ہونے کا کیا مطلب ہی؟ اتنے میں بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور پولیس مین نے آگے بڑھکر بہاری لال سے کہا کہ "مکان اندر سے بند ہی۔ ہم نے ہر چند آوازیں دیں لیکن کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس سے ہمیں اندیشہ ہی کہ ضرور کوئی حادثہ وقوع میں آیا ہی۔ سرکار کی طرف سے ہمیں حکم ہی کہ جس مکان کی نسبت اس قسم کا شک ہو اُسے کھول کر دیکھیں لیکن ہم نے آپ کے آنے تک انتظار کیا ہی" +

بہاری لال نے کہا "میرا بھائی ضرور کہیں باہر گیا ہوا ہوگا۔ وہ اس وقت

کبھی گھر نہیں ہوتا۔ اُس نے باہر ہی سے دروازہ بند کر دیا ہوگا۔ اگر وہ کہیں گیا ہوا ہی تو ضرور کوئی نوکر حاضر ہوگا"+

اِسپر بنئیے نے کہا "آپ کا یہہ خیال ٹھیک نہیں ہی کل شام کیوقت پٹن لال نے خود مجھہ سے بیان کیا تھا کہ نوکر ڈر کر بھاگ گیا ہی اور آج اپنے ہاتھہ سے کھانا پکانا پڑیگا"+

اِس سے بہاری لال کا دل فکر و تشویش سے بھر گیا اگرچہ اُس نے اسکا بہت کچھہ اظہار نہ کیا اور ظاہری لاپروائی سے کہا "مجھے مطلق یقین نہیں کہ پٹن لال اندر ہی۔ پر اگر وہ ہی بھی تو ضرور سو رہا ہوگا۔ بہر حال دروازہ کھولکر دیکھنے میں کچھہ نقصان نہیں ہی کسی قفل توڑنے والے کو بلوا لیجئے"+

اس میں کچھہ دیر نہ لگی۔ فوراً دروازہ کھولا گیا اور بہاری لال دو پولیس مین مذکورہ بالا بنئیے اور چند دیگر آدمیوں کے ساتھہ اندر داخل ہوا۔ صحن اور برآمدہ بالکل سنسان تھا یہہ سب کے سب سیڑھیوں کی راہ سے بالاخانہ پر گئے لیکن وہاں بھی کوئی نہ تھا+

بہاری لال نے کسی قدر تسلی پذیر ہوکر کہا۔ "میں نے کہا نہ تھا کہ وہ اسوقت گھر میں نہیں ہوتا"؟ اتنے میں بنیا اُس کمرہ میں داخل ہوا جس میں پٹن لال

اکثر اپنا وقت صرف کیا کرتا تھا۔ میز پر کاغذات اور کتابیں بے ترتیب پڑی تھیں اور فرش پر کچھہ سبزی پکانے کے لئے تیار کی ہوئی رکھی تھی۔ ایک گوشہ میں ایک چارپائی تھی اور اُسپر ایک بے حِس حرکت لاش تھی۔ آہ! یہہ پٹن لال تھا۔ یا یوں کہئے کہ جو پٹن لال کہلاتا تھا اب یہی کچھہ اُس سے باقی رہگیا تھا۔ جو پہلے اِس کمرہ میں داخل ہوا تھا وہ یہہ دیکھتے ہی چلا اُٹھا۔

بہاری لال جلدی سے آگے بڑھا اور اپنے پیارے بھائی کے پاس جا کھڑا ہوا لیکن پٹن لال نے اُس کی کچھہ پروانہ کی۔ جب بہاری لال نے معلوم کیا کہ اُس کا عزیز بھائی فوت ہوگیا اور سوائے مشتِ خاک کے اُس سے اور کچھہ باقی نہیں رہا تو اُس نے نہایت درد سے آہ ماری+

فرد۔ گر بپیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست + ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مُرد

بہاری لال کو کچھہ معلوم نہ تھا کہ پٹن لال نے کس طرح اُس کی خاطر اور اُسے خوش رکھنے کی غرض سے عرصہ دراز تک ابدی نجات کو حاصل کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھا۔ اب وہ ہونٹ جن پر موت نے مُہر لگا دی کبھی اِن بھید کی باتوں کو ظاہر نہیں کرسکتے۔ بہاری لال پٹن لال کی اُس روحانی لڑائی سے جو تنہائی میں وقوع میں آئی بالکل ناواقف تھا۔

کیونکہ اب ہٹن لال ایسی جگہ چلا گیا جہاں سے بازگشت ناممکن ہی۔ اور اُس کے بھید اور راز ہمیشہ کے لئے پوشیدہ رہینگے +

ہٹن لال کے چہرہ پر نظر کر کے ایک پولیس مین نے کہا "آہ! یہہ اِسی ہولناک مرض سے موا ہی جب سے ہم نے دروازہ بند دیکھا اُسی وقت سے ہمارا یہی خیال تھا" +

بہاری لال نے غم کو ضبط کر کے بولنے کی طاقت پائی اور کہا یہہ کیونکر ہوسکتا ہی؟ کیا کل وہ زندہ اور بالکل صحیح و سلامت نہیں تھا"؟

پولیس مین نے کہا "آجکل یہہ کچھہ عجیب بات نہیں ہی اب تو اس طرح آناً فاناً مر جانا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہی۔ یہہ بیماری کچھہ عجیب طرح کی ہی۔ خدا جانے اِس کا نتیجہ کیا ہوگا بعض مریض کئی کئی روز تک لٹکتے رہتے ہیں اور بعض کا یہہ حال ہوتا ہی کہ آج بیمار ہوئے اور کل چل بسے۔ ہم نے اس سے پیشتر بھی اس قسم کی بہت سی وارداتیں دیکھی ہیں" +

پس اسطرح سے ہٹن لال کی زندگی کا خاتمہ ہوا اگر ہٹن لال کو انسانی خوف زندگی کے اعلیٰ مدارج و مقاصد کے حصول سے باز نہ رکھتا تو اُس کی زندگی خدا کے جلال اور ابدیت کے لئے بسر ہوتی" +

جب یہہ وحشت اثر خبر آناً فاناً منتشر ہوئی تو بہت سے لوگوں کے دل غم و رنج سے بھر گئے۔ سدرسن داس نہایت ہی غمزدہ اور مایوس ہوا۔ اُس نے مدت سے اپنے دل میں یہہ ٹھانی ہوئی تھی کہ خدا کے فضل سے اُسے مسیح کے لئے حاصل کرونگا۔ اب وہ یکایک اُٹھا لیا گیا اور ایسی جگہ پہنچا دیا گیا جہاں سدرسن داس کی رسائی نہ تھی +

لیکن جب یہہ خبر املین تک پہنچی تو اُس نے کہا کہ کون جانتا ہی کہ اُس کے دل میں آخری وقت میں کیا کیا گذرا؟ اگر کسی کتاب میں لکھا ہوا نہ ہوتا تو کون یقین کرتا کہ جو چور ہمارے خداوند کے ساتھہ مصلوب ہوا اُس نے خداوند کے پاس بہشت میں جگہ پائی؟ میں تو بعض اوقات خیال کرتی ہوں کہ اُس چور کی حکایت ہمیں اِس لئے سُنائی گئی ہی تاکہ ہم جانیں کہ خداوند یسوع مسیح کس قدر جلدی اور عجیب طور سے جبکہ خیال بھی نہیں کرسکتے اپنا کام کرتا ہی اور جن کی بظاہر کوئی امید نہیں ہوتی اُنہیں کامل نجات بخشتا ہی۔ یہہ روحانی دنیا کی ایک جھلک سی ہی" +

سدرسن داس نے غمزدگی سے کہا "فرض کیا کہ وہ مسیح کی طرف رجوع بھی لایا اور اُس نے نجات بھی پائی لیکن اُس نے نہ اپنی زندگی مسیح کی

رضاجوئی میں صرف کی اور نہ اس کی کچھ خدمت کی - وہ تو مسیح کا ایک بڑا بھاری گواہ بن سکتا تھا - میں تو خیال کرتا ہوں اُس نے بہت کچھ کھودیا اور کلیسیا کا بھی بڑا بھاری نقصان ہوا +

املین نے کہا ہاں بیشک بعض بہت کثرت سے فضل پاتے ہیں اور بعض صرف نجات کی تسلی حاصل کرتے ہیں. اگرچہ یہہ امید رکھنا مشکل ہے کہ پٹن لال مقدم الذکر جماعت میں شامل نہ ہو تو بھی ممکن ہے کہ وہ مؤخر الذکر جماعت میں شامل ہو +

شبورانی کے لئے پٹن لال جیسے عزیز اور پیارے بھائی کی موت ایک ناقابل برداشت رنج و غم کا باعث تھی - اُس نے ابھی مسیحی دین کے متعلق بہت کچھ نہیں سیکھا تھا اور اِس بات سے بالکل ناواقف تھی کہ اُس کی روشنی کے سامنے موت کے سایہ کی تاریکی بھی نہیں ٹھہر سکتی اور اُس کے حیات بخش لمعانِ انوار سے غم کا کُچلا ہوا دل بھی تروتازہ اور منور ہو سکتا ہے - چونکہ شیورانی کا شوہر اور عزیز بچے اِس سے پیشتر ہی راہیان ملک عدم ہو چکے تھے اِس لئے وہ اپنے بھائی کی موت پر نہایت ہی غمزدہ اور نڈھال ہو گئی کیونکہ بنظرِ ظاہر اُسکا آسرا سہارا جو کچھ تھا پٹن لال ہی تھا +

اب وہ دن قریب آرہا تھا جبکہ شیورانی نے معلوم کیا کہ چونکہ مسیح زندہ ہے اِس لئے جو اُسپر ایمان لاتے ہیں وہ بھی اُسکے ساتھ زندہ رہینگے - اور جبکہ اُس نے صلیب پر جان دی تو تمام ایمانداروں پر آسمان کی بادشاہت کی راہ کھول دی - بعد میں شیورانی نے یہہ بھی سیکھا کہ جس بھائی نے مجھے کہا تھا کہ مسیح پر پوشیدہ ایمان رکھو تو رکھو لیکن علانیہ اقرار نہ کرو وہ خود در پردہ مسیح پر ایمان رکھتا تھا +

مسٹر سنگھ کے گھر میں جب چھوٹی سی جماعت میں اس موت کا ذکر ہوا تو حاضرین کے ایمان کی بڑی سخت آزمائش ہوئی - کیونکہ وہ پٹن لال کے لئے بہت دعا کیا کرتے تھے اور اب ایسا معلوم ہوا کہ گویا اُنکی دعائیں قبول نہیں ہوئیں - اس موقعہ پر اُنہیں یاد دلایا گیا کہ وہ دن غالباً جلد آنیوالے ہیں جبکہ اُنہیں معلوم ہوگا کہ اُنکی سُنی گئیں اور قبول ہوئیں - کیونکہ اس بات کو کون جانتا تھا کہ جو اُن کے درمیان سے اِس طرح یکایک اُٹھا لیا گیا اُس کے دل میں آخری وقت میں کیا کیا گذرا؟ پھر اُنہوں نے دُعا کی کہ کسی نہ کسی طریقہ سے جسکو ہم سمجھ سکیں یہہ بات ظاہر ہو کہ اس اچانک موت سے خدا کا جلال ظاہر ہوگا - اِس دُعا کے جواب کے لئے اُنہیں بہت دیر تک انتظار نہ کرنا پڑا +

باب ۱۷

سلامتی کا مقام

سندری نے اپنے لکھنے پڑھنے میں بہت جلد ترقی کی اُس میں قابلیت کی کمی تو تھی ہی نہیں۔ پس جب دل لگاکر محنت شروع کی تو حیرت افزا ترقی نظر آئی۔ سبق کے بعد بہت کچھ گفتگو بھی ہوا کرتی تھی کیونکہ سندری ابھی پورے طور سے خدا کی بادشاہت میں داخل ہی ہوئی تھی اور بہت سی باتیں اُسے سیکھنی ضرور اور باقی تھیں۔ اُس کی اُستانی کی دلی آرزو اور خواہش تھی کہ وہ جس نئے ملک میں داخل ہوئی ہے اُس کی دولت اور خوبصورتی کو پہچانے اُس کی ہریالی چراگاہوں میں آرام و آسایش حاصل کرے اور آبحیات بخش کی ندیوں سے اپنی تشنگی کو رفع کرے۔ وہ نہایت خوشی سے سندری کی اُس راہ پر ہدایت و رہبری کرتی تھی جس سے اُسکا اپنا گذر ہوا تھا۔ وہ بڑے شوق سے سندری کو اس آسمانی بادشاہت کے بھید اور راز و رموز کی باتیں سمجھاتی تھی۔ سب سے بڑھکر وہ اُسے بادشاہ کے جلال اور اُسکی شان و شوکت کا بیان سُناتی اور سمجھاتی تھی۔ اُس بادشاہ کو جاننا اُس سے محبّت رکھنا ہے اور اُس سے محبت رکھنا اُس کے احکام کو خوشی سے بجالانا اور اُس کی پُوری پُوری اطاعت

و فرمانبرداری کرنا ہے +

ایک دن وہ اُس کی خدمت کرنے کی خوشی کا ذکر کر رہی تھی جس نے اس قدر وفاداری سے اپنے لوگوں کی خدمت کی۔ اور اُسے خوش کرکے بیان کر رہی تھی جس نے اپنی خوشی کی تلاش نہ کی +

سندری نے کچھ غمگین ہوکر کہا کہ میں کیا کر سکتی ہوں؟ مجھ سے اُس کی کیا خدمت ہو سکتی ہے؟ میں تو آپکی طرح عقلمند اور ذہین نہیں ہوں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا کام نہیں ہے جو میں اُس کے لئے کرسکوں؟

ایلین نے متعجب ہوکر کہا "کوئی کام نہیں؟ کچھ بھی نہیں؟ میرے خیال میں آپ کے دو بڑے بھاری کام موجود ہیں" +

سندری نے کہا "مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ آپ ازراہ عنایت وہ کام مجھے بتاویں اور اگر میرے کرنے کے ہونگے تو بڑی خوشی سے کرونگی" +

ایلین نے کہا "پہلی بات یہہ ہے کہ آپ نیک بیوی بنیں جیسی کہ خدا کی مرضی ہے اور دوم آپ عمدہ اور نیک ماں بنیں۔ آپ کا چھوٹا سا خاندان ہی آپ کے لئے ایک چھوٹی سی دنیا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ اُس دنیا میں ہوکر آپ اُسکی خدمت کریں۔ اور جب اس قدر خدمت بجالاوینگی تو پھر شاید وہ آپکو

اور زیادہ خدمت پر بھیجیگا"+

سندری نے کہا "لیکن گھر میں جو کام میرے کرنے کے ہیں وہ تو ایسے چھوٹے چھوٹے ہیں کہ میں خیال کرتی ہوں کچھ بھی نہیں ہیں"+

املین نے جواب دیا کہ وہ ایسے چھوٹے نہیں ہیں کہ خدا اُن کو دیکھ نہیں سکیگا۔ اُس کے ایک اِسی حکم کا خیال کیجئے جو وہ فرماتا ہے کہ (اس موقعہ پر املین نے بائبل اُٹھا کر پڑھنا شروع کیا) خواہ تم کھاتے پیتے یا کچھ اور کرتے ہو۔ تم خدا کا جلال ظاہر کرتے ہو۔ بس خواہ کوئی چھوٹا کام ہو یا بڑا گھر کا کام ہو یا باہر کا ہرگز آپ ایسا خیال نہ کریں کہ وہ کام حقیر اور ناچیز ہے"+

سندری نے کہا۔ "میں اچھی طرح سے اس کا مطلب نہیں سمجھی۔ جو کام میں کرتی ہوں اُن کا خدا کے جلال سے کیا تعلق ہے"؟

املین نے کہا "میں خیال کرتی ہوں کہ جب ہم اپنا کام کاج اچھی طرح سے اور دیانتداری سے کرتے ہیں تو خدا کی عزت و بزرگی ہوتی ہے اور جب اچھی طرح سے نہیں کرتے تو اُسکی بےعزتی ہوتی ہے۔ اگر کوئی آپکو اچھی طرح پڑھتی ہوئی سُنے تو ضرور کہیگا کہ آپ کی اُستانی ضرور کوئی لائق اُستانی ہے اور اِس سے میری عزّت ہوگی لیکن اگر آپ اچھی طرح نہ پڑھیں بلکہ ہر طرح سے غلطیاں کریں تو ضرور یہی کہا جائے کہ کوئی نالائق

اُستانی پڑھاتی ہے اور اس سے میری بےعزتی ہوگی"+

سندری نے کہا "چونکہ میں آپ کو پیار کرتی ہوں اور آپ مجھ پر بڑی مہربان ہیں۔ میں ہمیشہ سب لوگوں سے آپ کی تعریف ہی سُننا چاہتی ہوں"+

"ہاں بیشک یہی بات ہے۔ جس قدر زیادہ ہم اپنے خداوند سے محبت رکھتے ہیں اُسی قدر زیادہ ہماری یہہ خواہش ہوتی ہے کہ اور لوگ بھی اُس سے محبت رکھیں اور جانیں کہ وہ کسقدر مہربان ہے۔ پر لوگ ہمارے خداوند کو تو نہیں دیکھتے۔ وہ ہم کو دیکھتے ہیں اور اسی سے وہ اُسے پہچانتے ہیں"+

سندری نے پھر کہا کہ "میں تو بالکل نادان اور بیوقوف ہوں۔ میں دیکھتی ہوں میرے اور آپکے گھر میں بڑا فرق ہے لیکن میں یہہ نہیں جانتی کہ اس گھر کو کس طرح آپکے گھر کی مانند بناؤں۔ پھر آپ کی اولاد بہت ہی نیک اور فرمانبردار ہے اور میری اولاد نہایت شریر اور نافرمانبردار لیکن اُس کا کوئی کافی علاج میری سمجھ میں نہیں آتا"+

املین نے جواب دیا "میرے خیال میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آپ یہہ کام شروع کریں کہ ہر روز پہلے خدا سے دعا کیا کریں تاکہ وہ آپ کو بتا دے کہ آپ کس طرح اُسے خوش کر سکتی ہیں۔ آپ یہہ بات خوب یاد رکھیں

کہ وہ آپ سے دور نہیں بلکہ ہمیشہ قریب ہی اور جب کبھی آپ کو کسی طرح کی مدد اور صلاح ومشورت کی ضرورت ہو تو نہایت مناسب ہی کہ آپ اُسی کے حضور میں عرض کریں اگر میں دن بھر آپ کے گھر میں رہوں تو امید ہی کہ آپ بار بار مجھہ سے بہت سی باتوں میں صلاح مشورے طلب کرینگی" +

آپ بالکل درست فرماتی ہیں لیکن جب میں آپ سے ذرا ذرا سی باتوں میں صلاح لونگی اور اُنکے متعلق سوالات کرونگی تو ضرور مجھے یہہ تو معلوم ہوگا کہ آپ میری باتوں سے خفا نہیں ہونگی مگر ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے میں خدا کے حضور جانے کی کس طرح دلیری کر سکتی ہوں" +

املین نے کہا "تمہارے سر کے بال بھی گنے ہوئے ہیں"۔ "میں نہیں جانتی کہ بال سے چھوٹی کونسی چیز ہوگی کیا آپ کسی بال سے چھوٹی چیز کا نام بتا سکتی ہیں"؟

اسپر سندری نے کہا "کیا اب آپ مہربانی سے مجھے بتا سکتی ہیں کہ آپ کے خیال میں وہ کونسی باتیں ہیں جن کا کرنا مجھہ پر فرض ہی"؟

جب سندری نے یہہ درخواست کی تو املین نے فوراً جواب دیا اور کہا کہ اُسے سب سے پہلے اپنے گھر کی حالت سدھارنی بہت ضرور ہی۔ پھر اُس نے

مسکرا کر کہا کہ "میں اب اسی وقت ساری باتیں آپ کو نہیں بتاؤنگی۔ رفتہ رفتہ تھوڑی تھوڑی حسب موقعہ آپ کو بتاتی جاؤنگی" +

جب بچوں کا ذکر ہونے لگا تو معلوم ہوا کہ یہہ ایک نہایت مشکل معاملہ ہی سندری نے اپنے بچپن میں کبھی فرمانبرداری نہیں سیکھی تھی اور وہ اپنے بچوں کو فرمانبرداری سکھلانے کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ اور اگر وہ ضرورت کی اقراری اور قائل ہوا ور اُسے محسوس بھی کرے تو مشکل کا پہاڑ بہت ہی بھاری نظر آتا تھا +

سندری نے کہا کہ "جب وہ میرا کہنا نہیں مانتے تو میں انہیں پیٹتی ہوں پہلے تو وہ رونے لگتے ہیں لیکن آخرکار جو کچھہ میں کہتی ہوں کرتے ہیں" +

اِس پر املین نے کہا کہ "کیا یہہ نہایت ہی عمدہ بات نہ ہوگی اگر وہ بغیر مار کھانے اور پیٹے جانے کے آپکا حکم مانیں اور آپ کو اُن کا رونا چلانا بھی نہ سننا پڑے"؟

سندری نے کہا "یہہ تو وہ ہرگز نہیں کرینگے۔ آپ کے بچوں کے سوا میں نے تو کبھی ایسے بچے دیکھے ہی نہیں جو ایک مرتبہ کہنے سے حکم مان لیتے ہوں" +

بس جب میرے بچے فوراً حکم مانتے ہیں تو کیا یہہ آپ کی اولاد کے لئے

کوئی ناممکن بات قرار دیجا سکتی ہے؟ آپ کی لڑکیاں ایسی پیاری پیاری معلوم ہوتی ہیں کہ اگر انہیں سکھایا جاوے تو مجھے کامل یقین ہے کہ حکم ماننا سیکھ جائینگی"۔

اسپر سندری نے ایک آہ کھینچی اور خیال کیا کہ مجھے طمانچے مارنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ وہ کس طرح موقوف ہوگی اور کیونکر صبر و برداشت اور فرمانبرداری سکھا سکونگی۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ "میں تو ایسا خیال نہیں کرتی"۔

عین اس موقعہ پر دونوں لڑکیاں بھاگتی ہوئی اندر آئیں۔ املین کی صلاح کے مطابق یہہ دونوں ہر روز ایک نزدیک کے مدرسہ میں ایک گھنٹہ کے لئے جایا کرتی تھیں۔

املین کو دیکھتے ہی دونوں چلا اُٹھیں کہ "ہمیں کہانی سُناؤ"۔ کہانی سُنانا بہت ہی لطف کی بات ہوا کرتی تھی۔ یہہ بتانا مشکل ہے کہ سُننے والیاں زیادہ محظوظ ہوتی تھیں یا سنانے والی زیادہ لُطف اُٹھاتی تھی۔

املین نے کہا "پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم مدرسہ میں محنتی اور خوب فرمانبردار رہی ہو یا نہیں"۔

اِسپر شانتی نے تو آنکھیں نیچے کرلیں لیکن موتی نے فوراً کہا کہ "میں تو مدرسہ میں بہت فرمانبردار رہی ہوں لیکن شانتی فرمانبردار نہیں تھی۔ وہ اپنا

سبق یاد نہیں کرتی تھی اور اُستانی کہتی تھی کہ وہ بڑی نافرمانبردار اور شریر لڑکی ہے"۔

املین نے شانتی کو اپنے نزدیک کرکے پوچھا "کیوں شانتی یہہ کیا بات ہے؟"

اُس نے بڑے استقلال سے کہا "میں تو کبھی ماں کا حکم بھی نہیں مانتی۔ اُستانی کا کہا کیوں مانوں؟ اگر وہ مجھے مارنا چاہتی ہو تو بیشک مارلے۔ ماں بھی تو مارتی ہے لیکن میں کچھہ پروا نہیں کرتی۔ صرف پیچھا چھڑانے کے لئے رو پڑتی ہوں"۔

املین اور سندری نے ایک دوسری پر نظر کی اور پھر املین نے کہا "خیر میں تمہیں ایک کہانی سُناتی ہوں اور جب تم سُن چکوگی تو میں یہہ بھی بتاؤنگی کہ میں کس غرض اور کس مطلب سے تمہیں کہانی سُنائی"۔

حکایت۔ کہتے ہیں کہ ایک گڈریئے کے پاس بہت سی بھیڑیں تھیں اور وہ اُن سب کی بہت اچھی طرح سے چوپانی اور حفاظت و نگہبانی کرتا تھا۔ بعض بھیڑیں بڑی بڑی تھیں اور بعض چھوٹی چھوٹی۔ بعض تو ہمیشہ اپنے چوپان کی فرمانبرداری کرتی تھیں اور جدھر وہ لیجانا چاہتا تھا اُسی طرف اور اُسی راستہ پر جاتی تھیں لیکن بعض ہمیشہ اپنی مرضی پر چلنا چاہتی تھیں اور اُس کی مرضی کے برخلاف کسی دوسری راہ پر جانے کی کوشش کرتی تھیں۔ چونکہ

اپنی بھیڑوں کو بہت پیار کرتا تھا اور ہمیشہ اُنہیں عمدہ سے عمدہ ہریالی چراگاہوں
میں لیجانا چاہتا تھا لیکن بعض بیوقوف اور ناشکرگذار بھیڑیں خیال کرتی تھیں
کہ ہم چوپان سے زیادہ دانا ہیں۔ چنانچہ وہ ہمیشہ کسی دوسری راہ پر جانے کی
کوشش کرتی تھیں۔ اُن بھیڑوں میں بہت سے چھوٹے لیلے بھی تھے اور اُن
میں سے دو اپنے مہربان چوپان کو بہت تکلیف دیتے تھے۔ وہ اُس شفیق
چوپان کی کچھ نہیں سُنتے تھے اور اپنی مرضی کے موافق بے تحاشا اِدھر اُدھر
کُھدکتے پھرتے تھے یہانتک کہ بعض اوقات موت کے خطرہ میں پڑجاتے
تھے ٭

ایک دن چوپان اپنی تمام بھیڑوں کو ایک نہایت عمدہ اور سرسبز چراگاہ میں
لیجانا چاہتا تھا لیکن اُن دونوں چھوٹے لیلوں نے وہاں جانا پسند نہ کیا
بلکہ ایک بالکل مختلف جگہ اپنی چراگاہ کے لئے تجویز کی۔ آخرکار چوپان نے
دق ہوکر اُن لیلوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔ پہلے پہلے تو اُنہوں نے جانا
کہ اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ طور پر اِدھر اُدھر پھرنا بڑی خوشی کی بات ہے
لیکن تھوڑی دیر بعد وہ نہایت تھک گئے اور گھر یاد آنے لگا ٭

اب اُنہوں نے چاروں طرف نظر کی اور دیکھا کہ ہم کہاں ہیں۔ یہہ ایک

نہایت ہی ویران اور سنسان جگہ تھی۔ وہاں ہری گھاس کا نام و نشان تک
نہ تھا بلکہ ہر طرف چٹان اور پتھر نظر آتے تھے۔ وہاں کوئی ٹھنڈے پانی کا
چشمہ نہ تھا جس سے وہ اپنی پیاس بجھاتے۔ جب وہ حیران و پریشان ہوکر
کھڑے دیکھ رہے تھے کہ کدھر جاویں اُنہوں نے ایک ہولناک آواز سُنی
اور کانپ اُٹھے یہہ کسی جنگلی درندے کی آواز تھی۔ اب اُن چھوٹے لیلوں نے
معلوم کیا کہ ہم نہایت خطرہ کے مقام میں ہیں اور اِس جگہ ہمارا کوئی محافظ
و نگہبان نہیں ہے۔ اب وہ اپنے مہربان چوپان کی آواز سننے کے نہایت مشتاق
تھے۔ اگر اب اِنہیں وہ شفیق چوپان نظر آتا تو وہ اُس کی فرمانبرداری کرنے
اور اُس کے پیچھے چلنے کے لئے بالکل تیار تھے لیکن چوپان اب اُن سے
بہت دور تھا۔ جس قدر خوف و دہشت کی اُنہیں برداشت کرنی پڑی ہیں
اُس کا پورا پورا بیان تمہیں کس طرح سُناؤں؟ وہ جنگلی درندوں کی خوفناک
گرجوں اور دھاڑوں سے متوحش ہوکر اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے۔
کانٹےدار جھاڑیوں میں بار بار گرنے سے زخمی اور گھایل تھے۔ پتھریلی ناہموار
راہوں میں آوارہ پھرنے سے اُنکے پاؤں سے خُون جاری تھا۔ آخرکار وہ اِس
قدر زخمی اور ماندہ ہوگئے کہ آگے چلنے کی بالکل تاب نہ رہی اور مایوس ہوکر

زمین پر لیٹ گئے۔ اب اُن کے لئے کوئی اُمید باقی نہ تھی۔ جو کچھ خیال میں آسکتا
تھا وہ یہی تھا کہ یا بھوک کے پیاسے وہیں پڑے پڑے مرجاویں یا کوئی
جنگلی درندہ اُنہیں کھا جاوے۔ جب اُنہوں نے اپنی آنکھیں بند کیں تو
خیال کرنے لگے کہ اب اگر ہمارا مہربان چوپان آکر ہمیں بچاوے تو ہم ہمیشہ اُس
کی فرمانبرداری کرینگے جہاں وہ لیجانا چاہے وہیں جاوینگے اور کبھی اپنی
مرضی پر نہیں چلینگے اور اُس کو ہرگز ہرگز کبھی کسی طرح کی تکلیف نہیں دینگے +

آخرالامر وہ مہربان چوپان اِس طرف آیا اُس نے تھکے ماندے اور
زخمی لیلوں کو اُٹھایا اور اُن کے زخم باندھے اور اپنے کاندھے پر اُٹھا کر اُنہیں
گھر لایا۔ اُس روز سے وہ دونوں چھوٹے لیلے ہمیشہ چوپان کے قریب رہنے
لگے اور ہمیشہ اُس کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے تھے" +

دونوں لڑکیوں نے اِس حکایت کو نہایت غور اور توجہ سے سُنا۔ جب
سُنانے والی خاموش ہوئی تو شانتی نے آہستہ سے کہا "کیا جب چھوٹے لیلے
چلے گئے تو چوپان کو کچھ رنج ہوا تھا" +

املین نے جواب دیا "ہاں بیشک اُسے بہت رنج ہوا ہوگا ورنہ وہ اُنہیں
ڈھونڈھتا ہوا اتنی دور اُنکے پیچھے کیوں جاتا" +

موتی نے کہا اگر وہ بھاگ نہ جاتے تو نہ زخمی ہوتے اور نہ کسی طرح کے خوف
وخطر میں پڑتے۔ یہہ تو اُن کا اپنا ہی قصور تھا" +

پھر شانتی نے کہا میں خیال کرتی ہوں کہ "آپ کے خیال میں ہم دونوں
بہنیں اُن چھوٹے لیلوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ ہم وہی بات کرتی ہیں جو ہم
کو پسند ہوتی ہے" +

املین نے کہا "بیشک میرا مطلب یہی ہے۔ نیک چوپان یعنے ہمارا خداوند یسوع
مسیح آجکل دنیا میں اُس طرح سے نہیں پھرتا جس طرح کہ پہلے تھا۔ ہم اُسے
اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھہ سکتے۔ اُس کی آواز بھی نہیں سُن سکتے لیکن
وہ ہر وقت ہمارے پاس ہے اور جب کبھی ہم کسی طرح کی شرارت کرتے ہیں یا
جنکا حکم ماننا ہمیں واجب ہے اُنکی نافرمانبرداری کرتے ہیں تو وہ ایسا خیال
کرتا ہے کہ گویا ہم نے اُسی کی نافرمانبرداری کی ہے" +

اِسپر موتی نے پوچھا "اگر ہم شرارتی ہوں تو کیا ہم اُن چھوٹے لیلوں کی
طرح کچھہ تکلیف اُٹھاوینگے"؟

املین نے کہا "ہاں ضرور کیونکہ ہمارے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ چیز
گناہ ہے اور شیطان ہر وقت شیر ببر کی طرح اس کوشش میں ہے کہ ہمیں نگل جاوے" +

زمین پر لیٹ گئے۔ اب اُن کے لئے کوئی امید باقی نہ تھی۔ جو کچھ خیال میں آسکتا تھا وہ یہی تھا کہ یا بھوک کے پیاسے وہیں پڑے پڑے مرجاویں یا کوئی جنگلی درندہ اُنہیں کھاجاوے۔ جب اُنہوں نے اپنی آنکھیں بند کیں تو خیال کرنے لگے کہ اب اگر ہمارا مہربان چوپان آکر ہمیں بچاوے تو ہم ہمیشہ اُس کی فرمانبرداری کرینگے جہاں وہ لیجانا چاہے وہیں جاوینگے اور کبھی اپنی مرضی پر نہیں چلینگے اور اُس کو ہرگز ہرگز کبھی کسی طرح کی تکلیف نہیں دینگے +

آخرالامر وہ مہربان چوپان اِس طرف آیا اُس نے تھکے ماندے اور زخمی لیلیوں کو اُٹھایا اور اُن کے زخم باندھے اور اپنے کاندھے پر اُٹھا کر اُنہیں گھر لایا۔ اُس روز سے وہ دونوں چھوٹے لیلے ہمیشہ چوپان کے قریب رہنے لگے اور ہمیشہ اُس کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرتے تھے" +

دونوں لڑکیوں نے اِس حکایت کو نہایت غور اور توجہ سے سُنا۔ جب سُنانے والی خاموش ہوئی تو شانتی نے آہستہ سے کہا "کیا جب چھوٹے لیلے چلے گئے تو چوپان کو کچھ رنج ہوا تھا" +

املین نے جواب دیا "ہاں بیشک اُسے بہت رنج ہوا ہوگا ورنہ وہ اُنہیں ڈھونڈھتا ہوا اتنی دور اُنکے پیچھے کیوں جاتا" +

موتی نے کہا "اگر وہ بھاگ نہ جاتے تو نہ زخمی ہوتے اور نہ کسی طرح کے خوف و خطر میں پڑتے۔ یہہ تو اُن کا اپنا ہی قصور تھا" +

پھر شانتی نے کہا "میں خیال کرتی ہوں کہ آپ کے خیال میں ہم دونوں بہنیں اُن چھوٹے لیلوں کی مانند ہیں۔ کیونکہ ہم وہی بات کرتی ہیں جو ہم کو پسند ہوتی ہے" +

املین نے کہا "بیشک میرا مطلب یہی ہے۔ نیک چوپان یعنے ہمارا خداوند یسوع مسیح آجکل دنیا میں اُس طرح سے نہیں پھرتا جس طرح کہ پہلے تھا۔ ہم اُسے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ اُس کی آواز بھی نہیں سُن سکتے لیکن وہ ہر وقت ہمارے پاس ہے اور جب کبھی ہم کسی طرح کی شرارت کرتے ہیں یا جنکا حکم ماننا ہمیں واجب ہے اُنکی نافرمانبرداری کرتے ہیں تو وہ ایسا خیال کرتا ہے کہ گویا ہم نے اُسی کی نافرمانبرداری کی ہے" +

اِسپر موتی نے پوچھا "اگر ہم شرارتی ہوں تو کیا ہم اُن چھوٹے لیلوں کی طرح کچھ تکلیف اُٹھاوینگے"؟

املین نے کہا "ہاں ضرور کیونکہ ہمارے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ چیز گناہ ہے اور شیطان ہر وقت شیر ببر کی طرح اس کوشش میں ہے کہ ہمیں نگل جاوے" +

شانتی نے کہا اگر یہہ بات ہی تو میں تو ضرور خداوند یسوع سے عرض کرونگی کہ مجھے اپنے بازوؤں میں اُٹھالیوے اور ہمیشہ میری حفاظت کرے شیطان کی کبھی مجھہ تک رسائی نہیں ہوگی" +

موتی نے کہا "آج سے ہم بالکل نیک اور فرمانبردار بنینگی۔ کیوں شانتی بنینگی نا؟"

شانتی نے کچھہ تامل کر کے کہا "مَیں نہیں جانتی کہ میں بالکل نیک بن سکتی ہوں۔ لیکن شاید بعض اوقات یا ممکن ہی کہ اکثر اوقات" +

اب املین کو جلد واپس جانا تھا چنانچہ وہ اپنے گھر کو روانہ ہوئی لیکن اُس کی کہانی پریاں اور بیٹیوں کو بہت کچھہ سوچنے کا موقعہ ملا۔ کئی روز تک دونو لڑکیاں نیک چوپان کی نسبت سوچتی رہیں اور خیال کرتی تھیں کہ اگر ہماری روش درست نہ ہو تو اُسے رنج ہوگا چنانچہ اُنہوں نے نیک بننے کی اور ہر امر میں اپنی ماں کی فرمانبرداری کرنے کی کوشش کی +

باب ۱۸

(کیا کیا جاوے؟)

ہٹن لال کی موت کے چند روز بعد اُس کی کتابیں اور دیگر اسباب اُس کے بھائی کے گھر پہنچا دیا گیا۔ جن کتابوں کو شیورانی نے اکثر اپنے بھائی کے ہاتھوں میں دیکھا ہوا تھا اب اُن کے اُلٹ پلٹ کرنے اور اُنہیں اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر اِدھر اُدھر رکھنے میں شیورانی کے لئے غم اور خوشی توام تھے۔ جب شیورانی نے اُس تمام محنت کا خیال کیا جو ہٹن لال نے اُس تمام علم کے حاصل کرنے میں کی تھی جو اب اُس کے ساتھہ ہی فنا ہو گیا تو اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی +

جو کتابیں اور کاغذات شیورانی کے سامنے بکھرے پڑے تھے اُن میں اُسے ایک نہایت قیمتی چیز نظر آئی۔ یہہ وہی کاغذ تھا جس پر شیورانی کی آیات لکھی ہوئی تھیں یہہ آیات اُن دنوں کی یادگار تھیں جو ہٹن لال کے گھر میں شیورانی نے خوشی اور آسودگی میں بسر کئے تھے۔ اب شیورانی از حد رنج و غم سے خیال کر رہی تھی کہ وہ دن پھر نہیں آسکتے۔ اُس غم کے ساتھہ اب

یہہ مایوسی بھی آملی کہ میں کسی طرح سے اُن باتوں کو اب نہیں سیکھہ سکتی جنکے باعث مجھے اس قدر تسلّی و تسکینِ خاطر نصیب ہوئی تھی۔ اب بیچاری کے لئے سوائے اِس کے کہ اپنی باقی ماندہ زندگی بہاری لال کے گھر میں بسر کرے اور کسی طرح کی کوئی امید نظر نہیں آتی تھی اور وہ بہت ڈرتی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو کچھہ مینے سیکھا ہوا ہے وہ رفتہ رفتہ بھول جاوے اور میرا دل پھر پہلے کی طرح اودا اس اور غمزدہ ہو جاوے +

کاغذ کے نظر آنے سے اُس کی اُمید کچھہ تازہ ہو گئی۔ اب کم سے کم کوئی چیز اُس کے قبضہ میں آگئی تھی جسے وہ دیکھہ سکتی تھی اور اپنی آنکھوں کے سامنے رکھہ سکتی تھی۔ اُس کاغذ پر خداوند یسوع مسیح کے منہہ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اب شیورانی نے پختہ ارادہ کیا کہ میں اس کاغذ کو پہلے کی طرح نہیں بلکہ نہایت حفاظت اور خبرداری سے رکھونگی اور کوئی میرے ہاتھہ سے اُسے چھین نہیں سکیگا +

بہاری لال کو اپنے بھائی کی کتابوں کے ملاحظہ اور مطالعہ سے بہت راز کی باتیں معلوم ہوئیں۔ کتابوں میں اُس نے ایک انجیل دیکھی۔ اِس نئے عہدنامہ یا انجیل کی جلد اور حالت سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ ہٹن لال اُسے

خوب پڑھتا رہا ہے۔ علاوہ بریں اور بھی مسیحی دین کی بہت سی کتابیں تھیں۔ بہاری لال خوب جانتا تھا کہ میرا بھائی نئے خیالات کو قبول اور خصوصاً انگریزی خیالات کو اختیار کرنے کے لئے ہمیشہ تیار ہوتا تھا۔ لیکن اُس نے کبھی یہہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ اپنے آبائی دھرم کے سوا وہ کسی دوسرے دین و مذہب کا خیال کرتا تھا یا اُسے کسی غیر مذہب کی ذرا بھی پروا تھی اگرچہ اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے آبائی دین کی رسوم کی بجا آوری میں کبھی سرگرمی نہیں دکھاتا تھا +

بہاری لال نے خیال کیا کہ ہٹن لال کا طاعون سے مرجانا اس سے بہتر ہے کہ وہ عیسائی ہو جاتا۔ یہی خیال تھا جس سے بہاری لال کو اپنے پیارے بھائی کی موت کے بعد کسی قدر تسلّی ہوئی۔ جن کتابوں کی نسبت بہاری لال کو کسی طرح سے شک ہو سکتا تھا کہ اُن کی تاثیر بد ہو گی اور جو کوئی اُن کو استعمال کریگا اُسے نقصان پہنچاوینگی۔ اُنہیں اُس نے نہایت ہوشیاری اور خبرداری سے چن کر الگ کیا اور فوراً جلا دینا مناسب جانا۔ تاکہ اُن کے پڑھنے سے کوئی ناپاک اور بھرشٹ نہ ہو۔ پس ایک ہی گھر میں بہن اور بھائی کے خیالات بالکل مختلف تھے۔ جن چیزوں کی بہن بہت ہی مشتاق تھی اور جو خیال اُسے بہت ہی عزیز تھے بھائی اُن سے سخت کنارہ کش اور متنفر تھا۔ لیکن

اچانک یہہ درمیانی پردہ پھٹ گیا اور دونوں کی دلی حالت ایک دوسرے پر منکشف ہوگئی +

شام کا کھانا بجا اور وہ کھا پی کر فارغ ہوئے - کوئی اور خاص کام نہ تھا اور نہ کوئی ضروری گفتگو تھی جس کے باعث وہ دیر تک اکٹھے بیٹھتے شیورانی کی بھاوجہ کی طبیعت کسی قدر علیل تھی اور وہ سونا چاہتی تھی شیورانی کو بھی کوئی خاص کام نہ تھا - چنانچہ اُس نے اپنا قیمتی کاغذ جس جگہ چھپایا ہوا تھا وہاں سے نکالا اور جو آیات اُسپر مرقوم تھیں اُنہیں آہستہ آہستہ پڑھنے لگی جیسا وہ اُن آیات کو پڑھنا پسند کرتی تھی ویسا ہی اُنہیں سُننا بھی اُسے بہت بھاتا اور خوش آتا تھا - اِس سے اُنکی تاثیر زیادہ گہری ہوتی تھی - پس شیورانی نے خیال کیا کہ اُسے کوئی نہیں دیکھتا اور اگر وہ اپنی پیاری آیات کو پڑھیگی تو کوئی نہیں سُنیگا وہ اپنے آپ ہی پڑھنے اور سُننے لگی کہ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُسپر ایمان لاوے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے" +

شیورانی اس آیت کے مطالب و معانی میں ایسی محو اور از خود رفتہ تھی کہ اور کسی بات کا اُسے مطلق خیال نہ تھا - بہاری لال برآمدہ میں آکر چپکے چپکے اُس

کے کندھوں پر سے کاغذ کو دیکھہ رہا تھا لیکن اُسے مطلق خبر نہ تھی - چنانچہ جب بہاری لال نے کہا کہ "جب تم نے پڑھنا شروع کیا تھا اُسی وقت میں نے تمہیں پڑھنے سے منع کیا تھا اور میرا خیال ہی کہ یہہ کوئی معمولی اور سرسری بات نہیں تھی بلکہ مینے تاکیداً منع کیا تھا" تو نہایت گھبراگئی +

پہلے تو شیورانی بہت ڈرگئی اور اُس کا دل دھڑکنے لگا - لیکن پھر اُسنے خیال کیا کہ اب تو پن لال موجود نہیں ہی - جو وعدہ مینے اُس سے کیا تھا اب اُس پر قائم رہنا بے سود ہی - چنانچہ جو کچھہ بہاری لال سوال کرتا وہ اُن کے جواب دینے کے لئے تیار تھی اور سب کچھہ صاف صاف بتا سکتی تھی کیونکہ کوئی خراب یا چھپانے کے لائق بات تو تھی ہی نہیں - اُس کا دل ٹھکانے ہوا اور اُس نے بہاری لال سے مخاطب ہوکر بڑی سنجیدگی اور متانت سے کہا کہ "میں کچھہ پڑھہ تو نہیں رہی - پڑھنے سے تو آپ نے منع کیا ہوا ہی - یہہ تو جو کچھہ میرے دل میں ہی اُسے زبانی دہرا رہی ہوں" +

بہاری لال کو اب تک یقین ہوا تھا کہ میری بہن جیسا کہ وہ کہتی ہی بالکل اَن پڑھ ہی - اُس نے غضب آلودہ ہوکر کہا "پھر اِس کاغذ کو ہاتھہ میں لینے سے کیا مطلب ہی ؟ اگر تم پڑھنا نہیں جانتی ہو تو کاغذ ہاتھہ میں لیکر بڑبڑانا اور یہہ ظاہر کرنا کہ تم کچھ

پڑھ رہی ہو بیوقوفی ہے دکھاؤ تو یہہ کاغذ کیسا ہے" +

بہاری لال نے کاغذ لینے کے لئے ہاتھہ بڑھایا ہوا تھا۔ شیورانی نے اُسکا کچھ خیال نہ کیا اور کاغذ کو اپنے ہاتھہ میں خوب مضبوطی سے پکڑے رکھا +

بہاری لال نے اور بھی سختی سے کہا کہ "یہہ کاغذ مجھے دو" +

شیورانی نے کہا "لیکن آپ اسے رکھینگے تو نہیں۔ دیکھہ کر مجھے واپس دیدینگے" +

بہاری لال نے اِس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور ذرا بھی انتظار نہ کیا بلکہ ہاتھہ بڑھا کر شیورانی کے ہاتھہ سے کاغذ چھین لیا۔ جب وہ جو کچھ اُس پر لکھا ہوا تھا پڑھنے لگا تو شیورانی نہایت توجہ اور فکر سے سُننے اور اُس کی طرف دیکھنے لگی۔ پہلے تو اُن الفاظ کا مطلب وہ بہت ہی کم سمجھا کیونکہ اُس نے اس سے پیشتر اُنہیں کبھی نہیں پڑھا تھا لیکن جب اُس نے یسوع کا نام دیکھا تو یقین کیا کہ ضرور یہہ کاغذ عیسائیوں کی کسی کتاب سے لیا گیا ہے۔ اب فوراً اُسے پٹن لال کی کتابوں کا نظارہ نظر آیا اور جو کچھ اُس نے پٹن لال کی کتابوں میں دیکھا تھا گویا سب کا سب پیش نظر آ موجود ہوا۔ اور جب اُس نے معلوم کیا کہ میری بہن بھی بھرشٹ ہو گئی ہے تو از حد خفا ہوا۔ اگرچہ شیورانی چلّا رہی تھی اور منت کر کے

کہہ رہی تھی کہ یہہ کاغذ مجھے واپس دیدیجئے اِس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا بہاری لال نے اُس کی کچھ پروانہ کی اور کاغذ کو پُرزہ پُرزہ کر کے زمین پر پھینک دیا۔ اب دونوں بہن بھائی چپ چاپ ایک دوسرے کا منہہ تکنے لگے اور ایک دوسرے کے بولنے کے منتظر ہوئے +

چونکہ شیورانی خاموش رہی اِس لئے بہاری لال پہلے بولا اور کہنے لگا کہ "مجھے بتلاؤ تو تم نے یہہ کاغذ کہاں سے لیا اور کس نے تمہیں پڑھنا سکھایا؟"

شیورانی نے پھر بڑی سنجیدگی سے جوابدیا کہ میں آپ سے بیان کر چکی ہوں کہ میں پڑھنا نہیں جانتی۔ ایک خاتون میری بھاوجہ کو پڑھانے آیا کرتی تھی اُس نے مجھے یہہ کاغذ دیا تھا اور جو کچھ اُسپر لکھا ہے مجھے زبانی یاد کرایا تھا" +

بہاری لال نے رنجیدگی سے کہا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا۔ انگریز عورتوں کو اپنے گھروں میں داخل ہونے دینے سے یہی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اُنکی اول کوشش اور غرض یہی ہوتی ہے کہ ہماری عورتوں کو عیسائی بناویں +

شیورانی نے کہا "یہہ تو کوئی انگریز عورت نہیں تھی بلکہ ہمارے ہی درمیان سے ایک تھی جو ہماری طرح پنجرے میں بند نہیں تھی اور نہ ہماری مانند جاہل اور بےعلم نہ تھی۔ اُس نے مجھے کوئی بُری بات نہیں سکھائی۔ آپ کا ہیکو بے فائدہ

خفا ہوتے ہیں؟ بٹن لال تو کبھی اِس پر خفا نہیں ہوتا تھا"+

بہاری لال کے دل پر یہہ سب سے بھاری اور گہرا زخم لگا۔ اِس کا کیا مطلب تھا؟ کیا بٹن لال عیسائی دین کی کتابیں پڑھکر ایسا قائل ہو گیا کہ اُس نے اپنی بیوی اور بہن دونوں کو وہی علم سکھایا کہ وہ اُس کی طرح جہالت و ضلالت کے گڑھے سے نکل آویں؟ بہاری لال نے خیال کیا کہ میرے خلاف یہہ ایک بندش تھی اور صرف آج میں اِس سے آگاہ ہوا ہوں تاہم کوئی بہت فکرمندی کی بات نہ تھی۔ بٹن لال تو اب گذر گیا تھا اور شیبورانی ایک جوان لڑکی تھی جس کا فرض یہہ تھا کہ جو اُسے کہا جاوے بجالاوے+

بہاری لال کی آواز میں کچھہ نرمی ظاہر ہونے لگی اور اُس نے کسی قدر تسلی پذیر ہو کر کہا کہ "بٹن لال نے خواہ کچھہ ہی خیال کیا یا کہا ہو کچھہ مضائقہ کی بات نہیں وہ اپنے باپ دادوں کے دین میں مرا۔ اب میں اس وقت سے تمہاری خوب حفاظت کرونگا۔ تم کبھی اس گھر سے باہر نہیں جاؤ گی۔ اور جو کچھہ تم نے سیکھا ہی اُسے جسقدر جلدی بھول جاؤ اُسی قدر بہتر ہوگا"+

اب شیبورانی کے دل میں اُس نئی آیت کا نور چمکا جو کہ اُس نے بٹن لال

سے سیکھی تھی کہ "اگر کوئی شخص اِس گنہگار نسل کے سامنے میرے نام اور کلام سے شرمائیگا تو ابنِ آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں مقدس فرشتوں کے ساتھہ آئیگا اُس سے شرمائیگا" اب کوئی نہ تھا جو اُس کو بولنے سے روکتا۔ وہ اس امر کے اظہار کے لئے آزاد تھی کہ یسوع کے نام اور کلام سے شرماتی نہیں۔ چنانچہ اُس نے بہادری کی اور بڑی صفائی سے کہا کہ یہہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یسوع مسیح کا کلام میرے دل میں ایسے طور سے نقش اور کندہ ہو چکا ہی کہ اگر میں اُسے فراموش کرنا چاہوں بھی تو نہیں کر سکتی اور میں ہرگز ہرگز اُسے بھولنے کی کوشش نہیں کرونگی"+

تھوڑی دیر تک تو بہاری لال ایسا حیران ہو گیا کہ کچھہ جواب نہ دے سکا پھر اُس نے شیبورانی کی نازک و نحیف صورت پر نظر کی اور اُس کی آنکھوں میں سرگرمی اور جوش و ہمت کے آثار دیکھہ کر نہایت متعجب ہوا+

آخر اُس نے حقارت سے کہا کہ "تم تو ایک بیوقوف اور جاہل لڑکی ہو۔ تم ان باتوں کو کیا سمجھتی ہو؟ تم کو ان معاملات کی کیا خبر ہی؟ اب میں ایسا بندوبست کرونگا کہ تم اپنے مذہب کی رسوم کی بخوبی پابند ہو جاؤ اور یہہ تمام واہیات بھول جاؤ"+

شیبورانی نے پوچھا "لیکن جیسا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی اگر یہہ رسمیں واہیات

اور بیہودہ ہوں اور یسوع مسیح کا کلام سچ ہو تو؟"

پھر وہ اپنے بھائی کے پاس آ کھڑی ہوئی اور منت کہنے لگی کہ بھائی جان کیا آپ مہربانی سے وہ کتاب نہیں پڑھینگے جس میں یسوع مسیح کا بیان ہی؟ آپ دیکھینگے کہ وہ کتاب کیسی اچھی ہی۔ مجھے اپنے مذہب سے کچھ تسلّی نہ ملی لیکن یسوع مسیح کے کلام نے میرے دل سے رنج و غم کو دور کیا"+

بہاری لال نے شیورانی کا ہاتھ جو اُس نے اُس کے کندھے پر رکھا ہوا تھا بڑی خفگی سے ہٹا دیا اور کہا کہ یہہ بیوقوفی کی باتیں بند کرو۔ خبردار پھر کبھی میں تم سے یہہ واہیات نہ سُنوں۔ تمہاری جہالت اور نادانی کی وجہ سے میں تمہیں معذور رکھتا ہوں"+

اب بہاری لال شیورانی کے پاس سے چلا گیا لیکن وہ خیالات اُس کے دل سے دور نہ ہوئے۔ چنانچہ جب وہ اکیلا بیٹھا حقّہ پی رہا تھا اِن باتوں پر بہت غور و فکر کرنے لگا۔ اگرچہ شیورانی سے تو اُس نے کہا تھا کہ یہہ باتیں واہیات ہیں لیکن وہ خیال کرتا تھا کہ یہہ ایک غور طلب اور نازک معاملہ ہی۔ اُسے یہہ بھی خیال آیا کہ بٹن لال نے کس طرح اِن رسوم کی قیود سے جن میں ہم مقیّد ہوں اپنے آپ کو آزاد کیا تھا۔ اور شیورانی کی سرگرمی اور اُس کے جوابات کی سنجیدگی اور متانت

سے اُسے اپنا پیارا بھائی یاد آتا تھا جو اُس سے یکایک چھین لیا گیا+

اُسے اِس بات سے کچھ تسلّی تھی کہ شیورانی بالکل میرے اختیار میں ہی۔ اُس گاؤں میں کسی طرح کا خطرہ نہیں تھا۔ وہ ہر طرح کی بھرشٹ کرنے والی تاثیرات سے دور اور الگ تھی۔ اگر کوئی خطرہ کی بات تھی تو یہی تھی کہ اُس کے دل پر بہت کچھ تاثیر ہو چکی ہوئی تھی لیکن خیال تھا کہ وہ تاثیر رفتہ رفتہ جاتی رہیگی۔ تاہم بہاری لال کے لئے یہہ بات نہایت ناگوار اور تکلیف دہ تھی کہ اُس کے خاندان میں سے کوئی مسیحی دین کا خیال بھی کرتا ہو اُس نے اپنے دل میں نہایت مصمم ارادہ کیا کہ میں شیورانی کو مسیحی دین کی نسبت سوچنے کی بھی اجازت نہیں دونگا اور بہت جلد اُسے یقین دلا دونگا کہ اِس گھر کا مالک میں ہوں اور میری فرمانبرداری کرنا اُس کے لئے ضروری ہی۔ کل اُسے پوجا پاٹ میں شریک ہونے کے لئے مجبور کیا جاویگا اور پھر دیکھینگے اِس نئے مذہب کا کیا انجام ہوتا ہی+

ای بہاری لال کل تک صبر کر اور دیکھ تیری طاقت کہاں جاتی ہی۔ آج تو بڑے فخر سے اپنے تئیں سارے گھر کا مالک قرار دیتا ہی۔ کل تیرا اپنی جان پر بھی کچھ اختیار نہیں ہوگا+

جب بہاری لال کے جانے کے بعد شیورانی اکیلی بیٹھی رہگئی تو اُس پر مایوسی کی گھٹا چھا گئی بہاری لال کے سامنے اُس نے جو دلیری اور ہمت دکھائی تھی وہ سب کی سب کافور ہونے لگی اور اُس نے محسوس کیا کہ میں بیچاری ایک بیکس لڑکی ہوں اور میرا کوئی مددگار نہیں اُسے یہہ بھی یقین ہو گیا کہ میرا بھائی اس دینی معاملہ میں کسی طرح کی سستی اور نرمی نہیں کریگا بلکہ وہ ہندو دھرم کی رسوم کی بجاآوری کے لئے مجھے مجبور کریگا اور مجھ میں اُس کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ میں بیچاری بھلا اُس کے مقابلہ میں کیا کر سکونگی ؟

ہٹن لال اگرچہ شیورانی کے ساتھ متفق نہیں تھا تو بھی اُس نے کبھی اُسے قصوروار قرار نہیں دیا تھا اور نہ کبھی ملامت کی تھی لیکن بہاری لال ایک اور طرح کا آدمی تھا۔ چنانچہ شیورانی بہت گھبرائی اور بیدل ہو گئی۔ تاہم ہوائی اِس مشکل میں اکیلی اور بےکس نہیں چھوڑی گئی تھی۔ اُس کے کان میں پھر یہہ آواز آئی کہ "اَے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو مجھ پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا"۔ شیورانی کے دل نے فوراً کہا "اَے یسوع مسیح مجھ پر بہت بھاری بوجھ ہے۔ مجھے آرام عنایت فرما اور کبھی مجھے شرمندہ نہ ہونے دے" +

چنانچہ آرام عنایت ہوا اور اگرچہ مخالفت کا طوفان اور بھی سخت تھا تو بھی

شیورانی بالکل محفوظ تھی۔ کیونکہ جس پناہ گاہ میں شیورانی داخل ہوگئی تھی مخالفت کا کوئی طوفان اُس کے اندر نہیں آسکتا تھا۔ شیورانی کو پختہ یقین تھا کہ اگرچہ بہاری لال بڑا زبردست ہے تو بھی خداوند یسوع مسیح میرے محافظ کے سامنے ناچیز ہے یسوع مسیح اُس سے کہیں زور آور ہے +

باب ۱۹

غم کی کہانی

بہاری لال یہہ خیال کئے بیٹھا تھا کہ کل صبح شیورانی کو اپنے تابع کرونگا اور جس یسوع مسیح کو وہ نجات دہندہ تسلیم کئے بیٹھی ہے اُس کا انکار کراؤنگا۔ لیکن جب صبح ہوئی تو ایک اور ہی ایسا معاملہ پیش آیا کہ وہ شیورانی کو بالکل بھول گیا۔ شیورانی سے ردوکد کرنے کے بجائے اُسے موت کا سامنا کرنا پڑا +

اُس کی بیوی جو کہ ایک روز پیشتر دردِ سر سے شاکی تھی اب بخار سے جل رہی تھی اور بالکل از خود رفتہ و بیہوش تھی +

لیکن بخار تو ایک معمولی بات ہے۔ کیا سب کو کبھی نہ کبھی بخار نہیں آتا ؟ اُن سب کو کئی مرتبہ بخار آچکا تھا اور اُنہوں نے خیال کیا کہ جس طرح ہم اچھے

ہو گئے تھے اُسی طرح وہ بھی صحت یاب ہو جاویگی۔ اب ساری رات گذری اور صبح ہوئی لیکن اُسے کچھ آرام نہ ہوا اور بخار میں کسی طرح کی تخفیف نظر نہ آئی۔ جب اُنہوں نے اُس کے چہرہ پر نظر کی اور اُس کی پژمردہ صورت کو دیکھا تو خیال کرنے لگے کہ یہہ کوئی معمولی بیماری نہیں ہے لیکن پھر بھی اُنہیں اصل حقیقت معلوم نہ ہوئی +

اُس گاؤں میں جو سب سے اچھا طبیب میسر آسکتا تھا فوراً بلایا گیا اور اُس نے آتے ہی جونکیں لگائیں اور جو دوا مناسب خیال کی دی لیکن بخار بڑھتا گیا اور بیمار نہایت بے چین ہونے اور تڑپنے لگی۔ پھر رفتہ رفتہ یہہ تلملانا اور کراہنا موقوف ہوا اور مریضہ چپ چاپ اور خاموش پڑی رہی لیکن یہہ خاموشی صحت پر دلالت نہیں کرتی تھی بلکہ یہہ موت کی خاموشی ثابت ہوئی اور جو اچھی طرح دیکھ رہے تھے اور ان علامات کو بخوبی پہچانتے تھے رونے اور ماتم کرنے لگے +

لیکن ماتم کی فرصت کہاں تھی ؟ پیشتر ازانکہ بیوی کا جنازہ نکلے بہاری لال خود اس قدر بیمار تھا کہ کسی ماتمی رسم میں شامل نہ ہو سکا اور مرگھٹ تک ساتھ جانا بھی اُس کے لئے ناممکن ہو گیا۔ اب حقیقت کھلی کہ

اس دور و دراز کے گاؤں میں طاعون نے اپنا ہیبتناک چہرہ دکھایا اور دفعتہً بہاری لال کی بیوی کو لقمہ کر گیا اور بہاری لال پر بھی ہاتھ ڈالا +

جو لوگ جمع ہوئے ہوئے تھے آناً فاناً تتر بتر ہو گئے یہاں تک کہ گھر کے نوکر بھی غائب۔ بیچاری شبو رانی اکیلی رہ گئی +

شبو رانی جب تک جیتی رہی اِس رات کو کبھی نہ بھولی جس میں وہ اپنے بھائی کی چارپائی کے پاس اکیلی بیٹھی رہی +

صبح ہوتے ہوتے بہاری لال کی زمینی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور اب شبو رانی کو یقین ہوا کہ میں تنِ تنہا اور لاچار و بیکس رہ گئی ہوں بہاری لال جس نے کہ اپنے خاندان کی چھوٹی سی دنیا میں مطلق العنان بادشاہ کی طرح سلطنت اور حکمرانی کی تھی چند گھنٹوں میں نظروں سے غائب ہو گیا اب سنسان اور ویران گھر اُس خوفناک دشمن (طاعون) کے حملہ کی گواہی دیتا تھا جو کہ جورو خاوند دونوں کو بے بس کر کے لے گیا اور صرف ایک کمزور لڑکی کو چھوڑ گیا جو کہ نہایت خوف زدہ اور حیران و پریشان ہو کر بیٹھی تھی اور جو کچھ وقوع میں آیا تھا اُسے تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھتی تھی اور اس واقعہ کو واقعی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ ؎ اینکہ می بینم بہ بیداری نہ بیند کس بخواب۔ رفتہ

رفتہ اُس نے محسوس کیا کہ میں بالکل تنہا ہوں - اب اُس خالی گھر میں اُسے رہنا دشوار تھا لیکن بیچاری جاتی کہاں؟ ابتک اُسنے کسی چھوٹے سے چھوٹے معاملہ میں اپنی ہی مرضی پر عمل نہیں کیا تھا اور کبھی ایک قدم بھی کہیں اکیلی نہ گئی تھی +

جب اس فکر و تشویش میں تھی کہ کہاں جاؤں؟ تو اُسے اپنی سب سے عزیز اور مہربان سہیلی کا خیال آیا چنانچہ اُس نے فیصلہ کیا کہ میں اپنی اُستانی کے پاس جاؤنگی جس نے مجھے سکھایا ہو کہ مسیحی اور حقیقی محبّت کا کیا مطلب ہی - وہ ضرور مجھے اپنے پاس رکھیگی اور ہر طرح سے میری محافظ و نگراں ہوگی - اِس میں سفر کی بھی کچھ زیادہ مشکل نہ تھی - تھوڑی سی دیر میں ریل میں سوار ہوکر وہ اُس شہر میں جہاں ہٹن لال رہتا تھا بآسانی پُہنچ سکتی تھی - وہاں پُہنچکر ہٹن لال کا گھر پوچھنا اور دریافت کرکے وہاں پہنچنا بہت مشکل نہ تھا اور پھر وہاں سے اُستانی بھی بہت دور نہ تھی چنانچہ وہ فوراً تیار ہوئی ※ اور اپنی ساڑھی کے اوپر سے ایک لمبی سی سفید چادر اوڑھکر روانہ ہوئی - اُسنے اپنے آپکو

※This sentence is not a translation. The English thought is not suitable for Indian readers.

(ایسا چھپایا ہوا تھا کہ دیکھ کر کوئی بھی پہچان نہ سکتا تھا کہ کون جارہی ہی) +

تھوڑا سا سفر خرچ جو میسر آسکا اور گھر کی چابی اپنی ساڑھی کے کونے میں باندھکر گھر سے نکلی - وہ جانتی تھی کہ ابھی ایک گاڑی جانے والی ہی - کیونکہ ہٹن لال اکثر اُسی گاڑی سے آیا جایا کرتا تھا - اور اگر راستہ میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی تو اندھیرا ہونے سے پیشتر گھر پہنچ جاؤنگی - جب وہ زنانہ گاڑی میں بیٹھ گئی اور اپنے پاس ایک عورت کو بیٹھی پایا تو کسی قدر جان میں جان آئی لیکن مشکل وقت اُس کے اُس بڑے شہر میں جس کے گلی کوچوں سے وہ ناواقف تھی اژدحام عوام میں پہنچنے پر آنیوالا تھا +

جب شیو رانی آئندہ کے خوف سے کانپ رہی تھی اُسے ایک اور خیر خواہ یاد آیا - چنانچہ وہ اپنے آپ کو تسلّی دینے کے لئے اپنی ازبر کردہ آیات کو پڑھنے لگی - اِن میں سے بعض کو تو اُس نے بالکل طوطے کی طرح یاد کیا ہوا تھا لیکن اِس وقت جب اُس نے یہہ پڑھا کہ "تمہارا دل نہ گھبراوے تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو" تو اُس کے دِل میں اِس آیت کے اصلی معنوں کی روشنی چمکی +

یہہ آیت اُسے ایک حکم کی صورت میں نظر آئی - جسکی اطاعت و فرمانبرداری

کرنا اُس پر فرض تھا گویا وہ اُسے حکماً کہہ رہا تھا کہ "تیرا دل نہ گھبراوے" وہ جانتی تھی کہ میرا دل بہت گھبراہٹ میں ہی۔ اُس کے عزیز جو ناگہاں اِس سے جُدا کیئے گئے اُن کے باعث سے اور اپنی اُستانی کی تلاش میں پیش آنیوالی مشکلات کے خیال سے شبورانی بہت گھبرا رہی تھی۔ تاہم وہ جانتی تھی کہ یہہ خداوند یسوع کا فرمان ہی کہ "تیرا دِل نہ گھبراوے"۔ چنانچہ جب اُس نے ان الفاظ کو بار بار دہرایا تو اُس کی گھبراہٹ بہت کم ہو گئی +

جب گاڑی راستہ میں ایک سٹیشن پر ٹھہری تو ایک عمر رسیدہ عورت نے جو کہ شبورانی کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی شبورانی سے پوچھا کہ "تم کیا کہہ رہی ہو؟ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی سے باتیں کر رہی ہو" +

اسپر شبورانی چونک پڑی کیونکہ اُسے مطلق خیال نہ تھا کہ کوئی سُن رہا ہی لیکن اس میں کچھ خوف کی بات نہ تھی چنانچہ اُسنے یُوں جواب دیا کہ "مینے کچھ الفاظ حفظ یاد کئے ہوئے ہیں اور چونکہ میں بالکل اکیلی ہونیکے سبب سے بہت گھبراہٹ میں ہوں اور انکے دہرانے سے مجھے بہت تسلی ہوتی ہی اسواسطے میں یہہ کہہ رہی ہوں کہ تمہارا دل نہ گھبراوے" +

اُس عورت نے کہا "یہہ الفاظ میں بھی جانتی ہوں۔ ایک انگریز خاتون نے مجھے سکھائے تھے۔ میں خیال کرتی ہوں کہ تم اِس سفر میں اکیلی نہیں ہو۔

کیونکہ میرے جیسی عمر رسیدہ عورت اگر اکیلی سفر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن تم جوان لڑکی ہو۔ تمہارے ساتھ کوئی محافظ ہونا چاہئے۔ غالباً تمہارا شوہر یا باپ مردانہ گاڑی میں ہوگا +

شبورانی نے جواب دیا کہ "میرا شوہر مرگیا اور میرا باپ بھی مدت سے مرچکا تھا۔ کل میری بھاوجہ مرگئی اور آج جو میرا ایک ہی بھائی باقی تھا وہ بھی مرگیا" اس بیان میں شبورانی کا غم اور بھی بڑھ گیا اور اُس کی آواز تھرتھرانے لگی +

اگرچہ اُن ایام میں اس قسم کے واقعات عام تھے اور شب و روز بازار موت اِس قدر گرم تھا کہ بسا اوقات بعض خاندان بالکل تباہ ہو گئے اور گھروں میں قفل لگ گئے تو بھی سننے والی کا دل بھر آیا اور اُسے شبورانی پر بہت رحم آیا۔ چنانچہ اُس نے نہایت مشفقانہ طور سے پوچھا کہ "پھر بتاؤ تو تم جا کہاں رہی ہو"؟

شبورانی نے اپنی اُستانی کی نسبت کچھ بیان کیا اور کہا کہ "مجھے پختہ یقین ہی کہ وہ ضرور مجھے اپنے پاس رکھیگی اور ہر طرح سے میری مدد کریگی۔ اگر مجھے اُس کے گھر کا راستہ معلوم ہوتا تو چنداں فکر کی بات نہ ہوتی لیکن اب جو میں اپنی ناواقفی اور گلی کوچوں میں لوگوں کے اژدحام کی طرف خیال

کرتی ہوں تو دل بہت گھبراتا ہی کہ کیونکر پہنچونگی" +

اِس پر اِس نئی مہربان نے کہا "مجھے یہہ تو معلوم نہیں کہ تمہاری اُستانی کہاں رہتی ہی کیونکہ میں نے اُس کی نسبت کبھی کچھہ سُنا تک بھی نہیں لیکن ہاں میں اپنی مس صاحبہ کی کوٹھی جانتی ہوں کیونکہ میں کئی ایک مرتبہ اُن کی ملاقات کے لئے وہاں گئی ہوں اور میں خیال کرتی ہوں کہ اگر میں تمہیں اپنی مس صاحبہ پاس لیجاؤں تو پھر تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہی" +

شیورانی نے کسی قدر متفکر سی ہوکر پوچھا "اور کیا آپ کے خیال میں آپ کی مس صاحبہ مجھے میری اُستانی پاس پہنچا دیگی"؟ کیونکہ اگرچہ شہر میں اکیلی جانے کی نسبت مس صاحبہ کے پاس جانا بہت بہتر معلوم ہوتا تھا تو بھی شیورانی ایک ایسی انگریز عورت کے پاس جانے سے جس سے کہ بالکل ناآشنا تھی بہت ڈرتی تھی +

پھر گاڑی کھڑی ہوئی اور اُس عورت نے شیورانی سے کہا "آؤ اُترو اور ہرگز نہ گھبراؤ۔ میں ہر طرح سے تمہاری مدد کرونگی" +

جب شیورانی گاڑی سے نکلی اور پلیٹ فارم پر دھکم دھکا ہونے لگا اور ہر ایک یہی کوشش کرنے لگا کہ میں سب سے پہلے سٹیشن سے باہر نکلوں تو اُس عورت کی موجودگی کو نہایت غنیمت جانا اور دل میں از حد شکرگذار ہوئی +

اُس نے خوب اچھی طرح سے چادر اوڑھہ لی اور اپنی رہبر کے ساتھہ ساتھہ روانہ ہوئی +

جب سٹیشن کے اژدحام سے نکل کر یکہ کرایہ لیا اور آرام سے سوار ہوئیں تو شیورانی نے اپنے تئیں محفوظ پاکر تسکین حاصل کی اور خدا کا شکر کیا۔ یکے والا فوراً سمجھہ گیا کہ اُنہیں کہاں جانا ہی۔ چنانچہ وہ نہایت تیز رفتار سے روانہ ہوا اور شیورانی دل میں خیال کرتی تھی کہ کیا اچھا ہوتا اگر میں پہلے ہی سیدھی اپنی اُستانی پاس پہنچتی کیونکہ ممکن ہی کہ وہ مس صاحبہ جس کے پاس میں جارہی ہوں اِس بات سے خفا ہو کہ میں کیوں بلا اجازت اُس کے پاس آئی۔ جب مس صاحبہ کی کوٹھی پہنچیں تو شیورانی نے تعجب کیا کیونکہ اُس نے اِس سے بیشتر کبھی اس طرح کا گھر نہیں دیکھا تھا۔ اور کسی قدر خوف زدہ ہوکر اپنا منہہ چھپانے لگی۔ یہانتک کہ "جب مس صاحبہ آکر اُس سے بڑی محبّت و شفقت سے باتیں کرنے لگی اور اُس کے کندھے پر ہاتھہ رکھا جس سے گویا وہ یہہ کہتی تھی کہ مت ڈرو میں تمہاری ہر طرح سے حفاظت کرونگی"۔ وہ صرف نیچی نگاہ کئے خاموش کھڑی رہی اور ایک لفظ تک نہ بولی +

شیورانی کی بدرقہ نے مس صاحبہ سے بیان کیا کہ کس طرح اُن کی ملاقات ہوئی اور کس غرض سے وہ اُن کی کوٹھی پر آئی۔ جب اُس نے اُستانی کا ذکر کیا تو مس نیلس صاحبہ فوراً سمجھ گئیں کہ اُستانی کون ہے اور اُس کی شاگرد کون ہے +

یہہ بات بھی صاف ظاہر تھی کہ شیورانی کا بھائی اور بھاوجہ کس بیماری سے مرے تھے۔ چنانچہ حفظ ماتقدم کے طور پر کسی قدر پرہیز اور ہوشیاری و بیداری ضرور تھی۔ کچھہ تامل کر کے مس نیلس صاحبہ نے مناسب جانا کہ املین کو بُلا بھیجے تاکہ ملکر صلاح و مشورہ کریں۔ رقعہ کے ساتھہ ہی گاڑی بھی بھیج دی گئی اور تھوڑی دیر میں جس کی شیورانی بڑے اشتیاق سے منتظر تھی آموجود ہوئی +

جب شیورانی نے اپنی پیاری اُستانی کی آواز سُنی اور اُس کے بازوؤں کو اپنے گلے میں حمائل پایا تو اُس کا اب تک ضبط کیا ہوا غم بڑے زور سے ظاہر ہوا اور اگرچہ وہ بیچاری ایک رات دن کی تھکی ماندی اور اپنے رنج و اندوہ کو ضبط کئے ہوئے تھی لیکن اب اور ضبط نہ کر سکی اور خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی۔ اِس وقت شیورانی کے ساتھہ جس قدر شفقت اور ہمدردی کا اظہار کیا گیا اِس سے پیشتر اُس سے کبھی کسی نے نہ کیا تھا۔ اگرچہ وہ بیچاری جسمانی اور ذہنی طور سے بھی بالکل تھکی ماندی تھی تو بھی اُسے کسی قدر ہمت اور تسکین خاطر

حاصل ہوئی +

تھوڑی دیر بعد املین نے کہا "میری پیاری بہن بتاؤ تو میرے پاس آنے پر تمہیں کس بات نے مجبور کیا۔ کیا تمہارا کوئی ایسا رشتہ دار نہیں ہے جس کے پاس تم جاسکتیں"؟

شیورانی نے جواب دیا "ہاں میرے رشتہ دار تو ہیں لیکن میں اُن سے واقف نہیں ہوں اور چونکہ آپ خداوند یسوع سے علاقہ رکھتی ہیں اور میرے رشتہ دار اُس کی بابت کچھہ بھی نہیں جانتے اِس لئے مینے آپ ہی کے پاس آنا پسند کیا۔ اب میں اُس کے نام سے کبھی نہیں شرماؤنگی اور کسی سے ہرگز یہہ وعدہ نہیں کرونگی کہ خداوند یسوع مسیح کی بابت کسی سے گفتگو نہ کرونگی +"

اب املین نے خیال کیا اور یقین جانا کہ میری دلی آرزو پوری ہوئی اور یہہ میری پیاری شاگرد فی الحقیقت اُسی خداوند پر بھروسہ کرنا سیکھہ گئی ہے جس کی میں پیروی کرتی ہوں +

پس اِس طرح سے وہ غم کا دن نہایت خوشی کا دن ہوگیا۔ موت میں زندگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ ہاں وہ زندگی ظاہر ہوئی جو اوپر سے ہے اور جسکا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا +

شیورانی نے اِس خوف سے کہ کہیں میری اُستانی مجھے اپنے پاس رکھنے سے انکار نہ کرے۔ یوں درخواست کی کہ "مجھے اپنے پاس رکھئے۔ آپ مجھ سے بالکل کسی طرح سے خوف نہ کیجئے۔ مینے چلنے سے بیشتر ساڑھی بدل لی تھی اور آپ دیکھتی ہیں میں کوئی چیز ساتھ نہیں لائی۔ کیونکہ اگرچہ میں اِس بات کو سمجھ نہیں سکی تو بھی مینے سُنا تو ہی کہ یہہ بیماری ہمارے پہننے کے کپڑوں میں داخل ہوجاتی ہی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جا پہنچتی ہی"+

املین جانتی تھی کہ باوجود اُس تمام احتیاط کے جو شیورانی عمل میں لائی ہی اُسے اپنے گھر میں لیجانا خالی از خطر نہیں۔ لیکن تو بھی وہ اُسے جو اُس کے پاس بھیجی گئی تھی قبول کرنے سے انکار نہ کرسکی۔ پس اُس نے پختہ ارادہ کیا کہ میں ضروری احتیاط بجالاکر خدا پر توکل کرونگی اور بے خوف شیورانی کو اپنے گھر لیجاؤنگی +

پس شیورانی مسیحی گھر میں داخل ہوئی اور جو اُس کی خاطر و پرداخت کی گئی اُس سے وہ زخم جو موت نے اُس کے دل پر لگائے تھے بھرنے اور اچھے ہونے لگے۔ اُس نے یہہ حقیقت محسوس کی کہ اگرچہ میرے نزدیک ترین اور عزیز ترین رشتہ دار مجھ سے جُدا ہوگئے ہیں تو بھی مجھے ایسے عزیز اور دوست

مل گئے ہیں جن کی محبت اور بھی پائیدار اور گہری ہی کیونکہ اس محبت کا سرچشمہ اور سوتا خدا کی محبت ہی +

سب سے قریبی رشتہ دار کو ایک رقعہ بھیجا گیا اور اس رقعہ کے ساتھ ہی مقفل مکان کی کنجی بھی بھیجدی گئی۔ یہہ اِس بات کا نشان تھا کہ شیورانی تمام دنیاوی مقبوضات سے دست بردار ہی +

اِس رقعہ کا کبھی کوئی جواب نہ آیا۔ اِس سے بآسانی یہہ نتیجہ نکل سکتا تھا کہ وہ نوجوان بیوہ جس نے مسیحی دین اختیار کرنا پسند کیا اِس لائق نہ تھی کہ رشتہ دار اُس کی کچھ پروا کرتے۔ بلکہ ممکن ہی کہ اُس کی دائمی دوری کے خیال سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے ہوں +

شیورانی ایسا محسوس کر رہی تھی کہ گویا وہ یکایک دنیا سے الگ کر لی گئی ہی۔ یعنے جس دُنیا سے وہ واقف و آشنا تھی اُس سے بالکل الگ ہوگئی اور ایک نئی اور آسمانی دُنیا میں داخل ہوئی +

اب وہ پوری آزادی سے مسیح کی بابت گفتگو کرسکتی ہی اور اُس کے متعلق بہت کچھ سیکھ سکتی تھی۔ کوئی اس دل پسند اور عمدہ بات سے منع کرنیوالا نہ تھا۔ وہ دل جو دنیوی اشیاء سے بالکل خالی ہوگیا تھا آسمانی اشیاء کے لئے اور

اُس بادشاہ کے لئے جو اپنی رعایا کے دل میں سکونت پذیر ہونا چاہتا ہی بالکل تیار اور کھلا تھا۔ اُس آسمانی بادشاہ نے اُس کے دِل میں ایک تخت آراستہ پایا۔ وہاں کسی دوسرے کے لئے جگہ نہ تھی بلکہ جب تک سب کچھ اُس کے پاؤں تلے نہ آجاوے وہی حاکم تھا +

امریکن مشن پریس لودیانہ۔ ایم۔ وائیلی منیجر ۱۹۰۵ء

فہرست کتب سی - ایل - ایس

نمبر	نام کتاب	قیمت روپیہ	قیمت آنہ	قیمت پائی
۱	مسیح کی تعلیم	۰	۴ر و ۸ر	۰
۲	رامپال سنگھ اردو	۰	۲ر و ۳ر	۰
۳	رامپال سنگھ کی کہانی رومن	۰	۲ر و ۴ر	۰
۴	ہیرا کی سرگذشت	۰	۳ر و ۶ر	۰
۵	رشیوں کا آبائی وطن	۰	۱ر	۰
۶	آئندہ زندگی	۰	۱ر	۰
۷	کشف الحقایق	۰	۸ر	۰
۸	وشنو کے دس اوتار	۰	۱	۰
۹	تیرتھ	۰	۰	[illegible]
۱۰	تاریخ طاعون	۰	۰	[illegible]
۱۱	ویدوں کی قربانیاں	۰	۰	[illegible]
۱۲	ویدوں کی پرستش	۰	۰	۳
[illegible]	[illegible]	۰	۰	۳
[illegible]	[illegible]	۰	۳ر و ۶ر	۰